

26/15/02

[illegible]

Accession No. ~~25177~~

Call No. ~~U.S. 100-100000~~ **A115**

[illegible]

[illegible]

Author Andrew Vachon

Accession No. ~~100-100000-100000~~

Call No. ~~U.S. 970.08~~ **A-115**

[illegible]

اذكروا موتاكم بالخير

دفتر اول

مائتہ الکرام

مشتمل بر دو فصل

فصل اول شتہ حالات شتہ مشاہیر صوفیاء کرام فصل دوم متضمن احوال ہفتاد و سہ علماء عظام از ابتدای فتح ہندوستان تا صدی دوازدهم ہجری کہ بیدار ہند علم اشتہار افتخار افتخار نشندہ

و در بہان خاک آسودند

مُصَنَّفٌ

حسان الہند مولانا میر غلام علی آزاد بلگرامی قدس سرہ

بسی و اہتمام احقر الانام عبداللہ خان از کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کن شاہ گریہ

در مطبع مصفیہ عالم اگرہ باہتمام محمد قادر علی خان صوفی مطبوعہ

۱۹۱۰ء مطابق ۱۳۲۸ھ

حقوق محفوظین

برسم الخزانۃ المعصومۃ

للعبد الضعیف نعمان المشرقی

Head of the Post-Graduate Department of Pers

J & K University

Hazratbal, Srinagar, Kashmir.

گلشن ہند

مشہور شعراے اردو کا ایک تذکرہ

مرزا علی متخلص لطف

نے، بعد مارکوس ادف ویلنزی گورنر جنرل ہند اردو کے مشہور سرپرست مسٹر جان گلکرسٹ کی
فرمائش سے علی ابراہیم خان کے فارسی تذکرہ گلزار ابراہیم سے مع اصنافون کے اردو زبان
میں جو آج سے ایک سو پانچ برس پیشتر کی سادہ اردو نثر کا ایک عمدہ نمونہ ہے۔

۱۸۰۱ء

میں تصنیف کیا، اور

۱۹۰۶ء

میں

شمس العلماء مولوی شبلی کی تصحیح و تشریح اور مولوی عبدالحق صاحب بی اے
کے ایک عالمانہ مقدمہ کے ساتھ، اردو زبان کی خدمت کے لیے
عبداللہ خان نے حیدر آباد دکن سے شایع کیا

اور

جس میں (۷۲) شاعروں کے نہایت تفصیلی حالات و نمونہ کلام ہے اور جو ۲۲۴ صفحوں میں
ختم ہوئی ہے۔

قیمت فی جلد عہد روپہ علاوہ محصول ڈاک

عبداللہ خان، کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن

ڈیڑیکیشن

یہ کتاب جو علماء و مشائخ بلگرام کے حالات میں سر-بین ایک ایسے عالی ہمت فیاض طبع جامع علوم مشرقی و مغربی پاک نفس نیک نہاد شخص کے نام ڈیڑیکیشن کرتا ہوں جو نہ صرف فخر بلگرام ہے بلکہ فخر قوم و ملک ہے وہ کون۔

آنریبل نواب عماد الملک عماد الدولہ موہن جنگ علی یار خان بہادر مولوی سید حسین بلگرامی سی۔ آئی۔ اے۔ امی۔ ممبر انڈیا کونسل لندن کیا بلحاظ وسعت علم و فضل و شرافت و نجابت اور اعلیٰ و پاکیزہ اخلاق اور کیا بلحاظ عزت و وقعت قومی بہدردی اور اور ملکی خیر خواہی مسلمانان ہند میں اس وقت اپنی نظیر نہیں رکھتے۔

نواب صاحب ممدوح نے قومی اور ملکی ہیودی کے ہر ایک کام میں جس کشادہ پیشانی اور فراخ حوصلگی سے اعانت فرمائی ہے اور خصوصاً اس زمانہ میں مسلمانان ہند پر جو احسانات فرمائے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں لہذا ہم نہایت دلی جوش و مسرت کیساتھ اس کتاب کو جو علم تاریخ کا ایک نایاب خزانہ ہے۔ اور جو ان ہی کے ایک نامور ہم وطن حسان الہند میر غلام علی آزاد بلگرامی نے انہیں کے برگزیدہ اسلاف و اجداد کے تذکرے میں لکھی ہے۔ ان احسان کے شکریہ میں جو انہوں نے اہل علم اور عموماً اہل اسلام پر فرمائے ہیں نواب صاحب ممدوح کے نام نامی کیساتھ نسبت دینے کی عزت حاصل کرتے ہیں۔

عمر گربول افتد زہے عز و شرف۔

خاکسار عبد اللہ خان پبلشر کتاب ہذا

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن جمادی الاخریٰ ۱۳۲۸ھ

Title

Author

Accession No.

Call No.

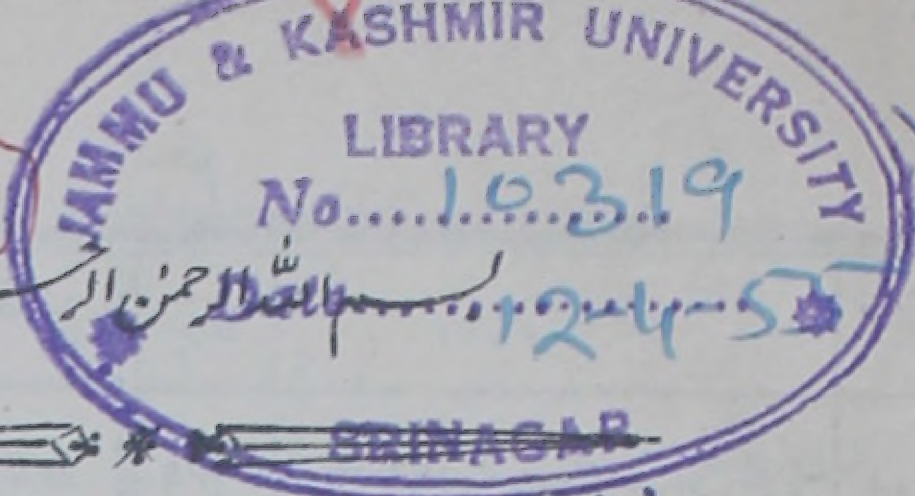
Borrower's
No.

Issue
Date

Borrower's
No.

Issue
Date

بمقام عباد اللہ
ملازمین النسخ و کتب اللہ



فہرست تراجم آثار الکرام دفتر اول

۱۵۶
۱۵۷

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۱	مقدمہ - - -	۵	۱۲	میر عبد الواحد - -	۲۵
۲	دیباچہ مصنف - -	۱	۱۳	شیخ صفی الدین - -	۳۳
	فصل اول در ذکر فقرا		۱۴	شیخ حسین ساکن سکندرہ - -	۳۶
	مثل بر تراجم ہشتاد بزرگ		۱۵	شیخ عبد القادر بدونی - -	۳۹
۱	خواجہ عماد الدین بلگرامی - -	۹	۱۶	سید صبغۃ اللہ بروچی - -	۴۰
۲	سید محمد صفری بلگرامی - -	۱۱	۱۷	شاہ کلیم اللہ چشتی دہلوی - -	۴۲
۳	حافظ محمود بلگرامی - -	۱۳	۱۸	لاموہن بہاری - -	۴۳
۴	پیر عبد اللہ بلگرامی - -	۱۴	۱۹	میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد ایضاً	
۵	غازی کمال بلگرامی - -	ایضاً	۲۰	میر سید فیروز - -	۴۵
۶	قاضی عبد المتجب بلگرامی - -	۱۵	۲۱	میر سید یحییٰ - -	۴۶
۷	شیخ عبد الرحیم بلگرامی - -	۱۷	۲۲	میر سید طیب - -	۴۷
۸	سید اجل بلگرامی - -	۱۸	۲۳	میر عبد الواحد اصغر - -	۵۱
۹	سید محمود کبیر - -	ایضاً	۲۴	میر سید لغمت اللہ - -	۵۲
۱۰	سید بڈھ بلگرامی - -	۲۲	۲۵	شاہ طیب - -	۵۳
۱۱	سید طاہر بلگرامی - -	۲۴	۲۶	سید دین محمد - -	۵۴

نمبر شمار	اسماء	صفحہ	نمبر شمار	اسماء	صفحہ
۲۷	سید محمود اصغر	۵۵	۲۹	سید العارفین میر سید لطیف اللہ بلگرامی	۱۰۸
۲۸	میر سید حسین دہلی وال بلگرامی	۵۶	۵۰	میر عظمت اللہ	۱۱۳
۲۹	سید ابراہیم المعروف بہ سید میان	۶۲	۵۱	میر نواز شش علی	۱۱۶
۳۰	شیخ اڈھن شیخ الاسلام بلگرام	"	۵۲	میر سید نور الحق	۱۱۷
۳۱	مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی	۶۹	۵۳	سید نور اللہ	۱۱۸
۳۲	شاہ رکن الدین المعروف شاہ اتالی	۷۲	۵۴	سید محمدی	۱۲۰
۳۳	سید تاج الدین حجرہ نشین	"	۵۵	سید برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات	۱۲۱
۳۴	سید قاسم اسرار	۷۶	۵۶	سید آل محمد	۱۲۳
۳۵	سید عمر بلگرامی	۷۷	۵۷	سید نجات اللہ المعروف بہ شاہ میان	۱۲۴
۳۶	سید شریف	۷۸	۵۸	سید عین الدین	۱۲۷
۳۷	سید کرم اللہ	۷۹	۵۹	سید محب اللہ بلگرامی	۱۲۸
۳۸	سید عبدالنبی	۸۰	۶۰	میر سید لطیف اللہ خرد میر	۱۳۰
۳۹	میر سید محمد الترمذی ارکا پوری	۸۱	۶۱	شیخ محمد سلیم	۱۳۱
۴۰	میر سید احمد بن میر سید محمد کالپوری	۸۵	۶۲	شیخ محمد حافظ	۱۳۲
۴۱	شیخ عبد الحفیظ قرشوی بلگرامی	۹۳	۶۳	شاہ رحمت اللہ	۱۳۴
۴۲	سید ورد گاہی بلگرامی	۹۴	۶۴	سید محمد بلگرامی	۱۳۹
۴۳	میر سید مبارک محدث بلگرامی	"	۶۵	سید غلام مصطفیٰ	۱۴۱
۴۴	خواجہ عبید اللہ المشہور بہ خواجہ کلان	۱۰۰	۶۶	سید فرید الدین	۱۴۳
۴۵	خواجہ عبد اللہ المعروف بہ خواجہ خرد	"	۶۷	سید قادری بلگرامی	۱۴۴
۴۶	میر سید عبد الفتاح العسکری احمد آبادی	۱۰۱	۶۸	میر طفیل محمد بلگرامی	۱۴۹
۴۷	سید مربی	۱۰۲	۶۹	شیخ فخر الدین احمد مانکی پوری	۱۵۹
۴۸	سید سعد اللہ	۱۰۷	۷۰	میر سید اسماعیل بلگرامی	"

نمبر شمار	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۴۱	شاه عجد الرزاق - -	۱۶۰	۱۰	شیخ سعد الدین خیر آبادی -	۱۹۰
۴۲	راقبہ الحروف فقیر آزاد -	۱۶۱	۱۱	مولانا عبد اللہ تلبنی -	۱۹۱
۴۳	شیخ محمد حیاۃ السدی المدنی	۱۶۴	۱۲	مولانا الہداد جونپوری -	۱۹۲
۴۴	شیخ عبد الطیف -	۱۶۶	۱۳	شیخ علی تنقی برہانپوری -	"
۴۵	مولانا میر خرد عزیزان بلخی -	۱۷۰	۱۴	شیخ محمد بن طاہر الفینی -	۱۹۴
۴۶	مولانا پایندہ خسیکتی -	"	۱۵	شیخ وجیہ الدین گجراتی -	۱۹۶
۴۷	شیخ درویش عزیزان -	۱۷۱	۱۶	شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری	۱۹۷
۴۸	بابا شاہ سعید پلنگ پوش -	"	۱۷	شیخ ابوالفیض فیضی -	۱۹۸
۴۹	بابا شاہ مسافر -	۱۷۴	۱۸	شیخ عبد الحق دہلوی -	۲۰۰
۵۰	بی بی خرد - -	۱۷۵	۱۹	شیخ نور الحق دہلوی - -	۲۰۱
فصل دوم در ذکر فضلاء			۲۰	ملا محمود جونپوری - -	۲۰۲
			۲۱	شیخ عبد الرشید شمس الحق جونپوری	۲۰۳
			۲۲	ملا عبد الحکیم سیالکوٹی -	۲۰۴
۱	مولانا حسن صفائی -	۱۸۰	۲۳	ملا عصمت اللہ سہارنپوری -	۲۰۵
۲	شیخ حمید الدین دہلوی -	۱۸۲	۲۴	میر محمد زاہد الہودی -	۲۰۶
۳	مولانا شمس الدین بھٹی -	"	۲۵	ملا قطب الدین شہید	۲۰۹
۴	قاضی عبد المقتدر -	۱۸۳	۲۶	مولوی قطب الدین شمس آبادی	۲۱۰
۵	مولانا معین الدین عمرانی دہلوی	۱۸۴	۲۷	قاضی محب اللہ بہاری -	۲۱۱
۶	مولانا خواجہ بگی دہلوی -	۱۸۵	۲۸	حافظ امان اللہ بنارس -	۲۱۲
۷	مولانا احمد تھانیسری -	۱۸۶	۲۹	شیخ غلام نقشبند لکنوی -	۲۱۳
۸	قاضی شہاب الدین ملک العلما	۱۸۸	۳۰	شیخ احمد المعروف بہا جیون -	۲۱۶
۹	شیخ علی بن احمد مسامی -	۱۸۹	۳۱	سید سعہ اللہ سلونی - -	۲۱۷

نمبر شمار	اسماء	صفحه	نمبر شمار	اسماء	صفحه
۳۲	مولانا نور الدین احمد آبادی -	۲۱۹	۵۲	قاضی علیم اللہ کچھدوی -	۲۲۹
۳۳	ملا نظام الدین سہالوی -	۲۲۰	۵۵	میر عبد الہادی -	۲۵۱
۳۴	سید رفیع الدین بلگرامی -	۲۲۲	۵۶	شیخ جمال الدین فرشوری -	۲۵۲
۳۵	سید حسین -	۲۲۶	۵۷	میر احمد بلگرامی -	۲۵۳
۳۶	سید حسین -	"	۵۸	میر عبد الجلیل بلگرامی -	۲۵۷
۳۷	قاضی الہداد -	۲۲۷	۵۹	میر محمد جان بلگرامی -	۲۷۷
۳۸	قاضی عنایت اللہ -	۲۲۸	۶۰	سید کرم اللہ بلگرامی -	۲۸۴
۳۹	شیخ کمال بن شیخ کرم -	"	۶۱	مخدوم لعل شہباز الحسینی امری -	۲۸۵
۴۰	شیخ عبد الکریم بلگرامی -	۲۳۰	۶۲	روح الامین خان -	۲۸۷
۴۱	مولوی شیخ عبد الغفور -	"	۶۳	سید عبد الواحد بلگرامی -	۲۸۹
۴۲	شیخ عنایت اللہ -	۲۳۱	۶۴	سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی -	۲۹۰
۴۳	میر سید اسماعیل بلگرامی -	۲۳۳	۶۵	میر سید محمد بلگرامی -	۲۹۱
۴۴	ملا عبد السلام دیوہی -	۲۳۵	۶۶	میر محمد یوسف بلگرامی -	۲۹۶
۴۵	ملا عبد السلام لاہوری -	۲۳۶	۶۷	سید سعد الدین بلگرامی -	۲۹۸
۴۶	امیر فتح اللہ شیرازی -	"	۶۸	شیخ عثمان احمد بلگرامی -	۲۹۹
۴۷	ملک بہار الدین -	۲۳۸	۶۹	سید غلام نبی بلگرامی -	"
۴۸	سید ضیاء اللہ بلگرامی -	۲۳۹	۷۰	مولوی قطب الدین گوپالوی -	۳۰۰
۴۹	سید عنایت اللہ -	۲۴۲	۷۱	حاجی صفت اللہ خیر آبادی -	۳۰۱
۵۰	میر سید خیر اللہ بلگرامی -	۲۴۳	۷۲	شیخ کمال الدین محمد سہالوی -	۳۰۲
۵۱	سید فیض محمد بلگرامی -	۲۴۵	۷۳	رقسم این سواد بندہ آزاد -	۳۰۳
۵۲	سید محمد باقر بلگرامی -	۲۴۷	۷۴	خاتمة الکتاب -	۳۱۱
۵۳	سید عبد اللہ -	۲۴۸			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ماثر الکرام

حسان اللہ مولانا غلام علی آزاد بلگرامی ان علمائے ہند میں سے ہیں جن کا نام اس ملک میں ہمیشہ یاد رہے گا۔ وہ صرف ملا ہی نہ تھے بلکہ ادیب و شاعر مورخ و محقق بھی تھے اور ان کی تالیفات و تصنیفات خود اس امر کی شاہد ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان کے عہد اسلامی میں ایسی ایسی تاریخیں لکھی گئی ہیں کہ جنکی نظیر فارسی زبان میں نہیں ملتی۔ لیکن مغلیہ سلطنت کے انحطاط کیساتھ صحیح فن تاریخ نویسی میں انحطاط شروع ہو گیا تھا۔ البتہ مولانا غلام علی آزاد نے اس فن کی لاج رکھ لی اور آخر وقت میں ہی ذوق صحیح کی داد دی۔ ان کی تصانیف میں سے زیادہ تر فن تاریخ کی اس شاخ کے متعلق ہیں جسے فن اسمائے الرجال کہتے ہیں۔ اور آزاد نے اس بات پر فخر ظاہر کیا ہے کہ ہندوستان میں پہلے وہی ہیں جنہوں نے اس فن پر قلم اٹھایا ہے

۱۔ حسان اللہ سیر غلام علی آزاد بن سید نوح بلگرامی یکشنبہ ۱۱۶۷ ہجری میں (۱۲۵) ماہ صفر میں قصبہ بلگرام میں پیدا ہوئے

اور ۱۲۸۷ ہجری میں بمقامہ دھندہ جو نواح اورنگ آباد دکن میں ایک مشہور مقام ہے۔ جو اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

۲۔ پیش ازمن احدی استین سعی باین درجہ شکستہ و کمر خدمت بزرگان صنف و ملت باین جد و جہد نہ بستہ (دیکھو بیچہ)

اگرچہ ان سے پہلے صاحب تاریخ نظامی - ملا عبد القادر بدایونی اور علامہ ابوالفضل
 اپنی اپنی تاریخوں میں اپنے اپنے عہد کے امراء و علماء و کلا کے حالات لکھ چکے ہیں۔
 البتہ یہ ضرور ہے کہ مولانا آزاد نے اس میں خاص اہتمام کیا ہے۔ اور اس فن کی طرف
 خاص توجہ کی ہے۔ اُن لوگوں نے اپنے عہد کے مشاہیر کے حالات اپنی تاریخوں
 کے ضمیمہ کے طور پر لکھے تھے۔ آزاد نے اسے الگ فن قرار دیکر مختلف رسالے
 لکھے ہیں۔

مآثر الکرام جو آج پہلی بار مولوی عبداللہ خان کی سعی سے طبع ہوئی ہے
 اسی فن کے متعلق ہے یہ کتاب عموماً ہندوستان اور خصوصاً فقراء و علماء بلگرام
 کے حالات میں ہے آزاد نے اس کتاب کی تالیف سے نہ صرف اپنے وطن کا حق
 ادا کیا بلکہ فن رجال میں ایک قابل قدر اضافہ کیا ہے بلگرام ایک مروجہ خیر بستی ہے
 اور اس معدن علم و فضل سے ایسے ایسے بے ہا عمل نکلے ہیں جن کے نام اس
 سرزمین میں ہمیشہ روشن رہ گئے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ یہ فضیلت اسے اس وقت

۱۵۔ سرو آزاد - شعرا کا تذکرہ - یہ بیضا - شعرا کا تذکرہ - خزانہ عامرہ -
 ان شعرا کے حالات میں جنگو دربار شاہی سے صلے ملے ہیں۔ روضۃ الاولیاء - صوفیہ کے حالات میں
 بختہ المرحبان - علماء کے تذکرے میں - مآثر الکرام - علماء صوفیہ کے حالات میں نیز نواب
 صمصام الدولہ شاہنواز خان کی بے نظیر تالیف مآثر الکرام کی تکمیل و تہذیب میں جو سعی آزاد نے
 کی وہ بھی بہت قابل قدر ہے دیکھو دیباچہ مآثر الامراء - اور نیز آزاد کے اُن خطوط سے جو مولوی سید احمد
 صاحب زید بلگرامی مرحوم کے پاس تھے یہ امر ظاہر ہے۔

تک حاصل ہے یوں بھی قصبات اور شہروں کی حالت میں بہت تفاد ہے
 آب و ہوا کی خوبی اور صفائی اخلاق کی سادگی دیے ریائی تکلفات اور تصنع
 سے بری۔ سابقہ اور منافشہ کی کشمکش سے محفوظ اسلک کی بختگی یہ اور
 بعض اور وجوہ ایسے ہیں کہ جنکے سبب اہل قصبات کے جسم و دماغ اہل
 شہر کی نسبت زیادہ صحیح ہوتے ہیں۔ اگرچہ شہر کی ترقیات ان میں سے اکثر کو
 اسی منڈے میں پہنچ لے جاتے ہیں جہاں چند نسلوں کے بعد ان میں انحطاط
 شروع ہو جاتا ہے اگر علماء و فضلاء دیگر مشاہیر کی فہرست پر نظر ڈالی جائے تو
 معلوم ہوگا کہ اہل قصبات کا ملک پر بہت بڑا احسان ہے کاش مولانا آزاد کی
 طرح دوسرے اہل قصبات بھی اس بات کا خیال رکھتے اور اپنے اپنے قصبہ کے
 علماء و فضلاء و صوفیاء و دیگر مشاہیر کے حالات قلم بند کر ڈالتے تو ہندوستان کی
 تاریخ کو اس سے بہت بڑی مدد ملتی۔ ہندوستان میں بکثرت ایسے قصبات ہیں
 کہ اگر وہاں کے حالات یا تاریخ لکھی جائے تو ایسی مفید معلومات اس سے حاصل
 ہو سکتے ہیں جس کا بڑی بڑی مبسوط تاریخوں میں بہتہ نہیں اس کتاب کے لکھنے
 میں مولانا نے خاص محنت کی ہے اور صرف کتب تاریخ متداولہ ہی تک تلاش و
 جستجو کو محدود نہیں رکھا بلکہ، اہالی و موالی شہر، سے بھی حالات دریافت کئے
 اور نیز، سجلات شرعیہ، سے جو بزرگوں کی یادگار سے باقی تھے استفادہ کیا۔

۱۵ مثلاً پانی پت۔ بدایون۔ خیر آباد۔ ایٹھی موہان۔ سرہند۔ سہائی وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اول بلگرام میں لکھنے شروع کی تھی لیکن درمیان میں یعنی سال ۱۱۵۰ھ میں حج کے قصد سے مکہ چلے گئے زیارت حرمین شریفین سے واپس ہو کر دکن میں قیام کیا اور وہیں نامکمل مسودہ منگا کر اختتام کو پہنچایا۔ تاریخ اختتام کتاب "اختتامہ مسک" سے نکلتی ہے۔

۱۱۶۶

افسوس ہے کہ مولانا آزاد نے اس کتاب میں کسی قدر اختصار کو مد نظر رکھا ہے اگر وہ اس زمانے کی محبتوں اور معاشرت اور طریقہ تعلیم و تعلم پر ذرا اور وسیع نظر ڈالتے تو یہ کتاب بہت زیادہ دلچسپ مفید ہو جاتی۔ لیکن تاہم جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ بہت قابل قدر اور نیز قابل تقلید ہے۔ زمانہ حال و گزشتہ کے حالات اور خصوصاً دن بگوین کے تذکرے جو اس کا رزار حیات میں جہان قدم قدم پر ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہے اپنی بہت اور ریاضت سعی اور مشقت سے پایہ کمال کو پہنچے ہیں انسان کے اخلاق پر عجیب و غریب اثر ڈالتے ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ طلبہ تحصیل علم کے شوق میں بے زاد راہ شہر بھر پھرتے ہیں۔ کہانے کی پرواہ ہی نہ کیڑے کی فکر مگر تحصیل علم کی دہن میں ہفتخوان طے کر کے عین سرچشمہ پر پہنچتے اور سیراب ہو کر واپس آتے ہیں اور اس کے بعد جو کچھ حاصل کیا ہے اس سے دوسروں کو فیض پہنچاتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ اسے ثواب کا کام خیال کرتے ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اگر وہ کسی شاہی خدمت وغیرہ پر مامور ہو گئے ہیں تو یہی فرصت کے وقت سلسلہ درس و تدریس جاری ہے اور اس کے ساتھ ہی تالیف و تصنیف بھی ہوتی

رہتی ہے۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں اور آجکل کی حالت پر نظر ڈالتے ہیں جبکہ علم کا
 چرچا گہر گہر ہے تو ہمیں ایک عجیب فرق نظر آتا ہے۔ محنت اور ریاضت اب بھی
 غالباً اتنی ہی کرنی پڑتی ہے لیکن تحصیل علم کی وہ چٹٹک اور وہ دہن جو پہلے
 لوگوں میں تھی آج کل اس کے مقابلہ میں کم ہے۔ اسکی زیادہ تر وجہ یہ معلوم ہوتی
 ہے کہ پہلے حصول علم میں آزادی تھی اور آج کل یونیورسٹی کی پابندیوں نے
 ایسا جکڑ دیا ہے کہ اگر کچھ شوق ہوتا ہی ہے تو دب دیا جاتا ہے۔ دوسری ایک بڑی
 وجہ یہ ہے کہ آج کل علم زیادہ حصول ملازمت سرکاری کے لئے حاصل کیا جاتا ہے
 علم کو علم کی خاطر شاذ و نادر ہی کوئی پڑھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حالانکہ آجکل طلبہ کی
 کثرت ہے مگر حقیقی علم یا علم کا حقیقی شوق کم ہے اور اگر ہے بھی تو اسکے چند ان
 قدر نہیں۔ کون ہے جس کے دل میں قاضی عضدالحی کے ذکر کے پڑھنے سے
 جو اسی کتاب میں ہے جوش اور ولولہ پیدا ہوگا۔ لکھا ہے کہ سلطان محمد بن تغلق شاہ
 نے مولانا معین الدین عمرانی دہلوی کو ولایت فارس میں قاضی عضد بھلی کے پاس
 بھیجا اور یہ عرض کرائی کہ آپ ہندوستان تشریف لے چلیں۔ اور متن موقوف کو
 سلطان محمد کے نام سے معنون فرمائیں۔ سلطان ابوالاسحاق والی شیراز کو جو یہ معلوم
 ہوا تو وڈا ہوا آیا اور کہا کہ یہ سلطنت حاضر ہے اسے لے لیجئے اور جو خدمت آپ
 فرمائیں اسکے بجالانے کو میں حاضر ہوں مگر اللہ آپ یہاں سے نہ جائیے۔ ایسی
 قدردانی کی نظیر مشکل سے ملے گی اور شاید یہ شخصی سلطنت ہی میں ممکن بھی ہے۔

غالباً شخصی سلطنت کے نام سے ناظرین کے کان کڑے ہونگے۔ لیکن اصل یہ ہے کہ حکومت کی کوئی صورت بُری نہیں بشرطیکہ صحیح اصول کو پامال نہ کیا جائے۔ لیکن اگر صحیح اصول پر نظر نہیں تو حکومت کی ہر صورت خواہ قیاسی طور سے کیسی ہی اعلیٰ کیون نہ ہو مذموم ہے۔

حصول علم کے شوق میں ایک اور بات بھی مضمحل ہے جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے انسان کو انسان بنانے والی یعنی اسکے کیریکٹر کو سنوارنے والی جو شے ہے وہ شوق و سعی اور ریاضت و محنت ہے خصوصاً جب کہ مدعا حصول اعراض نفسانی نہ ہو۔ ان لوگوں کے کیریکٹر میں ایک خاص بات پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف انہیں لوگوں میں پائی جاتی ہے جنکے دلوں میں کسی اعلیٰ مقصد کے حاصل کرنے کی لو لگی ہوتی ہے اور جو اس دہن میں دن کو دن سمجھتے ہیں اور نہ رات کو رات مصیبت کو مصیبت خیال کرتے ہیں نہ راحت کو راحت مگر راہ طلب میں برابر قدم بڑھائے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ اور گو آخر میں گو ہر مقصد ہاتھ آئے یا نہ آئے مگر ایک ایسی چیز ہاتھ لگ جاتی ہے جو اس سے زیادہ نایاب اور اس سے کہیں بیش بہا ہے۔ یعنی انسانیت یاد دہکے الفاظ میں یوں کہئے کہ صفائی باطن۔ کون ہے کہ جسکے دل پر شاہ رحمت اللہ بلگرامی قدس سرہ کے تذکرے کے پڑھنے سے جو اس کتاب میں درج ہے ایک خاص اثر یا ایک خاص کیفیت طاری نہوگی ان کے دوسرے حالات کے ضمن میں مولانا آزاد یہ بھی کہتے ہیں کہ اونسکے ایک عزیز کی زبانی منقول ہے کہ میں اور شاہ رحمت اللہ صاحب

فدس سرے نصیب سانڈی سے بلگرام جارہے تھے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ سانڈی کے باغستان میں کسی نے چور کو مار کر درخت سے لٹکا دیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی شاہ صاحب نے فرمایا ذرا ٹھیرا اور آگے بڑھ کر چور کے پاؤں چوم لئے۔ میں نے پوچھا حضرت یہ کیا ہے فرمایا کہ اس چور نے اپنے شیوہ کو پایہ کمال تک پہنچا دیا۔ خدا تعالیٰ ہر شخص کو اپنی اپنی راہ میں اسی طرح ثابت قدم رکھے۔

ایسے بزرگوں کے تذکرے جنہوں نے اپنے تن و دہن من کو تحصیل علم تزکیہ نفس یا رضا جوئی باری تعالیٰ میں وقف کر دیا تھا۔ اس زمانہ کے لئے جبکہ ہر طرف سے مادیت کا شور دینا دنیا کی بیکار اور پیٹ کی دہائی سنائی دیتی ہے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہوں گے۔ پسند و فصلیح اور اخلاقی کتب اس قدر مفید نہیں ہوتیں جس قدر ان لوگوں کے تذکرے جو خود پاکیزہ اخلاق کے نمونے تھے۔ وہ صرف باتیں ہیں اور یہ کام وہ صرف مردہ الفاظ ہیں اور یہ زندہ اعمال لہذا اس کے اسکے اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔

مولانا آزاد نے اپنے وطن کے علاوہ اپنے صوبہ کی بھی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کی تعریف بجا ہے۔ درحقیقت جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے پورب قدیم الایام سے معدن علم و علماء رہا ہے۔ علم و فضل کے چرچے اب تک وہاں جاری ہیں۔ ترویج علم کے لیے سلاطین و حکام کی طرف سے وظائف و زمین و مدد و معاش مقرر تھی اور اس غرض کے لیے ساجد و مدارس اور خانقاہیں بنوائی جاتی تھیں۔

طلبہ دور دور سے آتے تھے اور صاحب توفیق اونکی خاطر تواضع اور خدمت کو سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے۔ آزاد نے کہا ہے کہ شاہجہان کا یہ قول تھا کہ ”پورب شیراز مملکت ماست“، لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی مدارس اور خانقاہوں پر اوس بڑ گئی۔ درس و تدریس کا بازار سرد پڑ گیا۔ اور وہ جوش دہیمے ہو گئے ہندوستان میں پہلے عام طور پر تعلیم کا بھی طریقہ تھا۔ جسکے نشان اب بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ اب نیا دور شروع ہوا ہے اور زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا ہے۔ اور مشرق کی ہر چیز میں مغرب کا جلوہ نظر آ رہا ہے۔

لیکن جہان ہمیں اُس زمانہ کے علمی ذوق و شوق کو دیکھ کر مسرت ہوتی ہے وہاں ایک بات کا افسوس بھی ہوتا ہے۔ اوس زمانہ کے نصاب تعلیم پر جب نظر ڈالی جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو حلقہ کہ کچھ عرصہ پہلے علما نے کھینچ دیا تھا اس سے باہر قدم رکھنا انہیں قسم تھا۔ فقہ و حدیث و تفسیر۔ منطق و فلسفہ و علم کلام پر سارا زور تھا سارے طباعی اور ذہانت اسی پر ختم تھی۔ یہاں تک کہ کتابیں بھی زمانہ دراز سے ایک ہی جہی چلی آتی تھیں۔ اور انہیں پر حاشیہ پر حاشیہ اور شرح پر شرح اضافہ ہوتی جاتی تھی۔ علوم طبیعیات وغیرہ کا تو کیا ذکر ہے تاریخ و جغرافیہ بھی جسمیں مسلمانوں نے خاص امتیاز حاصل کیا تھا خارج از بحث تھا غرض صد ہا سال سے ہمارے ہاں کی تعلیم حالت جمود میں تھی۔ ساہا سال کی بربادی اور تباہی کے بعد اب کہیں جا کے ہمارے علما کی آنکھیں کھلی ہیں اور آنکھیں کیا کھلی ہیں

دُعائیں چاہئے اُس باہمت اور عالی دماغ شخص کو جس نے اس زمانے میں مسلمانوں
 کے سکر بہت سی بلاؤں کو ٹالا اور مسلمانوں کو انکی نازک اور پرخطر حالت سے
 آگاہ و خبردار کیا۔ یہ اُس کا طفیل نہیں تو اور کیا ہے اور اسی کا صحبت یافتہ اور اسی
 کے دارالعلوم کے تربیت یافتہ ایک بزرگ عالم نے قدیم سلسلہ تعلیم میں انقلاب
 پیدا کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ چنانچہ اس کے لیے سامان مہیا ہوتے جاتے ہیں۔
 خدا اس کی بہت مین برکت اور اس کے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے اس کام
 میں کامیابی یقینی ہے۔ کیونکہ یورپین السنہ و علوم سے جو نفرت مسلمانوں کے دل میں
 تھی وہ مرحوم رفیع مریدی جانکاہی سے رفع کر گیا ہے اور وہ طوفان بے تمیزی جو اس وقت
 برپا ہو گیا تھا اب فرو ہو گیا ہے اور راستہ خس و خاشاک اور جہار و جہنکار سے صاف ہے
 اور لوگ اس تغیر کے لیے آمادہ ہیں۔ عام لوگ تو اسے دینی کام خیال کر کے اسکی
 امداد باعث ثواب سمجھتے ہیں اور انگریزی تعلیم یافتہ یا دوسرے لوگ جو زمانہ کی
 ضروریات سے واقف ہو چلے ہیں اسکی اہمیت کو مانکر اسکے ساتھ ہیں۔ کیا
 تعجب ہے کہ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہو کہ علوم مشرقیہ و مغربیہ کو سمو کر ایک نیا کورس تیار
 کیا جائے جو ہمارے ضروریات اور حالت کے زیادہ مناسب اور زیادہ کارآمد ہو
 البتہ اس قدر افسوس ہے کہ ہمارے علمائے واجب التعظیم محرک کے ہاتھ بٹانے
 میں بہت کم مدد دی ہے۔ بلکہ جنہیں اندرونی حالات سے واقفیت ہے وہ جانتے
 ہیں کہ بہ نسبت علما کے غریب دنیا داروں سے زیادہ امداد ملی ہے۔ اور انہیں کے

سہارے پر اب تک سارا کام چل رہا ہے۔

ایک بات تاریخی حیثیت سے اس تذکرہ میں خاص طور پر قابل لحاظ ہے۔ وہ یہ کہ
اون علما و فضلاء بلگرام میں سے جن کا اس میں ذکر ہے ایک ہی اہل تشیع میں
سے نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب شیعہ نے وہاں بعد کے زمانہ میں رواج
پایا۔ اور اگر ان علما میں سے بعض کی اولاد اب بھی وہاں باقی ہے اور وہ مذہب شیعہ
پر ہے یا ان کے نسب ناموں میں ان علما کے نام نکلیں تو ہمارا یہ خیال اور بھی قوی
ہو جائے گا۔ یہ امر واقعی ہے کہ اودہ کی سلطنت نے خاص کر اس پاس کے اصلاء
و قصبات پر اور بعض اوقات دور دراز کے مقامات پر بھی لحاظ سے خاص اثر
ڈالا ہے۔ چنانچہ جو پور و دیگر مصنفات لکھنؤ وغیرہ کے حالات پر نظر ڈالنے سے یہ امر
پایہ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ جب مذہب کی نشیتری پر حکومت ہوتی ہے تو حالت اندیشہ نا
ہو جاتی ہے۔ میرا اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ سلطنت اودہ نے مذہب کے
معاملہ میں کبھی جبر و تعدی سے کام لیا۔ بلکہ بات یہ ہے کہ جاہ طلبی اکثر لوگوں کی نیت
کو جو اعتقاد کے کچے ہوتے ہیں ڈالوان ڈول کر دیتی ہے ایسا ہر جگہ ہوا ہے اور یہی
اودہ کے اکثر مقامات میں ہوا۔ اور قصہ بلگرام بھی اس اثر سے نہ بچا۔ معلوم ہوتا ہے
کہ آزاد کے زمانہ میں اہل تشیع وہاں نہ تھے اور اگر تھے تو خال خال۔ لیکن بعد کے زمانہ
میں حکومت کے اثر سے اس کا قدم وہاں پہنچا ہے۔

آزاد نے حسب عادت میر سید محمد الترنڈی کے تذکرہ میں شیخ محب اللہ آبادی

کی کتاب تسویہ کا اچھا ہوا سا ذکر کر دیا ہے۔ لیکن اس کتاب کا واقعہ بڑا دلچسپ ہے اور اس لیے ہم اسے یہاں کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوگا کہ بادشاہ اورنگ زیب انارٹھ برہانہ کو جزئیات پر بھی ایسی ہی نظر تھی جیسی کلیات پر۔ دوسرے یہ معلوم ہوگا کہ بعض باخدا لوگ ایسے بھی موجود تھے کہ وہ اورنگ زیب جیسے سخت گیر اور پر جلال شہنشاہ کی بھی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ تیسرے اس سے دینیات کے ایک معرکہ الآثار مسئلہ پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصنیف سے ہے جو ایک درویش اور صوفی تھے۔ اس میں علاوہ اور امور کے جبریل وحی کی حقیقت کا اظہار ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

جبریل محمد در ذات محمد بود صلی اللہ علیہ وسلم و یحییٰ جبریل باہر پیغمبرے در ذات
وے بود۔ و آن قوت باطنی ایشان بود کہ در غلبہ آن قوت وحی بر ایشان نازل می گردید
ولہذا جبریل باہر پیغمبرے بزبان وے سخن گفتہ،

جب یہ رسالہ (جو عربی زبان میں ہے) شاہ اورنگ زیب کی نظر پڑا تو انکار عظیم کیا۔ شیخ اس زمانے میں رحلت کر گئے تھے۔ لیکن ان کے مریدوں میں سے دو شخص پایہ تخت میں موجود تھے۔ ایک میر سید محمد جو ملازم شاہی اور امرا سے دربار میں سے تھے۔ دوسرے شیخ محمدی جو لباس درویشی و زہد میں تھے۔ اول بادشاہ نے میر سید محمد سے تسویہ کی اس عبارت کی شرح دریافت کی سید نے شیخ کی مریدی سے

انکار کر دیا۔ بعد ازاں شیخ محمدی کے پاس پیغام بھیجا۔ کہ اگر تمہیں شیخ کی مریدی کا اقرار ہے تو احکام شرع شریف سے اس رسالہ کے مقدمات کو مطابق کر کے بتاؤ اور اگر مطابق نہیں کر سکتے تو اس کی مریدی سے استغفار کرو اور کتاب کو آگ میں ڈال دو۔ شیخ محمدی نے جواب دیا کہ نہ بخے ان کی مریدی سے انکار ہے نہ استغفار کی ضرورت۔ لیکن جس مقام سے کہ شیخ نے گفتگو کی ہے مجھے وہاں تک رسائی حاصل نہیں ہے۔ جس وقت میں اس رتبہ کو پہنچ جاؤں گا تو آپ کی درخواست کے بموجب اس کی شرح لکھ بھیجوں گا۔ اور اگر بادشاہ نے اس رسالہ کا جلالاٹھان لیا ہے تو اس فقیر متوکل کے گھر سے کہیں زیادہ شاہی مطبع میں آگ ہو چوہ ہے حکم دیا جائے کہ یہ رسالہ اور اس کی جس قدر نقلیں دستیاب ہوں آگ میں جھونک دی جائیں۔ بادشاہ اس جواب کو سنکر ساکت رہ گئے۔

اسکے پڑھنے کے بعد ہمیں خیال ہوتا ہے کہ اگر سید احمد خان مرحوم نے ملائکہ وغیرہ کی نسبت اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا تو کون سی ایسی خطا کی۔ ایک ابلہ فریب عالم نامولوی اپنی تفسیر قرآن میں جس میں اس نے عوام اور جہال کے خوش کرنے کا بہت کچھ سامان جمع کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ سرسید نے یہ خیالات برہموبہاج سے لئے اور اپنی نیک نیتی سے ضمناً اس عامیانہ خیال کو بھی تحریر میں لایا ہے کہ سرسید نے

۵۱ مرآۃ النخیال (تذکرہ محمد بیگ) نسخہ قلمی کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن صفحہ ۶۶ نیز ملاحظہ ہو آثار الامرا

حسبہ سوم صفحہ ۶۰۶ مطبوعہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کلکتہ۔

انگریزوں کو اطمینان دلایا کہ میں مسلمانوں کو نہ صرف مطیع سرکار بناتا ہوں بلکہ ان کے مذہب کی بیخ و بنیاد بھی کھوکھلی کئے دیتا ہوں۔ افسوس اس نام کے مولوی کو اتنا بھی معلوم نہ تھا کہ سلف صالحین میں سے بعض نامور بزرگ اور شیوخ ان مسائل پر اسی قسم کے خیالات صاف و صریح الفاظ میں بیان کر چکے ہیں چنانچہ مولانا سحر العلوم فرماتے ہیں۔

جبریل کہ مشہور رسل علیہم السلام است و وحی از جانب حق می رساند آن حقیقت جبریلیہ است کہ قوتی از قواے رسل بود متصور شدہ در عالم مثال بہ صورتی کہ مکثون بود در رسل مشہود می شود و رسل می گرد و پیغام حق می رساند پس رسل مستفیض از خود اند نہ از دیگرے۔^{۵۱}

اسی طرح مولانا روم اور شیخ اکبر محی الدین ابن عربی بھی یہی عقیدہ رکھتے تھے اس کتاب کی فصل ثانی کے دیباچہ میں جس میں علم پر بحث ہے آزاد نے ایک مہمل اور غلط قصد مسلمانوں کے ہاتھ سے ایران کے کتب خانوں کے جلانے کا بھی لکھ دیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جب سعد بن وقاص نے ملک فارس کو فتح کیا اور وہاں فلسفہ کی بے شمار کتابیں ہاتھ لگیں تو انہوں نے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں کیا کیا جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر ان میں ہدایت ہے تو خدا نے ہمیں بھی اس سے بڑھ کر ہدایت دی ہے اور اگر ضلالت ہے تو خدا ہمارے لیے

کافی ہے۔ انہیں پانی یا آگ میں ڈال دو۔

اول تو اس میں ایک صحیح تاریخی غلطی یہ ہے کہ سعد بن وقاص نے ملک ایران کو فتح نہیں کیا۔ اور یہی غلطی مشہور مورخ ابن خلدون نے کی ہے۔ غالباً مولانا آزاد کا ماخذ بھی ابن خلدون ہے۔ کیونکہ بعینہ ہی الفاظ اس میں ہیں۔ دوسرے مسلمانوں نے جب ایران کو فتح کیا تو وہاں اس قدر کتب خانے کہاں تھے علم کا چرچا ایران سے بہت زمانہ پہلے سے اٹھ چکا تھا۔ یہاں تک کہ جب سکندر نے ایران فتح کیا تو اس وقت بھی کتب خانوں کا نام و نشان نہ تھا البتہ یہ قصہ اسکندریہ کے متعلق متعدد تاریخوں میں بیان کیا گیا ہے اور ابن خلدون نے اور بعد میں آزاد نے غلطی سے اسی قصہ کو ایران سے منسوب کیا ہے۔ لیکن شمس العلماء مولانا شبلی اسکی تردید نہایت تحقیق و تنقید کے ساتھ کر چکے ہیں۔ اور اب اسکے متعلق کچھ لکھنا بے سود ہے۔ تاہم ایک دو باتیں اسکے متعلق کہنا ضروری معلوم ہوتی ہیں۔ مولانا نے بڑے شہ و مد اور تحقیق سے یہ امر ثابت کیا ہے کہ اس قصہ کا ماخذ ابو الفرج ہے۔ سب سے اول اسی نے اپنی تاریخ میں لکھا اور اس سے دوسروں نے نقل کیا۔ لیکن ایک بات کھٹکتی ہے وہ یہ کہ ابو الفرج ^{۵۲} سے قبل عبداللطیف بغدادی اپنے رسالہ افادۃ الاعتبار میں ضمناً اس واقعہ کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔ مولانا نے نہایت سختی سے جھجھلا کر اسکی تردید کی ہے۔

^{۵۱} دیکھو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر صفحہ ۴۰۰ ^{۵۲} رسائل شبلی (کتب خانہ اسکندریہ) صفحہ ۱۳۱-۱۳۲۔

^{۵۳} یوحنا ابو الفرج سنہ پیدائش ۴۲۳ ہجری وفات ۴۸۴ ہجری۔ موافق الدین عبداللطیف بن یوسف بغدادی

سنہ پیدائش ۵۵۵ ہجری سنہ وفات ۱۲ محرم ۶۲۹ ہجری۔

اور ثابت کیا ہے کہ عبداللطیف بغدادی نے اس کا ذکر مورخانہ حیثیت سے نہیں کیا بلکہ
ضمنی اور تذکرۃ کیا ہے۔ اور جن یورپین مورخوں کا یہ بیان کیا ہے کہ سب سے اول عبداللطیف
نے اس کو اپنی کتاب میں لکھا ہے اور کابڑی حقارت سے ذکر کیا ہے اور ان پر قریب دہی
اور تہ لیس کا الزام لگایا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ عبداللطیف نے مورخانہ حیثیت سے
اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ،، یذکر،، کے تحت میں اس کو کہا ہے۔ اس کا
بھی اعتراف ہے کہ اسکے ساتھ جس قدر واقعات بیان ہوئے ہیں وہ سب بازاری گھنٹے
ہیں۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ یہ واقعہ عبداللطیف کی کتاب میں ابوالفرج سے قبل مذکور ہے
اور کم سے کم،، یذکر،، کے لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ عبداللطیف کے زمانہ میں
لوگوں کی زبان زد ضرور تھا۔ اور بلاشبہ ابوالفرج سے قبل مشہور تھا البتہ اس میں شک نہیں کہ جس
شان سے اور نمک مرچ لگا کر اس نے بیان کیا ہو اس سے پہلے کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور
اس سے بعد کے مورخین نے بے سوچ سمجھے نقل کر کے سب جگہ پھیلا دیا ہے لیکن اس کا پتہ
لگانا ابھی باقی ہے کہ یہ واقعہ مشہور کیسے ہوا اور ابوالفرج سے پہلے اس کا چرچا کیسے تھا۔ غالباً
باہمی عناد اور تعصب اس قصہ کی ایجاد کا باعث ہوا ہے۔ مفتوح قوم۔ فاتح قوم پر اکثر ایسے الزام
بعد میں قائم کر دیا کرتی ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے جبکی کوئی تاریخی شہادت نہیں ہے
علاوہ اسکے مولانا شبلی نے اسی رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ سوائے عبداللطیف ابوالفرج
مقبریزی۔ اور حاجی خلفہ کے کسی اور کتاب میں اس قصہ کا ذکر نہیں۔ اور اسی کے ساتھ متعدد

کتابین جو مصر و اسکندریہ کے حالات میں لکھی گئی ہیں نام بنام گنوائی ہیں کہ انہیں سے کسی میں اس کا حوالہ نہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔ انہیں کتابوں میں سے ایک تاریخ الحکماء القفطی ہے جس میں یہ قصہ منقول ہے۔ غالباً یہ کتاب حال ہی میں چھپی ہے۔ اور اس لیے مولانا کی نظر سے نہیں گزری تھی۔ اسکے علاوہ دوسری کتاب مفتاح السعادة ہے جو ایک ترکی عالم و فاضل طاش کبریٰ زادہ دپیدائش سنہ ۹۶۸ ہجری وفات سنہ ۹۶۸ ہجری کی تصنیف سے ہے افسوس کہ یہ بیش بہا کتاب اب تک طبع نہیں ہوئی۔ لیکن ان کتابوں میں اس قصہ کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ کیونکہ ان دونوں صاحبوں نے بغیر کسی تحقیق کے ابوالفرج سے لفظ لفظ نقل کر لیا ہو یا ممکن ہے کہ طاش کبریٰ زادہ نے قفطی سے نقل کیا ہو۔ عبارت سب کی ایک ہے۔ خاک بلگرام میں ایک اور ایسا جید فاضل ہو گزرا ہے جسے فخر علمائے ہند کہنا بجا ہوگا علمائے ہند کے حالات میں کوئی کتاب اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتی جب تک کہ اسمین علامہ سید مرتضیٰ صاحب تاج العروس کا تذکرہ نہ ہو۔ یہ آزاد بلگرامی کے معصرتے ہمارے دل نے ہرگز یہ گوارا نہ کیا کہ یہ کتاب جو علمائے ہند اور خصوصاً علمائے بلگرام کا تذکرہ ہے اس فاضل سعیدیل کے حالات سے خالی رہے۔ لہذا یہ تذکرہ آخر کتاب میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے اس شخص کے تبحر اور کمالات علمی کا حال معلوم ہوگا۔

عبدالحق

حیدرآباد دکن



نسائهم المحامد ساریه الی الحمی السرمدی وازهار التصلیه والتسلیم با سمة
 علی العرش الاحمدی وقوافل النخیه واصله الی موطن الاله النجباء وسحاب
 الضیوان منهمرة علی مساکن صحبه الرحماء برضائر اباب بصائر هویدا است که جهان آفرین جل شانه
 وعظم بر هائمه هیئت عالم را با سلوبی بدیع و تربیتی اینق آفرید و هیاکلی را که محتاج تحیزند به اکنه مناسب
 تعلق بخشید و طبایع جمیع اشیا را عاشق حیزا صلی ساخت، و حب الوطن در دل سائر علویات
 و سفلیات انداخت، آسمانها هر چند چرخ می زنند جا گردانیدن امر محال، و سیارها، هر چند
 بسر می غلطند، بیرون از دایره خود رستن چه محال - آتش که محصور خارست چون راه نجات می یابد
 بال پرواز بسمت علوی می زند، و نفسی که در ضبط غواص است، چون به قعر دریا فرو می رود و کند
 شوق بر بام هوای افکند، آبی که از چشمه تراود قطره زنان جانب محیط شتابد، و خاکی که در دست
 هوا افتد آخر عنان به مرکز سفلی تابد، مرغ قفس در یاد آشیان گرم بیتابی، و ماهی صید در خاک

ساحل کشتن بی آبی - انسان که مجموعه عوالم متفرقه است محبت او جامع محبت افتاده -

و بالوفاتش از همه بیشتر است لاجرم الفت او از وجوده فراوان دست داده ،

روایت کرده اند که ابان رضی الله عنه از مکه معظمه به مدینه منوره شتافت و شرف ملازمت

سید البطحا صلی الله علیه وآله وسلم دریافت حضرت صلی الله علیه وآله وسلم فرمود یا ابان

کیف ترکت مکه قال ترکت الاذخر قد اعدق والنام قد خاص قد زفت عینا رسول الله

صلی الله علیه وآله وسلم یعنی اے ابان چگونه گذاشتی مکه را ؟ گفت گذاشتم در حالیکه شایخ

و برگ بر آورده و تمام را در حالیکه کمال نشو و نما رسیده - پس روان شد آب چشم رسول الله صلی

الله علیه وآله وسلم -

و عبد الله بن عباس رضی الله عنهما روایت می کند قال صلی الله علیه وآله وسلم

ملکة ما اطلبک من بلدة واحبک الی لولا ان قومک اخرجونی ما سکت غیرک خطاب کرد حضرت صلی الله

علیه وآله وسلم مکه را و فرمود چه خوبی اے شهر و دوست تری سوی من اگر قوم تو بر نمی آوردند مرا

ساکن نمی شدم غیر ترا -

و بخاری روایت میکند قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اللهم حبب الینا المدینة کحبنا مکه و اشد حبنا

خداوند دوست گردان سوی ما مدینه را مثل دوستی ما مکه را یا زیاده از آن -

و بلال رضی الله عنه چون از مکه هجرت کرده به مدینه رسید، تب و محرق عارض گردید

در آن حالت هرگاه دماغ بهوشی میرساند این دو بیت باواز بلند می خواند

الا لیت شعری هل بتین لیلۃ	بواد و حولی اذ خرو جلیل
---------------------------	-------------------------

و هل یرون یوما میاه مجنة

و هل یبدون لی مشامة و طفیل

جلیل بفتح جیم گویا هست خوشبو مراد تمام و مجنة بفتح میم و جیم تشدید نون مضمعی از بطحا و
شامة و طفیل دو کوهی است به مکة ولایت شمری عبارتی است مستعمل در مقام تمثیل یعنی آیات و نعم
گذرانید شبی در وادی مکة و گردن باشد از خرو جلیل و آیا وارد می شوم روزی آبهای مجنة را
و آیا نمایان خواهد شد مرا شامة و طفیل حاصل هر دو بیت اشتیاق مکة مقدسه و یاد
اماکن و نباتات آنجا است و اینجابرخی از مالوفات انسانی هویدائی شود.

بنام اعلیٰ هذا من آواره دشت گنای آزاد بلگرامی راحب الوطن سلسله
جنبان شد که تذکره در ذکر صاحب کمالان بلگرام صانه الله عن طوارق لایام پر و ازم،
و پرتومی که از چراغان این انجمن در آئینه علم فقیری تجلی نموده، ساحت افروز قریطاس سازم.
شاید که تذکره وطن جسمانی رفته رفته به تذکره وطن روحانی گشت و این کس را از تنگنای مسکن و
به وسعت کده لامسکان برو لحد کان فی قصصهم عبوة لا ولی الا للباب ما کان حدیثا یفتقر لشد الحمد و المنة
که بعد از سعی بلیغ و جهد وافر بر نیز و تمنا به افسون قلم تسخیر کردم، و تصویری که وحشیانه پیرامن خاطر
می گردید، به گردید، به کلام تصویر و تحریر در آوردم، و برای دریافت از منته قدام، تدبیر عجبه
بخاطر فرارسید، و جاده مستقیمی به دلالت را به صائب طے گردید یعنی با الهامی و موالی شهر
بر خوردم، و سجالات شرعی که از اسلاف و امانده حاصل کردم، دستخط بعضی از مشایخ و علما جلوه
نمود، و از منته این طایفه از روی تو اینج سجالات چهره کشود. چنانچه در طی کتاب جابجا به اشعار
آن پرداخته ام. و عهدنامه هر کدام را به مسرا و عان مزین ساخته، و پیش از من احدی استین

سعی باین درجه نه شکسته، و کم خدست بزرگان سلف و خلف به این جد و جهد نه بسته،
 خونها خوردم تا گل به حقیقت در دامن ورق ریختم، زرباد بر پشته گداختم تا هیکل تفصیلی در گلوئی تسلیم
 آویختم. جرمن از یاران کبیت که این قدر بهت در احیاء اسم و رسم وطن صرف کرده، و این همه
 اشجار ویرسال و نورس را یک نخت به آب بجا پرورده امیدوارم که حسن قبول بزرگان نیازمند
 را به خطاب «وکان سعیکم مشکوراً» نوازند، و حق شناسی عزیزان خادم با اخلاص را به نوید
 هل جزاء الاحسان الا الاحسان مسرور سازند.

قضا را وقتیکه مصور اندیشه تصویر این کتاب، نقش می بست. و صیاد تامل در کین
 غزالان مطالب می نشست، سفر حرمین شریفها الله تعالی اتفاق افتاد. دوست گرم
 کار را از سرعت قدم حالت تعطل روداد. قائد ازل و شانه مشت خاک مرا به اماکن قدسیه
 رسانید. و بعد افاضیه این دولت سردی به گلگشت ممالک دکن مامور گردانید. و بین ایام
 مسوده را از وطن طلبیدم، و در میزان تعدیل به قدر توانائی سنجیدم، و اشخاصی که بذکرائیها باید
 پرداخت، و رایات آثار ایشان توان افراخت، پنج طائفه اند. مشایخ و فضلا و شعراء عربی
 و شعراء فارسی و شعراء هندی. این صحیفه مخصوص مشایخ و فضلا هست. و مرآت عکوس این
 هر دو طائفه والا. و برای شعراء الشه ثلاثه رنگ سواد علی ده ریختم، و از بعض وجوه تفصیلین را
 با فصول شعرا نیا میختم، و نام این نسخه مآثر الکرام تاریخ بلگرام است. و مطالب این
 کتاب مستطاب، در دو فصل تمام فصل اول در ذکر فقر اقدس الله اسمهم فصل ثانی
 در ذکر فضلا نور الله مضاجعهم توقع از سابقان باده الطاف، و سر خوشان نشاء انصاف، آنکه

اگر کسی را این میگردانند - خاکسار را به جرعه دعا می یارند ۵

والارض من کما سواکم نصیب

و اگر لغزشی بنظر در آید به مقتضای نشأه بشریت دانسته معاف دارند ۵

والعذر عند کما الناس مقبول

فصل اول

در ذکر فتوح اقدس اسلام

بر طبایع کواکب شعاع هوید است که وجود اولیای است در هر اقلیم بر وفق فتح بلاد و جلوه

افروزی شعار اسلام است - و فتح هندوستان در عهد ولید بن عبدالملک از دست محمد قاسم

ثقفی صورت بست - و از اداسطه ۹۲ هجری تا آغاز ۹۵ هجری و تسعین

هجری ریایات محمدی از حدود ولایت سند تا اقصای قنوج فراش نمود - و سرکشان ملک را

سطیع و منقاد ساخت - از آن عهد تا عهد مایه خامسه گماشتگان خلفاء مروانیه و عباسیه از

محیط سند تا حدود دیپالپور به حکومت می پرداختند و ممالک مشرقی را بدستور رایان هند

قابلض بودند و چون سلطان محمود غازی اتار الله پیرمانه بر تخت غزنین برآمد در او اخرمایه رالبعه جهاد

هند پیش نهاد محبت ساخت - بارها با فوج ظفر موج در آمده آتش کارزار برافروخت - و رایان بلند

اقتدار را مغلوب و منکوب ساخت و غنایمی که در وسعت آباد خیال نه گنج بدست آورد -

و ملک سنده را در سال ۱۱۰۰ هجری سبعة عشر و اربعه مائه از دست حکام القادر بالله بن المقتدر بالله عباسی

انتزاع نمود. اما سلطان محمود در کشور هند قدم اقامت نیفتد و اولاد او تالا هور دست تصرف
 داشتند تا آنکه نوبت وارای غزنین به سلاطین غوری رسید و سلطان محمدالدین سام مشهور
 به سلطان شهاب الدین غوری بهت به نخی هند گماشت و بر سر لاهور آمده خسر و ملک را که
 آخر ملک غزنویه است در ۵۸۲ هجری شین و ثمانین و خیمانه بدست آورد و اکثر ممالک هند را
 بضر بشمیر ضبط کرد و در ۵۸۹ هجری تسع و ثمانین و خیمانه دلی را دارالملک ساخت از آن
 تاریخ تا زمان حال ممالک هند در قبضه فرمانروایان ملت اسلام است و رایان هند و مطیع
 و با جگداری باشند و پیدا است که از ابتدای طلوع آفتاب جهان تاب اسلام دین آفاق
 هیچ عصر خالی از وجود اولیاء است و اصفیاء ملت نباشد احوال این طائفه از مبادی
 مایه سابعه مضبوط است. و آثار اکابر ما تقدم بوجه شتی در نقاب خفا ماند و حکم هل الی علی الانس
 حین من الدهر لیکن شیان ذکر بهم رساند مگر حال بعضی در لباس قال بر سبیل ندرت یافت میشود مثل
 ابو حفص بیهق بن صلیح السعدی البصری که از اتباع تابعین و ثقات محدثین است صدوق
 بود و عابد و مجاهد و اول کسی که در اسلام به تصنیف پرداخت شنید. حدیث را از حسن بصری
 و عطاء روایت کرده اند از وسفیان ثوری و وکیع و ابن مهدی صاحب مغنی گوید مات بارض
 السنه سنة ستین و مائه و صاحب کشف المحجوب علی بن عثمان الجویری المتوفی
 فی خمس و ستین و اربعه مائه ۴۵۵ هجری شیخ فخر الدین زنجانی پیر ارشاد شیخ سعد الدین جموی که هر دو
 بزرگوار در لاهور آسوده اند و شاه یوسف کر ویزی که در ۵۵۵ هجری خیمین و خسمانه از کر ویزی کابل
 به ملتان آمده طرح اقامت ریخت و غیر هم و اول کسی از اولیاء الله که در اقلیم هند سلسله ولایت

برپا کرد و انوار شریعت و طریقت نشر ساخت خواجه معین الدین چشتی اجمیری است قدس سره
 و لاشک بزرگان چشت عنبر سرشت را حق است قدیم بر رقبه ولایت هند چه سلطان محمود
 غازی غزنوی دست توسل به دامن حضرات چشتیه زد و به استمداد بهم قدسیه مکر به غزاه
 هند برست و در غزاه سومات خواجه محمد چشتی قدس سره بذات مبارک خود با سلطان
 متوجه هند گردید و این سرزمین را به قدر و فهمیمت لزوم شرف اندوز جاوید ساخت شرح
 این واقعه آنکه چون سلطان محمود عازم غزاه سومات شد خواجه را در واقعه نمودند که به
 اعانت سلطان سفر هند اختیار باید کرد - خواجه درین هفتاد سالگی با درویشی چند قدم
 در راه جهاو گذاشت و در میدان حرب به نفس نفیس مبارک قتال کفره فخره شد - در پیشه
 صعبی پناه گرفته جنگ انداختند و آثار غلبه ظهور رسانیدند و قریب بود که چشم زخمی به شکر
 اسلام رسد حضرت خواجه را مریدی بود در چشت کا کو نام آسیا بان خواجه آواز داد
 دو کا کو دریاب - فی الحال کا کو را دیدند که اضطراب می کرد و قتال می نمود - تا نسیم فتح بر
 پرچم ریاست دین متین و زید و شکست برگزیده باطل برپوده افتاد - همان روز کا کو را در چشت
 مشاهده کردند که لکله آسیا را برداشته به در و دیوار می زد چون از کا کو استفسار کردند همین
 کیفیت را باز نمود -

و ظفر یافتن سلطان شهاب الدین غوری بر پتورا والی دهلی همین انقاس خواجه معین الدین
چشتی قدس سره صورت گرفت تفصیل این اجمال آنکه چون حضرت خواجه از جانب غزنین
 به اجمیر تشریف ارزانی فرمود و درین مقام بار اقامت کشاد و قتی مسلمانان را از طرف پتورا

اذیتی رسید خواجہ پیغام شفاعت کرد - پتورا سے ناسعادتمند توفیق قبول نیافت و گفت
 این مرد دینجا آمده است و سخنها از غیب می گوید - خواجہ بر آشفست و بر زبان مبارک آورد
 «پتورا را زنده گرفتیم و دادیم» بعد از آن ایام سلطان شهاب الدین غوری از غزنین در رسید
 پتورا به غرور و فودر مقابل صف آرائی کرد و طعن و ضرب شدید در میان آمد سلطان بخضر
 یافت و پتورا را زنده گرفته به قتل رسانید - از آن وقت اساس اسلام درین دیار استحکام
 گرفت و بنیاد کفر و زبرد بر ویران شد و به اندام آورد و لهذا حضرت خواجہ اقدس سره مجد و مایه سابعه
 گویند -

و اول کسی از اکابر طریقت که به تقدیم گرامی بلگرام را شایسته اکرام ساخت خواجہ عماد الدین
وسید محمد صفری هر دو مرید خواجہ قطب الدین دهلوی و جناب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
 قدس الله اسرارهم -

الحال عنان سخن می گردانم و زلف مقصود بر عارض ورق می افشانم علامه مرحوم میر عبدلی
 بلگرامی قدس سره السامی در شنوی امواج انجیال در مدح فقرا و دار السلام بلگرامی طراز د

از فرقه طالسان مولی	رنگینی بزم و صفت اولی
و حدت نگهان کثرت آثار	از باوه نفی غیر شر
اطوار وجود دیده یکرنگ	حیث بر بنگاه کرده هم رنگ
مینا شکنان بزم هستی	مد هوش شراب حق پرستی
دل کرده ز بهر یار خود فشر	الرحمن استوی علی العرش

حبا کردہ یہ منزل حقیقت

از دیدہ سرمہ سائے توحید

قربانی نفس کردہ بس

دادہ دل و دین زکوۃ از کی

طے ساختہ وادی شریعت

وا کردہ نظر چہ حسن جاوید

سہ گرم طواف کعبہ دل

تایافتہ گنج کنت کنترا

(۱) خواجہ عماد الدین بلگرامی سرہ قدس

از مریدان خواجہ قطب الدین نجیب راکاکی اوشی قدس سرہ و از قدما و اولیاء بلگرام و صاحب
ولایت این مقام است امام عالی شان صاحب مقامات علیہ و حالات سنیہ مدۃ العمر قہقضاء
نشا و تنزیہ دامن از جلوه ظہور برجید و خود را در نقاب اولیائی تحت قبائی لایعہ فہم غیری پنهان
ساخت۔ سید شریف بن سید عمر الحسینی الواسطی البلگرامی در کتاب مراۃ المبتدین می نویسد کہ:-

«خواجہ عماد الدین بلگرامی قطب وقت و صاحب ولایت بود۔ بیچ کس را مرید و خلیفہ نہ گرفت

و خود را پنهان می داشت۔ و از متقدمین است۔ چون ما بین بلگرام و قنوج دریاے گنگ

است بہ لباس طالب علمی از بلگرام بہ قنوج دقت سحر کہ کسے خبر دار نہ شود بر روی آب می رفت

و سبق می خواند و شام می آمد و بیچ کدام اذان اطلاعی نہ داشت۔ در وقت جان دادن

وصیت فرمود در فلان بلندی کہ جائے دیوان و پریان است مارا مدفون سازند

تا آسب دیوان و پریان از شهر بلگرام بر طرف شود، انتہی۔

و اورا با خضر علیہ السلام ملاقات دست داد و در آخر ایام زندگانی خارق عادی از و سرزد

و سرش فاش گردید و سلطان شمس الدین التمش بر حقیقت اطلاع یافت و در مقام
اعتقاد و انقیاد درآمد. و بعد از آن خواجه به کمتر فرصت دوم شوال ۶۳۲ هـ آئین و تشرین
ستاره از عالم جسمانی به عالم روحانی پیوست. مزار فائز الانوار زیارت گاه صغار و کبار است
محقق نماید که طول البلد بلگرام یکصد و شانزده درجه و پانزده دقیقه است و عرض البلد
بسیست و شش درجه و پنجاه و پنج دقیقه سمت القبله پنجاه و پنج دقیقه از مغرب بجانب
شمال مسافت میان مکه و بلد سی و پنج درجه و پنجاه و سه دقیقه و مسافت میان مکه و بلد به اعتبار
فراخ هفتصد و هشتاد و نه فرسخ. میر سید محمد منخلص به شاعر خلف الصدق علامه مرحوم
میر عبد الجلیل گوید

بر زمره ناز دارد سبزه زار بلگرام
خوش و ماغان از نیم مشک بار بلگرام
چشم بینائی که می گردد دو چار بلگرام
از سواد اعظم دولت مدار بلگرام
بر فراز عرش ناز و شهسوار بلگرام
حلقه باب حریم او حصا بلگرام
سر ز چشم ملک باشد غبار بلگرام
بارگاه اقدس او افتخار بلگرام
میکنند شاعر بجا و صفت دیار بلگرام

سیر باید کرد یاران نوبهار بلگرام
هر نفس عطر گلستان بهمن بومی کنند
عطف از فردوس می سازد عنان دیده را
اهل معنی کسب انوار سعادت می کنند
شش جهت تنگ است بر جولان چشمش
خواجه کامل عماد الدین قطب الاولیا
از رود موکب ابن خسرو عالیجناب
آستان اشرف او بوسه گاه آسمان
یا دهند وستان کجا از خاطر طوطی رود

درین مقام اختتام به این شعر آید ابراهیم غری شاعر مشهور عرب مناسباً فتاده

سقى ثراك عماد الدين كل ضحى صوب الغمام ملث القطر منهم

(۲) سید محمد صغری بلگرامی قدس سره

جدا علای مجموع سادات حسینی واسطی بلگرام است نسبش برین پنج - سید محمد صغری

بن سید علی بن سید حسین بن سید ابو الفرج ثانی بن سید ابو الفراس بن سید ابو الفرج واسطی قدس

سره بن سید داود بن سید حسین بن سید یحیی بن سید زید بن سید علی بن سید حسن بن سید علی العزقی

بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن عیسی مؤتم الاشبال بن زید شهید بن الامام زین العابدین

بن الامام حسین الشہید السبط بن الامام الهمام اسد الله الغالب علی بن ابی طالب روح فاطمه الزهرا

بنت محمد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم -

سید محمد صغری مرید خواجه قطب الدین نجفیار کاکی اوشی قدس سره و مرج البحرین فضائل

صوری و معنوی و در اعلائی کلمه دین و احیاء سنت امانت بدعت قدمی راسخ داشت و با سلطان

شمس الدین ایلتمش بسری برد - و حال با کمال خود را در لباس نوکری از نظر خلق ستواری می داشت

و به امر الهی در سال ۶۱۲ هجری در بیست و شش سالگی از غازیان اسلام بر سر بلگرام آمد و باران جهه آخبا

سری نام که کافر متعصب بود و به وفور خزائن و کثرت اعوان و سپاه بیضه غرور در سر داشت

معرکه قتال آراسته را به رابا قارب و اعیان سپاه به قتل رسانید و آن عرصه را با آب شمشیر

از لوث مشرکان شست و شش و ده نر هتکه شعرا را سلام ساخت - تایخ این فتح از لفظ "خدا داد"

یافته اند - و بعد از فتح خود با شیوخ فرشتوری و ترکمانان در آن مقام طرح اقامت ریخت - و فرمان
 عشر از سلطان شمس الدین حاصل کرو - و از آن عهد تا زمان سلطان ابراهیم بن سلطان
 سکندر لودی محصول ده یکے در پر گنه بلگرام محمول بود - و از عهد بابر بادشاه سر رشته قدیم
 برهم خورد و فرمان محمود شاه بن محمد شاه بن سلطان فیروز فرمانرواے دہلی بابت عشر بلگرام
 راقم الحروف بچشم خود مشاهده کرو - این عبارت از آن فرمان است کہ :-

”و چنانچہ در عهد سلاطین ماضیہ عشر عین غلہ دادہ اند ہم بران حسبہ بدہند“ و در آخر

فرمان تاریخ تحریر چنین درج است :-

”فی السابع والعشرين من ربيع الآخر سنة خمس وثمانمائه“

لقب سید محمد صفری در اصل صاحب الدعوة الصفری است در کثرت استعمال جزو آخر
 براسنہ باقی ماند از قبیل شیخ نجم الدین کبری در نفحات الانس می آرد کہ ”وے را کبری از آن
 لقب کردند کہ در اوائل جوانی بہ تحصیل مشغول بود باہر کہ مناظرہ کردی غالب آمدی فلقبوہ
 بهذا لسبب الطامة الكبرى ثم غلب عليه ذلك اللقب فحذفوا طامة فلقبوہ بالکبری“ -
 و او در ۶۲۷ھ سبع و عشرين و ستمائہ بحکم سلطان شمس الدین قلعچہ حاکم نشین بلگرام بر تل
 بلندی کہ در وسط شہر واقع شدہ بنانہاد - و بعد از مرور و ہور عمارت قلعچہ رو بہ شکست آورد
 و سنگ کتابہ آن کہ بنام سلطان شمس الدین است از آنجا نقل کردہ و در دیوار مسجد مشہور
 سید میان واقع محلہ سید وارہ تعبیه کردہ اند - عبارت کتابہ این است :-

”حامي البلا و راعي العباد ذي الامان لاهل الايمان وارث ملک سليمان صاحب

انجام فی مل العالم ظل الله فی الخافقین ابو المنظف ایلمتش السلطان ناصر

ایم المؤمنین ادام الله تکلیفیه فی مشهور ۶۲۷ سید و عشرين و ستائیه


سید محمد صفری بعد از آن که بلگرام را فتح کرد و درین محل قدم اقامت افشرد و یکسال
ایام زندگانی بسر آورد. و در تاریخ چهاردهم شعبان المعظم ۶۲۵ هجری در بصره و ستائیه بعد از
خرامید. مرقدش در بلگرام جانب شمالی شهر در باغیکه الحال تعلق به اولاد سید مبارک کلان
دستار دارد از قدیم بر آن قبر لوحی بود از سنگ که بر آن آیه الکرسی و تاریخ وفات آن جناب
نقش کرده بودند بنابر تقادیم ایام سنگ ریخته شد. و در اوایل ۱۱۵۰ هجری و خمسین و مائیه
و الف سید محسن بن سید محمد سعید به تجدید مزار فاضل الانوار توفیق یافت. و قبر مطهر را با چوبو تره
از خشت و گچ درست ساخت. و این سید محمد محسن پسر زاده سید خیر الله است که ذکرش
در فضل فضلامی آید. و دختر زاده سید احمد بن سید بده که درین فصل در ضمن ترجمه سید مرئی قدس
سره مذکور می گردد. سید محمد محسن از رفقاء با اعتبار لواب برهان الملک سعادت خان نیشاپوری
ناظم صوبه اوده بود. و در ۱۱۵۰ هجری و خمسین و مائیه و الف چون نادر شاه از ایران به دیار هند
رسید و بپادشاه این ولایت محاربه در میان آمد مشارالیه در معرکه قتال مردانه شربت شهادت
چشید.

د) حافظ محمود قرآن خوان بلگرامی قدس سره

از بزرگان قدیم و قافله سالاران صراط المستقیم بوده و در سواد شمالی در زمین موضع قتلخ پور آسوده
است شیخ عبد الصمد خواهرزاده شیخ فیضی و شیخ ابوالفضل در کتاب اخبار الاصفیاء می نویسند

دو حافظ محمود قرآن خوان ممتاز وقت و سرآمد عصر بود - گویند از آن روز که او به روحانیان پیوسته هر شب جمعه نکته نبوشان خدا شناس از مرقد منور او آواز قرآن خواندن می شنوند و من به زبان آن حق گوین که خود به گوشش بهوش شنوده اند نوشته ام آرام گاه بلگرام، آنتی

(۴) پیر عبد الله بلگرامی قدس سره

از بزرگان ماتقدم و مقبستان الوار قدم است مرقد منورش در سواد جنوبی شهر طرف میدان بیل واقع شده هر سال نهم ماه محرم آخر روز مردم در شهر به زیارت اشرف می روند و فیوض و برکات از خاک پاک بر می گیرند - احوال مقدس در کتابی بنظر این محقر نرسیده ناگزیر بنام نامی اکتفا رفته - و مصنفین سلف هم از بزرگی که احوال نیافته اند نام فقط اثبات نموده اند - عارف جامی قدس سره السامی در نفحات اللالش احوال خواجه عارف ریلو کروی و خواجه محمود انجیر فغنوی که از اکابر سلسله علییه نقشبندیه اند اصلاً ذکر نه کرده و بر اسمین شریفین اکتفا نموده 

فضولی می کنم بوی پسند است

مرا از زلف او موئی پسند است

(۵) غازی کمال بلگرامی قدس سره

از جمله اصحاب حال و ارباب کمال بوده است اصلش از قصیه بانگرمو من توابع لکهنو که از بلگرام بر مسافت نه کرده است - صاحب حراة المبتدین می نویسد که :-

« غازی کمال بانگرمو بس صالح و به اخلاق ظاهری و باطنی آراسته بهجت طلب علم فرزندان

« رادر با لگرمو گذاشته خود در بلگرام آمد - روزی کافران بر مردم مسلمانان بلگرام حمله کردند
 و جمیع مسلمانان بر اے جنگ برآمدند غازی کمال نیز در آن بود شمیری از دست کافر
 برگردنش رسید که سرش از تن جدا گشت - بیک دست نیزه و بدست دیگر نیز خود را
 گرفته متوجه شهر گردید - ضحفاے که به جهت تماشائے جنگ برآمده بودند یکے از آن
 میان گفت « اینک این مرد سر را در دست گرفته می آید » در همانجا نیزه را بر زمین محکم کرد
 و خود از اسب فرود آمد و جان به جانان داد - و از چویش درختے عظیم به وجود آمد - و
 مزارش همانجا شد که بر پشت عیدگاه واقع است یزاد ویتبورت به »

(۶) قاضی عبد المنتجب بلگرامی قدس

از قبیلہ شیوخ فرشوری است که از نجباء بلگرام و اعیان این مقام اند نسب ایشان به تقی
 بن محمد بن صدیق اکبر رضی اللہ عنہم منتهی می شود - سید محمد صفری جد سادات واسطی و جد اعلاے
 شیوخ فرشوری به اتفاق از جانب خراسان به دیار هند آمدند و بعد از آن که بلگرام مفتوح
 گشت درین محل توطن اختیار کردند - مناصب شرعیہ بلگرام مثل قضا و افتا و عدالت
 و تولیت از قدیم الایام به شیوخ فرشوری تعلق دارد - و زینت داری تعلق به سادات صاحب
 مرآة المبتدین می آرد -

« قاضی عبد المنتجب مقتدای وقت بوده و حاکم شرع شهر خود روزی درس می گفت شیخ فتاح اسم
 در مدرسه او آمده به نشست و به جانبش گرم گرم نگاه کرد و فرمود سبحان اللہ چراغ روغن و قندیل دارد

”کے نیست کہ حرکت دہ تاروشنی زیادہ شود این سخن کہ بہ گوش اور سید کتاہا سے خود را

در چاہ انداخت۔ و مسند قضا را ترک دادہ عقب شیخ قاسم افتاد۔ وہ درجہ کمال رسید انتہی

مرقد قاضی عبد المنتجب بالا سے تل جاے معروف است۔ حریمی و مسجدی دار و بر پشت

مسجد جامع و قبور دیگر ہم از اقربا و فرزندان قاضی عبد المنتجب در ان حریم واقع شدہ۔

مخفی نماند کہ چون قاضی عبد المنتجب علیہ الرحمۃ مسند قضا را ترک داد قاضی یوسف عثمانی

بہ امر قضا پرداخت و ازان وقت این منصب در شیوخ عثمانیہ انتقال کرد۔ قبر قاضی یوسف

متصل در گاہ پیر عبد اللہ است۔

امام شیخ قاسم پیر قاضی عبد المنتجب قدس اللہ سرار سہا از اولیاء وقت

بود صاحب مرآۃ المبتدین گوید :-

”شیخ قاسم قدس سرہ مردی بزرگ بود و از عشق چاشنی تمام داشت“ ملفوظات او بسیار

نازک و بلند واقع شدہ کہ سالک را البتہ مطالعہ آن می باید و عمل بر آن باید کرد۔ و حجرہ اش

در قصبہ باول است۔ کہ از بلگرام بر سافت دہ کردہ واقع شدہ و مزارش در قنوج۔

روزی شیخ قاسم در حجرہ خود نشستہ بود کہ بادی کلان ظاہر گشت خادم را فرمود برو دعا

ما برسان و بجو حصہ ما دادہ بروید۔ چون گرد باد بیشتر رفت دو طرف رنگین سرستہ ازان

غبار پدید آمد۔ پیش شیخ آورد شیخ بکشا و طعامی شیرین نفیس برآمد۔ با ہمہ یاران بخورد و

بعد از چند روز گریہ بانی آن طرف گزشت همان خادم بے اذن مخدوم رفتہ گفت

حصہ ما را بدہید۔ ازان گرد باد مجروح و خراب برآمد۔ چون بہ شیخ رسید فرمود اے بے عقل

آن روز از طوطی پرسی رفتند امروز از جنگ هنرمیت خورده می رفتند، انتهای کلام
مرآة المبتدین -

(۷) شیخ عبد الرحیم بلگرامی قدس سره

نبیره قاضی عبد المنتجب است و از خلفای شیخ صفی الدین سائی پوری و شیخ
الهدیه خیر آبادی قدس الله امرارهم - صاحب مرآة المبتدین نقل می کند که به
دو بعد از انتقال قاضی عبد المنتجب فرزندانش همه مرید و خلیفه شیخ سعد و شیخ صفی
شدند - چون وقت شیخ عبد الرحیم در رسید - شیخ صفی فرمود خلافتی در مانده است
به شیخ عبد الرحیم بدیم - او عرض کرد که مادر من زنده است از واجازت بیارم، وقتی که
تردمادر رسید مادر او را زجر کرد که چنین دوستی روداده بود قدر آن ندانستی - زود برو شای
دریابی - تا آن وقت پیر از عالم رفته بود - وقت جان دادن زیر لب فرمود، اگر عبد الرحیم
بیاید بگوئید که نصیب تو نزد شیخ الهدیه است - بدین سبب شیخ عبد الرحیم نزد شیخ الهدیه
رفت و آنجا تربیت یافت پس بزرگ مقتداے وقت بوده - بعد از ویشرش شیخ
سعد الله و برادرزاده اش شیخ بهیکن هم مقتداے وقت شدند،

محرر رساله دستخط شیخ سعد الله بر یکی از قبالات شرعیہ مشاهدہ کرد و تاریخ تحریر قباله
خمس و عشرين و الف -



(۸) سید اجل بلگرامی قدس سره

از سادات قبیلہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدان پورہ است نسبش بہ سید محمد صفری می

رسد۔ برین پنج سید اجل بن سید حسین بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم
بن سید ناصر بن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سره۔

سید اجل اجل زمان واکمل دوران بود۔ عالم عامل و درویش کامل بزرگی و کمالات
او متفق علیہ است و برافواہ و السنہ متواتر۔ بعد از تکمیل فنون علم بزیارت حرمین شریفین
زادہما اللہ تعظیماً و تکریمات یافت۔ و ہفت توبت مناسک حج بجا آورد و در مدینتہ الرسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اقامت گزید۔ و تزوج و تاہل اختیار کرد و اولادی بہر سانید
و الحال نسل دہم در مدینہ منورہ موجودہ است و ہم در بلگرام زمانہ او ۹۷۵ھ خمس و سبعین
و تسعمائہ از بعضی سجلات قدیمہ معلوم می شود رحمۃ اللہ علیہ۔

(۹) سید محمود اکبر قدس سره

از اکابر سادات بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و از احفاد سید محمد صفری است نسبش

برین طریق سید محمود اکبر بن سید خدا داد بن سید داود بن شاہ لطف اللہ بن سید سالار بن
سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صفری قدس سره۔

سید محمود مقتداے اعیان عصر بود و در علم و عمل و تصفیہ ظاہر و باطن عدیل و نظیر داشت

و در یگانہ شباب بہ قصد طلب علم از وطن مالوف رحلت اختیار کرد و در حلقہ درس بعضی

علماء دار الخلافه دہلی اکتساب علوم نمود۔ و بعد از تکمیل تحصیل عازم حجاز فیض طراز شد
و یہ اداے مناسک حج و عمرہ و زیارت مدینہ سکینہ علی قاطنہا الصلوٰۃ و التحیۃ و خیرۃ
سعاوت اندوخت۔ بعد چندی عنان مراجعت ہند معطوف داشت و از راہ احمد آباد
بہ مندور رسید و شرف خدمت شیخ بہاؤ الدین بن ابراہیم القاری الشطاری دریافت و مرید
گردید۔ مجموعہ روز در خدمت شیخ اقامت داشت بہ حضرت شیخ درین سہ روز اوراد و خلوت
نشانہ روز سیوم فرمود کار تمام شد و بہ خرقة خلافت و اجازت ممتاز ساختہ بجانب
وطن اصلی مرخص نمود۔

حضرت سید بہ بلگرام تشریف آورده بہ درس علم و نشر افادہ اشتغال داشت۔ و بہ تکلیف
بعضی امراء معتقدین چندی در قنوج و اطراف آن اقامت ورزید آخر بہ بلگرام عود نمود و اندو
اکلی اختیار کرد۔ و ابواب اختلاط خلق مسدود ساخت۔ و عمری درازیافت۔ در بعضی
سجلا ب قدیمہ گواہی بخط شریف مشاہدہ افتاد۔ تاریخ تحریر سجل ۹۲۵ ۵۲۵ خمس و عشرین و تسعمائہ
و الحال آن کاغذ بخانہ قاضی محمد کافی بن قاضی عبدالرسول فرشوری موجود است۔

حضرت سید شب چہارشنبہ پنجم رجب المرجب ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳ ۹۳۳
حق را البیک احبایت گفت۔ و در ہمین سال ہفتم رجب بہ تفاوت دو روز از احوال آن
جناب بابر بادشاہ بر سلطان ابراہیم لودی ظفر یافت و سلطنت ہندوستان را متصرف گردید
آورده اند کہ حاکم شہر در موسم انبہ مردم خود را در باغ حضرت سید فرستاد۔ باغبانان
ہر چند عجز و الحاح کرد کہ این باغ از فلان سید است حکام سابق در انجا سر رشتہ رعایت و

ادب نگار داشته اند - مردم حاکم به خاطر نیار و درده قصد شوخی و دست اندازی کردند - بحکم قادر
 مطلق سنگ بارانی از آسمان پیدا شد و مضمون تو میهم بجارة من سحیل بتازگی
 عیست را فراگردید - تعدی پیشگان دست و پا کم کرده کعصف ما کول با کمال خستگی
 راه گریز پیش گرفتند و نزد حاکم رفته سرگزشت خود را نمودند حاکم از ظهور این کرامت ثمره
 اعتقاد به دامن دل بر چید و شرف حضور در یافتند عذر خواهیها بتقدیم رسانید - و چون
 این خارق سرزد دعا کرد الهی از زندگانی دنیا سیر آمده ام مرا از دوزخ غافل خلق یکسو کن -
 حق سبحانه اجابت کرد و عنقریب از حشتگاه امکان بخلوت کده قدس انس نشید قبر حضرت
 سید و ربهان باغ است که جانب گوشه مشرق و شمال محله سید واره واقع شده بخط
 شریف او در وصیت بعضی فرزندان نوشته یافتیم :-

خفقن
 اے فرزندان لازم است بر تو آباد کردن دلم و درسا
 غمنا پس بتحقیق الدنیا و تعالی نزد دل شکستگان
 می باشد و عنایت خاص به حال اینها دارد - و لازم است
 بر تو حفظ نسبت معنوی یا محافظت ظاهری شریعت - و
 عبادت کن پروردگار خود را به حیثیتی که گویا در حضرت
 او تعالی حاضری و او را به چشم سر می بینی - و میخواه
 در دو جهان گرد ذات حق را تعالی شانه -

”یا بنی علیک بتعمیر القلوب و تنفیس الکروب
 فان الله سبحانه عند المنکسرة قلوبهم و علیک
 بحفظ النسبة مع المحی افظة علی الکتاب
 و السنة و اعبد ربک کانک تراة و
 لا تقصد فی الاولی و الاخرة الا ایتاه
 حسبنا الله و نعم الوکیل نعم المولی
 و نعم النصیر -“

و آن جناب در علم اسماء و تکیسیر بظنیر بود و جانا نور انمی آرزو - و این مذهب بدال است

چه ابدال حیوانات را نه کشند تا به حدی که موزیات را نه رنجانند - عارف جامی قدس سره
 اسامی و تفحات الانس می فرماید که "امیر چه سقال فروش کز دم از دکان برداشتی و به باره
 بردی و آنجا بگذاشتی" و شیخ الاسلام گفت که "پدر من هیچ جانورانه کشتی - این مذہب
 ابدال است و ایشان از ابدال بودند -

مردی را وقت خوش گشت فرشته خود را دید - وے را گفت چه باید کرد تا کسے شمارا
 به بیت گفت هیچ جانور را نباید آزد - آن مرد هیچ جانور را نمی آزد و فرشته را می دید - روز
 مورچه وے را بگزید چیسے نزد مورچه بیفتاد - پس اذان هرگز فرشته را ندید
 انتہی کلام التفحات -

و در ملفوظ خواجہ عثمان ہرونی مسطور است کہ دو ہر کہ دو مادہ گاؤذنج کند یک خون
 کردہ باشد و ہر کہ چار مادہ گاؤذنج کند دو خون کردہ باشد - و ہر کہ وہ گو سفند زنج کند
 یک خون کردہ باشد، انتہی - شیخ نصیر الدین محمود قدس سرہ انکار کردہ است کہ این
 ملفوظ خواجہ عثمان نیست - اما بر تقدیر تسلیم می توان گفت کہ این قول بر مذہب ابدال واقع شدہ
 و در کتاب مشکوٰۃ شریف در باب الامارہ و انقضا از ابن عباس روایت میکند
 کہ "من اتبع الصيد غفل" و شیخ عبدالحق دہلوی در بیان این حدیث می فرماید -

"یعنی کیسے ہمیشہ در پے صید رود و شکار کند از جہت لغو و طرب - غافل می گردد از طاعات

و لزوم جماعات و از جہت التزام بادیہ و دور افتادن از مقام رقت و رافت و این تنبیہ است

کسی را کہ عادت کردہ بدان و منہمک است در آن بے نیت تحصیل قوت حلال - والا

بعضی صحابه صید کرده اند و بے شک و شبهه مباح و حلال است. ولیکن شاعری گفت است ۵

بہ شرع گر چه حلال از مروت نیست	ہلاک صید کہ او نیز چون تو جانور است
--------------------------------	-------------------------------------

و گفته اند کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس خود صید کرده و کسے را منع ہم ازان نہ کردہ ۶ انتہی کلام الشیخ۔

و در حدیث آمدہ "اتقوا هذه المجازير فان لها ضراة كضراة الخمر" مجز جائے ذبح حیوانات را گویند مجاز جمع و ضراة بضاد معجمه معنی حادث حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می فرماید کہ بہ پرہیزید ندیج حیوانات را پس بد رستی این را عادت می است مثل عادت خمر کہ بعد از خوشدل ترک متعذر می شوو۔ و مراد آن است کہ مشاہدہ ذیج حیوانات قساوت قلب می آرد۔ و رحمت را از دل می برد۔ کذا فی نہایت ابن الاثیر۔

و در دیستان تصنیف میرزا ذوالفقار تخلص بہ مویہ مسطور است کہ :-

شخصے را کہ از جانور آزر و ن اجتناب داشت سوال کردہ اند کہ سبب این معنی نصیت ؟

جواب داد۔ خدا طلبان را اہل دل خوانند و دل را کعبہ حقیقی گویند پس انجہ بر محرم کعبہ آب و گل حرام است بر محرم کعبہ حقیقی بطریق اولی روا نیست ۵

شنیدہ ام کہ بہ قصاب گو سفندی گفت	در ان زمان کہ سرش را بہ تیغ تیز برید
سزای ہر خس و غار یکہ خوردہ ام این ست	کیکہ بہلوی چہ برم خورد چہ خواہد دید

(۱۰) سید بڑھہ بلگرامی قدس ۵

نسب ادبہ دو واسطہ بانسب سید محمود اکبر مذکورہ قدس سرہ متحد است برین پنج بڑھہ

بن سید کمال الدین بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیرانی آخره -

سید بده قدس سره از اکابر دین و هدایه راه یقین است قدم در مقام عزالت افشرد

و بسیاری از سالکان طریقت را به منزل مقصود رسانید پسرش سید ماهر و جد میر عبد الواحد اکبر است قدس سره و او در رکاب پدر بزرگوار به قصد باڑی رفت - و پسر دیگرش سید فتح محمد جد سید نظام الدین بدیهنایک مشهور است و او در بلگرام ماند -

شیخ محمد تخلص به غوثی بن حسن المندوی المتوفی ۱۰۲۰ سب و عشرين و الف

رحمة الله تعالى مولف کتاب گلزار ابرار در ترجمه شیخ عبد الرحمن صوفی سرهنندی نام سید بده ضمن آن ذکر ساخته در اینجا کلام گلزار ابرار بعینه نقل می کنم :-

«شیخ عبد الرحمن صوفی سرهنندی از گروه ترین است - عاشق نش، مبتلا مرشت، سوخته دل،

حسن پرست، فراخ مشرب، اهد و جوی، بلند همت ستوده خوی، گوشه نشین گذشتگی پرور،

نیاز گذار آرزو دشمن، قناعت دوست، کشف خدیو بود - ارادت بخدمت سید بده بلگرامی

داشت - چون از زاد بوم خود به دار السلطنه اگره در آمد به خانقاه مخدومی ضیاء الله پور عوث الالیا

شیخ محمد عوث گوالیاری قدس الله سرار هم کلبه برگزید - و به چند فضل ضیاء صحبت گلشن

زندگانی به بار آگین ساخت - بناگاه فریفته عایشه نام زیبا رچهره رعنا، منطری گردید شگفت

آنکه او نیز دل بردردش، و درویشی به گرد داد - القصه به دستوری و خوشنودی هر دو سو رسم

عقد بجا آمد - فراوان سال هراز بودند - سید احمد قادری که یکی از هم ازان دوست پیوسته برگزارد

که شیخ بدو مراقبه شب به صبح آوردی و از نین الناس حب الشھوات مستثنی بودی زیرا که

”هیچگاه نظر او برنگ آمیزی بساط روزگار از جانزلفتی - و دل برسیما سے ہنگامہ و ہر فریب
 خوردی بلکہ بہ زبان ترین خوش و پوشش و داع گرسنگی و دلاسا سے برہنگی بکشادہ
 پیشانی فرمودی در سال ہصد و نود و پنج ایشی پکیر سجاک سپرد بہ اصل موطن بازگشت یافتی

۱۱) سید محمد طاهر بلگرامی

المعروف بہ سید طاہر ابن سید قطب الدین بن سید ماہر بن سید بڑھہ مسطور قدس
 اللہ اسرارہم سید عالی نسب والا حسب در کمال طہارت طینت و مقدس گوہر است
 پاس شریعت بدرجہ اتم داشت - بعد از کسب علوم رسمی بخیرت شیخ صفی الدین سانی
 پوری مرید شد - و مدارج سلوک طے کردہ بہ پایہ رفیع ولایت برآمد و در شہ خمین
 و تسعمانہ رو بہ دار البقا آوردہ - و در ہمین سال سید نوح بن سید محمود اکبر کہ ذکر شریفش گزشت
 در گذشت - آیہ کریمہ قلبت فیہم الف سنۃ الا خمسین عامین این سال است اگرچہ
 این تاریخ انتقال ہر دو بزرگوار میتوان شد - امان چون در بارہ نوح علیہ السلام نازل گشتہ
 برائے سید نوح لطفہ دیگر دارد - میر عبد الواحد در کتاب سنابل در سنبلاہ اولی می آرد کہ -

”در عہد بابر بادشاہ چنڈ مغل بملاقات پیر دستگیر مخدوم شیخ صفی قدس سرہ آمدہ بودند

سخن در صحت سیادت افتاد آنہا منکر شدند کہ در ہندوستان ہیچ سیدی نیست
 ہر چند مخدوم ایشان را معقول می ساخت اصلاً قبول نمی کردند گفتند در ولایت
 ماساداتی اند صیحج الاصل متقی - متدین زاہد - عابد - علامت سیادت ایشان نیست

دو که اگر موسی ایشان را در آتش سوزان نبیند نسوزد - مخدوم فرمودند در هندوستان نیز این چنین
 دو سادات هستند - آنها پنداشتند که شیخ سخن به گزاف میگوید گفتند یک را حاضر بایده کرد - حضرت
 دو مخدوم عم فقیر را که طاهر نام بود سید طاهر گفتند ی طلبیدند - چون سراپا و وجود ایشان
 دو مثل نام ایشان طاهر بود - یک جبهه ایشان بریده در آتش سوزان تا ویری گذاشته ذره سوخته
 دو نشد - چون از آتش کشیدند همچنان خنک بود و گرم هم نشد مشکرا ن شرمند و پشیمان شده
 دو گاه به پاهای مخدوم میگریختند و گاه به پاهای مخدوم میگریختند و معذرتها بسیار کردند رحمة الله علیه

(۱۲) سید عبد الواحد

بن سید ابراهیم بن سید قطب الدین بن سید ماهر بن سید شاه بده مذکور قدس الله
 سید قطب فلک ولایت و مرکز دایره هدایت بود - صاحب آیات ظاهره و کرامات باهره
 از اجداد ایشان سید ماهر و بعلاقه حکومت از بلگرام به قصبه سره رفت و در آنجا اهل قاصت
 افکند و سره معسرت و چهار موضع از پادشاه وقت در انعام او مقرر شده بعد از مانی
 باز مینداد ان آنجا مخالفت روی داد و مقاتله در میان آمد - سید با بعضی اولاد شریعت
 شهادت چشید - مرقد او در قصبه سره است و ماهر و کبیره متصل سره مشهور و آثار قلعه بنا کرده
 سید در آنجا باقی است و بقیه اولاد با دیگر متعلقان از قصبه سره در مکان گو و گهاط
 آمده سکونت گرفتند - و آنجا هم پاهای اقامت افشردن نتوانستند ناچار از آنجا برآمده
 در قصبه ساندهی که از بلگرام بر چپا کرده است بار اقامت کشادند یک از احفاد سید ماهر و

به تحصیل علم پرداخت و بعد فراغ تحصیل سزا منصب قضا و قصبه باطری از بادشاه وقت
 حاصل کرد. سید با هر دو سپهر عقب گذاشت از آن جمله اولاد و پسر تقرب منصب قضا
 در قصبه باطری رفته لشکر اقامت انداختند. و در عهد اکبر بادشاه قصبه باطری در انعام ایشان شد
 میر عبد الواحد قدس سره از اولاد پسر بیوم است که در قصبه سائندی ماند و که خدای
 حبیه ایشان با سید محمود اصغر جدا علای ما اتفاق افتاد و بنا بر الفتی که با فرزند خود داشت
 فرمود: "فلان مرا به بلگرام طلبید" و در موطن آباء کرام تشریف آورده اول در محله سید انپوره
 قریب خانه سید محمود ساکن شد. بعد چندی برکنار آبیگر سلطه رفته قدم اقامت افتاد
 حق تعالی در ذریت او خیر و برکت پدید آورد. و از اولاد او در آن محل یکمتر فرصت محله عظمی
 معمور شد. و در اوائل بیعت نجدت مخدوم شیخ صفی الدین سائی پوری حبا آورد
 و مورد التفات خاص گردید. و او ششده ساله بود که شیخ صفی ازین عالم رحلت فرمود. بعد
 از واقعه شیخ نجدت شیخ حسین سکندر ره پیوست و تربیت های فراوان یافت چنانچه
 خود در سنابل می گوید:-

« این فقیر مرید مخدوم شیخ صفی است و خلافت مخدوم شیخ حسین دارد. مخدوم شیخ حسین را با پدر این
 دو فقیر الفتی و محبتی تام بود و میان یک دیگر اختصاص کلی داشتند. و پدر فقیر نیز خلیفه مخدوم شیخ
 صفی بود بدین سبب این فقیر رجوع به مخدوم شیخ حسین کرد و مخدوم شیخ حسین نیز عنایتها و لوازه شهادت
 و فروان ارزانی داشتند که یار زاده ماست و جامه خلافت نیز پوشانیدند اگر چه فقیر را لیاقت
 این حبابه نبود. اما شکرانه درگاه باری تعالی می گذرانم که پیوند بیعت با ایشان دارم »

” عمده بن بال شیرین دهنان بست خدا
 مایه بنده داین قوم خداوند باشند ” انتهى

شیخ عبدالقادر بدو فی در منتخب التواریخ می نویسد :-

- ” شیخ عبدالواحد بلگرامی بسیار صاحب فضائل و کمالات و ریاضت و عبادات است و اخلاق
 ” سنیه و صفات رضویه دارد و شرب او عالی است بیشتر ازین بچند سال نقش و صوت به پندی
 ” می بست و می گفت و حال می ورزید - درین ایام خود را از همه گذرانیده و شرحی بر تشریفات دارد
 ” نوشته محققان و همچنین در اصطلاحات صوفیه خیلی رسائل نوشته از ان جمله سنابل نام
 ” و غیر آن تصانیف لائقه نیز دارد اگر چه مرید بجای دیگر است اما همه تمام از صحبت شیخ حسین
 ” سکندر ه یافته و هر سالی از بلگرام بجهت عرس شیخ می آمد اکنون که ضعف بصر پیدا کرده نمی تواند
 ” رفت و در قنوج توطن می داشت - در سال نهصد و هفتاد و هفت که فقیر از لکهنوبه بلگرام
 ” رسیدم شبی به عیادت آمد - و آن ملاقات اول بار بود که حکم مرهم داشت و گفت این مرهم
 ” گلهای عشق است - و من دومی شیخ عبداللہ بدو فی نیز اتفاقاً چون رجال الغیب از بدو آن
 ” همنجا تشریف آوردند و یقین شد که اگر شب قدر در یافته باشم آن شب خواهد بود - و میر
 ” طبع نظم بلند دارد ”

” اما اینجا عبارت شیخ عبدالقادر صاحب منتخب التواریخ است - و او میر عبدالواحد را
 شیخ عبدالواحد نوشت به اعتبار شیخت و بزرگی - چنانچه شیخ عبدالقادر جیلانی گویند
 آخر خود می نویسد که میر طبع نظم بلند دارد - و کلام شیخ که آن ملاقات اول بار بود - دلالت
 میکند که ملاقات او با میر عبدالواحد مکرر واقع شد و شیخ عبدالقادر در آغاز حال از

رفقائے حسین خان بود حسین خان یکے از نوکران درگاه اکبری است چندی در لکنئو جاگیر داشت
 و شیخ عبدالقادر در لکنئو همراه بود و ملاقات خود بامیر عبدالواحد در سال بنصد و هفتاد
 و هفت نوشته و در ضمن سنوات در وقت پنج سال مذکور می نگارده که درین سال برگشته لکنئو
 از حسین خان تغیر شد و خان مذکور به تقریبی از ره ولایت او ده در حد و دوه سوالک
 درآمد و با کفار کوهستان جنگ کرد اکثر فقهاء و شهید و مجروح شدند و فقیر درین سفر
 برخصت حسین خان از لکنئو به بدائون آمدم انتهای کلامه ملخصاً.

کسیکه از لکنئو قصد بدائون کند بگرام در عرض راه می افتد. ظاهراً در همین سفر
 در بگرام بامیر عبدالواحد ملاقات دست داد. و عبارت او که شبیه به عبادت آمد میخوابد
 که بیمار باشد و نیز عیارت او که حکم مریم داشت و گفت این همه گلهای عشق است بخوابد که زخمی باشد
 اما کلام او در احوال حسین خان ناظر است برین که با حسین خان کوهستان نرفت و از لکنئو برخصت حسین خان
 متوجه بدائون شد درین صورت از زخمیان جنگ کوهستان نمی تواند شد و در وقائع
 ۹۴۹ هجری و سبعین و تسعمائیه بیان می کند که فقیر از کانت کوله بتقریب زیارت قرار
 فائض الانوار بدیع الحق والدین شاه مدار قدس سره به مکن پور رسید. و بدام عشق گرفتار
 گشت. عزت الهی چندی از قوم معشوق را مسلط ساخت و نه زخم شمشیر پیایه بر سر دست
 و دوش خور و همه پوست مال رفت مگر زخم سر که استخوان را شکسته بمغز رسید و تنی مغزی
 بار آورد و رگ بنصر اندک بریده شد و آن جهان را سیر کرده آمد و بخیر گذشت و جراحی حاذق
 در قصه بانگر موید است و در عرض یک هفته زخمها فراهم آمد انتهای کلامه ملخصاً عبارت است

یعنی حکم مرہم داشت و گفت این ہمہ گہما گہما عشق است با این واقعہ مناسبت تمام دارد۔ اما اختلاف سال ابامیکند و شیخ عبداللہ کہ از بد اون آمدہ در شب بملاقات میر عبد الواحد شریک صحبت شد در نسخہ بجای شیخ عبداللہ شیخ عبدالقادر بنظر در آید غلط کاتب است صحیح شیخ عبداللہ است۔

و میر علماء الدولہ بن میر یحییٰ سیفی قزوینی در نقایس الماثر آورده کہ :-

و میر عبد الواحد از اکابر سادات قنوج است۔ و خالی از نشاء فقر و درویشی نیست و سلیقہ شعر خوب دارد۔“

و شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار نوشته کہ :-

و سید عبد الواحد بن سید ابراہیم قنوجی خداوند مجاہدہ و مشاہدہ صاحب صحت حال و قضا

و مقال۔ بزرگوارہ الارواح شرحی لائق متین بزرگاشستہ فراوان توجیہ و تاویل بکار برده جمیع مقاصد

و عبارات راستوجہ سمیت حقیقت گردانیدہ است۔“ انتہی۔

پوشیدہ نمائد کہ حضرت سید در قنوج کہ خدا شدہ چندی در آن شہر اقامت داشت

بنابران درین ہر دو کتاب او را از قنوج نوشتہ اند۔ و اقامت او در قنوج از کلام شیخ

عبدالقادر بدوئی ہم استفادہ میشود۔ و از جملہ تصانیف میر عبد الواحد حقانی ہندی و شرح

قصہ چہار برادر و حل شبہات و شرح مصطلحات دیوان خواجہ حافظ شیرازی است و شہر

تصانیف او کتاب سنابل است در سلوک و عقائد و قتے در شہر رمضان المبارک

۳۵۵ خمس و ثلثین و مائے و الف مولف اوراق در دار الخلافہ شاہجہان آباد خدمت شہ

کلیم اللہ حشتی قدس سرہ را زیارت کرد - ذکر میر عبد الواحد قدس سرہ در میان آمد شیخ
 مناقب و آثار میر تا ویر بیان کرد - و فرمود شبی در مدینه منوره پہلو بر بستر خواب گذاشتم
 و در واقعہ بیستم کہ من رسید صیغۃ اللہ برو حی معاد مجلس اقدس رسالت پناہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم باریاب شدیم جمعی از صحابہ کرام و اولیاء امت حاضر اند و رہنا شخصے
 است کہ حضرت با اولیاء تبسم شیرین کردہ حرفہا می زنند و التفات تمام دارند چون
 مجلس آخر شد از سید صیغۃ اللہ استفساہ کردم کہ این شخص کبیت کہ حضرت با او
 التفات باین مرتبہ دارند گفت میر عبد الواحد بلگرامی و باعث فزید احترام او این است
 کہ سنابل تصنیف او در جناب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقبول
 افتاد حضرت میر در سنابل می گوید کہ :-

۱ روزی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جملہ اموال خود را در راه رضای خداوند تعالی تصدق
 کرد - حضرت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام از او پرسید ما خلفت لعلک فقال لک ورسول
 ۲ جبرئیل امین در رسید گفت یا رسول اللہ فرمان می شود ویرس از ابو بکر من تنہا بسند نمودم
 ۳ کہ با نام من نام رسول را ہم ذکر کردی - سبحان اللہ و بحمدہ کثیرا این کدام منزلت و این چه
 ۴ رتبت و قربت است کہ حق سبحانہ برگزین نام رسول غیبت می برد - دانشہا و پیشہا اینجا
 ۵ پیے گم کنند - بخاطر یکی این ضعیف می رسد کہ سر عتاب آنست کہ اے ابو بکر بایہ
 ۶ معرفت تو بجایے رسیدہ است کہ رسول را از ماجدانمی بینی زیرا کہ او در ماحواست
 ۷ و مادر و ثابت پس چرا جدا ذکر کردی کہ گفتہ اند از عرش تا فرش محمد را غلام چون حق متجلی شد

” محمد کدام - و نیز بخاطر میرسد که ابو بکر رضی الله عنه جواب بر قدر مقام عیال و اهل بیت خود
 ” گفته است نه بر وفق مقام خود چه رسول علیه السلام از وفا خلفت لعیالک پرسیده بود
 ” و اگر ما خلفت لنفسک پرسیدی جواب از مقام معرفت خود دادی یعنی الله وحده گفتی
 و نیز در سنابل می گوید :-

” یکے از یاران مولف شیخ نظام نام داشت دختر مغلی را تعلیم می کرد - دختر در غایت جمال بود
 ” جوانی را نظر بر جمال ادا و فتاد شیفته شد و حال نامرادی و درو مندی خود شیخ نظام باز نمود شیخ
 ” نظام گفت تو هر روز همراه من بیا - من اورا تعلیم میکنم تو آنجا بنشین و می نگری و این ماجرا در تنه
 ” گذشت - روزی آن جوان در دمنده با شیخ نظام آهسته گفت این دختر را بگوئید قدری
 ” آب بمن دهد - شیخ نظام دختر را گفت قح آب خوردن بیا و دختر قح پر آب آورد - گفت بدست
 ” این جوان بده دختر قح پیش جوان برد جوان قح از دست او گرفت و جان به جان آفرین سپرد
 ” و از نوادر تصانیف او شرح کافی این حاجب است بطور حقایق تا بحث غیر منصرف درین مقام
 ” بندی از او اعلی آن نسخه بطریق اختصار ایراد میرود - ” الکلمة افظای ملفوظ علی
 ” التناد و ملحوظات لقلوبنا و محفوظه ^{طنا} بوالعینی کلمه توحید در مرتبه اقرار بر زبانهاست و در مرتبه تقدیر
 ” دلهاست و ملحوظات در مرتبه احوال باطنهاست و محفوظات مصنف رحمه الله علیه اکتفا بذکر مرتبه اقرار کرد و در ملحوظات
 ” محذوف فرو گذاشت بچشم آنکه حکم کردن بر اسلام و سبب جریان تکالیف احکام منوط و
 ” مربوط بمرتبه اقرار است و قرینه حذف مفهوم از عبارت مصنف است که می گوید ” دفع طعن
 ” مفسر نهاده شده است یعنی لازم گردانیده شده است قبول آن کلمه توحید بر رقاب و

” و نواصی بجهت تحصیل معنی که فرد و مجرد است از کفر و نفاق و معاصی پس لفظ مفرد قرینه حذف

” است زیرا که افراد سه مرتبه دارد افراد از کفر و افراد از نفاق و افراد از معاصی فالافراد من الکفر

” فی رتبه الاقرار و الافراد من النفاق فی رتبه التصدیق و الافراد من المعاصی فی رتبه الاحوال

” لان من تقی به تعالی موحداً یبدل الله سبحانه حسنات و هی رسم و آن کلمه توحید سه

” نوع است یکے اسم چه اقرار و تصدیق فقط اسم توحید و صورت دوست و فعل دوم

” فعل توحید و عمل دوست آن دریافت احوال است و حرف و سیوم حرف توحید است

” و این توحید عظمی است که از استعداد انسانی بر طرف است و از علامات آن هر دو توحید

” مذکور بے نشان و بے کیف که علامه الحرف خلوه عن علامات الاسم و الفعل ۱۱

مخفی نماید که دو شرح دیگر عبارت عربی و فارسی تا بحث غیر منصرف بطور حقایق در

نظر نقیر رسیده نام شراح عربی میر ابو البقا است ظاهر امضا میر باشد و نام شراح فارسی ملا

موهن بهاری که از میر متاخر است و چون صحبت بزرگی میر عبد الواحد سامعه افروز اکبر بادشاه

گردید معتمدی را نزد میر فرستاد و از کمال تمنا در خواست ملاقات نمود میر قصد آوردن معتمدی

کرد و چون بدرگاه سلطانی رسید بادشاه اعزاز و اکرام تمام بتقدیم رسانید و پانصد بیگمہ زمین

از بلگرام بطریق سیورغال نیاز کرد۔

شے دزدی بچانه حضرت میر در آمد نابینا گشت۔ فریاد بر آورد و حضرت میر او را

توبه داد و عاکر دناحق سجانہ و تعالی حاکم بصرا و را باز گردانید۔

۱۵ این لفظ ترکی است بمعنی الغم و مدد معاش غیاث اللغات۔

ویکے از کفار جنیان بر دست حضرت میر بدولت اسلام شریف اندوز شد همیشه حاضر
مے بود و خدمت بجائے آورد۔ عمر گرامی از صد سال متجاوز بوده وصال ایشان در شب جمعہ
سیوم ماہ رمضان ۱۲۸۵ سبتہ عشر و الف اتفاق افتاده۔ عزیزی در تاریخ گوید ۵

”چون فت واحد صوری و معنوی گفتم | ہزار و ہفدہ شب جمعہ ماہ صوم سیوم |“

مصرع ثانی تاریخ صوری و معنوی است امارت عدد و حساب حمل زمانہ میشود آن را بتعمیہ
لطیف خارج کرد یعنی واحد صوری کہ نوزدہ است و واحد معنوی کہ یک است مجموع سبت
عدد برآمد مرقدر نور در بلگرام زیارت گاہ خاص و عام است۔

میر عبد الواحد را چارہ سپرد والا گھر بوجہ آمد۔ درین مقام نخستین احوال شیخ صفی الدین
سانی پوری و شیخ حسین سکندرہ و شیخ عبدالقادر بداولی و سید صیغۃ اللہ بروچی و شاہ
کلیم اللہ حشتی دہلوی و ملا موہن بہاری قدس اللہ اسرارہم کہ اسامی این اکابر در ضمن
ترجمہ میر عبد الواحد مذکور شدہ ثبت می کنم و بعد از ان تراجم فرزندان میر و اصحاب
سجادہ تحریر می سازم۔

(۱۳) شیخ صفی الدین بن عبد الصمد

بن شیخ علم الدین سانی پوری قدس سرہ از کمل اولیا و اکابر خلقا شیخ سعد الدین
خیر آبادی است مرجع اقاصی و ادانی بود و در کشف حقائق و تربیت طالبان شانی عالی
داشت و بر طریقیہ چہرہ و مجرذ بیست۔ در سن دوازده سالگی از سانی پور بخیر آباد آمدہ و خانقاہ

شیخ سعد الدین جاگرت و تحصیل علم مشغول گشت روزی نظر شیخ سعد الدین بر
 شیخ صفی افتاد پیش طلبید و احوال استفسار نمود چون نام پدرش شیخ علم الدین گوش کرد
 شفقت بسیار فرمود از جهت سبق معرفتی که با شیخ علم الدین داشت و از کمال عنایت
 به نفس نفیس خود متکفل تربیت شد۔ شیخ صفی مدتها نزد حضرت شیخ تلمذ کرد و بسعادت
 ارادت مشرف گشت و خدایتها بجا آورد۔

نبی شیخ اور اور غیر موسم ترب فرمود درین وقت ترب از جائے پیدا خواہ شد
 شیخ صفی عذری نکرد کہ نیم شب است و ہوائے ترب نیست۔ عرض کرد کہ میروم
 و تفحص میکنم در مقام خیر آباد کوچہ بکوچہ می گشت و از محلہ بہ محلہ می دید مردمان در ہائے
 خانہ بستہ خواب رفتہ در آن وقت خبر ترب از کہ استفسار نماید در حیرت فرسودماند
 و جائے نشستہ می گریست۔ مردے در خانہ خود بیدار شد گفت در دمندی گریہ
 میکند خبرے باید گرفت۔ صاحب خانہ بیرون شتافت و پرسید کیستی و چرا گریہ میکنی؟
 گفت مرا ترب در کار است۔ آن مرد گفت ہوائے ترب نیست دو کس دیگر حاضر
 شدند۔ زنی گفت من در محن خانہ فلان کس دیدہ ام کہ ترب رستہ است ہمہ باتفاق
 آنجا رفتند۔ و مردم آن خانہ را بیدار کردند و ترب در خواست نمودند۔ صاحب خانہ
 دو ترب بر آوردہ بہ آبی پاک شست و شیخ صفی را حوالہ نمود۔ شیخ صفی ہر دو ترب را
 پیش شیخ آورد و شیخ خوش وقت گردید و دعا فرمود کہ از تو ہر کارے دشوار و مہمی صعب
 کہ کسے را رود ہر آسان خواہ شد انشاء اللہ تعالیٰ۔ شیخ اور اور از بعین نشان در روز سوم

فتح یاب شد و علویات و سفلیات ہمہ مکشوف گشت و بہ جامہ خلافت مخلص گردید و از
 جمیع خلفاء شیخ قدم پیش گذاشت و سالہا بر سندان شاداشت و طالبان را
 بہ مطلوب رسانید۔ میر عبد الواحد بلگرامی در حل شبہات می آرد کہ :-

” در ابتدا حال بعضی مشکلات علم شریعت و طریقت از علماء کبار و مشایخ نامدار می پرسیدم
 ” و جواب شافی نمی یافتم۔ بخاطر قرار دادم کہ اقضای عالم را بہ گرم تا مگر با مردے ملاقات شود
 ” کہ حل این مشکلات نماید۔ چون روان شدم در منزل اول وقت قبلولہ پیر و شگیر یعنی مخدوم
 ” شیخ صفی را بخواب دیدم و از عین عنایت ایشان التفاتهای فتم بخاطر فقیر رسید کہ حالا حضرت
 ” مخدوم حاضر اند بہ مسافرت احتیاج نیست۔ پس بہ نیت تجدید و ضوای پیش مخدوم برخاستم
 ” قاضی الہدای قدوائی کہ یکے از مریدان مخدوم است از عقب من آمد و گفت ترا حضرت
 ” مخدوم می طلبند و می فرمایند خاطر مانمی خواہد کہ فلان کس بجایے برود فقیر شتاب برگشت
 ” و بہ ملازمت شریف رسید و پرسید۔ قاضی الہدای از زبان مبارک این سخن بہ من رسانیدہ
 ” فرمودند ہمچنین است۔ چون بیدار شدم در میان سفر و اقامت متردد گشتم۔ آخر با خود
 ” قرار دادم کہ اگر بار دیگر چنین خواب بہ بینم از سفر بازگردم۔ بار دیگر همان خواب دیدم
 ” بالضرور باز گشتم و در خانقاہ پایان مرقد پاک چهل روز کم و بیش معتکف شدم آن ہمہ مشکلات
 ” را جوابی شافی یافتم و درین نسخہ آن اسولہ واجوبہ ثبت نمودم۔“
 و نیز عبد الواحد در سنابل گوید کہ :-

” در خانقاہ شیخ سعد قدس سرہ غلام بچہ بود صفیانام ہر گاہ کسے اور اندا کردی شیخ صفی

” قدس سره جواب دادی و حاضر شدی و اصلاً بنحاط شریف ایشان نبود که مرا هیچکس صفیانخواه گفت

” هر که در خود دید درو کس ندید | مرد از خود رسته را حق برگزید “

شیخ صفی قدس سره فرمود راه درویشی راه مرگ است یعنی موقوفات و خلق تدبیر زندگانی گرفته درین راه قدم می نهند - و اکثر مردم خود را درویشی را وسیله جلب رزق دانند و به رجوع و قبول خلق فریفته بمانند - شیخ فاضل دانشمند بزرگ از ملوک رفته بود در بان رها نکرد و این بیت برخواند ۵

سرور اسر هنگ را فرمان بده | دست در بان نشکند پاپای من

شیخ صفی قدس سره مصرع ثانی را بگردانید و گفت ع

دست در بان نشکند جز پاپای من

وفات شیخ صفی نوزدهم ماه محرم ۹۳۳ ثلث و ثلثین و تعما ت میر عبد الواحد بلگرامی ” شیخ پاک تاریخ یافته - آراگاه سانی پور - ۹۳۳

(۱۴) شیخ حسین قدس سره ساکن سکنده

از اعظم خلفاء شیخ صفی الدین سانی پوری است نخست از اغنیاء و زرگاران بود و جوهر سخاوت به مرتبه کمال داشت - و شوق تیراندازی و گوی بازی و سایر حرفتهای سپاهگری بجای رسانیده بود که با و شاه و امرا و وقت می دانستند ناگاه جذب عنایت الهی در رسید و او را از آلائش دنیا مبرا گردانید - همه اسباب دنیوی بر انداخت و حشتی بهم رسانید

آخر کار شباروزی بر درختی برآمده چون طائر سرزیر بال کشیده در عالم استخراق می بود - در همان
حالت کند جاذبه جانب حرمین شریفین کشید و باین سعادت عظمی فایز گشت -
شب سه سر در عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام در عالم رویا جلوه نمود و فرمود عود به بیت باید
کرد و در مقام سائی پور به شیخ صفی الدین دست بیعت باید داد - شیخ حسین گفت
چون به سائی پور رسیدم بخاطر گذشت که شیخ مراد خلوت یابد کند و کلاه از سر مبارک
التماس ناکرده مرحمت فرماید و مکانی برای عبادت معین سازد - چون به عتبه
سعادت رسیدم - شیخ خادم را فرمود - شیخ حسین نامی بر درایت داده است او را بگو که
در آید - خادم برآمد و فریاد کرد که شیخ حسین کجاست - من بطور قلندران پوست تختہ در
برداشتہم - گفتم نام من حسین است اما شیخ نیستہم - خادم برگشت و به عرض رسانید
فرمود همان است خادم باز آمد و مرا به ملازمت اشرف برد - شیخ شفقت بسیار نمود
نمود و کلاه خاص پوشانید و در خانقاه ملائک پناه جاداد - دو اربعین در خانقاه کشیدم
بعد از آن حکم شد در سکندریہ رفتہ بایستاد و خلقت خدا را بدایت باید کرد و او را
پنجہ سال در گوشہ عبادت قدم افشرد و بر در مخلوقی آبروی فقر نہ ریخت -
راقم الحروف در اینجا تقریب ملاقات شیخ حسین با شیخ صفی قدس اللہ سرارہما
مطابق روایت صاحب گلزار ابرار بحفظ معنی و تبدیل عبارت ثبت نموده است -
میسر عبد الواحد در سائل گوید :-

” حضرت مخدومی قدس اللہ روحہ را چون جذبہ ہدایت الہی و شش عنایت نامتناہی در رسید

دو باطنشان از لذات و شهوات دنیا سرد شد - جاه و دستگاه دولت دنیا را بر انداختند
 دو چون ابراهیم و اسماعیل علیهما السلام با فقر و فاقه در ساختند و برین فقر که بعد از غنا حاصل شد چنان
 دو راضی و شاکر می بودند که دیگران بر غنائی که بعد از فقر حاصل شود و آنان که ایشان را در حالت
 دو توانگری دیده بودند چون خوشنودی ایشان بر حالت فقر و بینوائی می دیدند تعجب می کردند
 دو و می گفتند که آن توانگری و دولت و آن جاه و شوکت و آن دلاوری و شیر مردی و صنعت
 دو تیر اندازی و حرفت گوئی بازی و بذله و بخششها همه را انداخته این مرد بر بینوائی خوشنود است
 دو مخدوم بعضی را جواب می گفت که اگر خداوند تعالی غیب نواز نبودی این غیب را از آن مرد
 دو که رها نمیدی و به پای صبر و قناعت که رسانیدی - و بعضی را جواب می گفت که ای یاران
 دو شکر نعمت باری تعالی بر من درین حالت افزون تر است که نام من از دفتر توانگران کشیده
 دو در جریده فقر و مساکین ثبت کرو - و در سبک پیران طریقت منسک گردانید که اللّٰهُمَّ اَلْعَفْوَ
 دو و اَمَّا هَذَا فَذَكَرَ اللّٰهُ اَحْصَا حُلْمَ مَرْدٍ بِاَيْدِ كَقَدَمٍ فِي رَافِعِ فَقْرٍ اسْتَوَارَ مِنْهُ وَازْشَدَتْ فَاقَهُ وَبَيْنَوَانِي كَمَنْ يَزِدُّ
 دو و نه رده

دو	چیت دنیا خاکدان کهنه و پیرانه	غصه جایی محنت آبادی ملامت خانه
دو	هر لیمبی ناسراے ترک دنیا کیے کند	سرفرازی را رسد در یادلی مردانه

دو و حضرت مخدوم راجون عمر به آخر رسید در آخرین ایام گاه گاه می فرمودند که آرزو من آنست
 دو که وقت موت خوش الحانی این آیه را در پرده کوری و جیت سری که هر دو از پرده های هندی است
 دو بخواند آیه این است رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ وَعِلْمَتَنِي مِنْ تَاوِيلِ الْاَحَادِيثِ فَاطِر

و السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ

دو بالصالحين تاور كلر توفى مسلمانا والحقنہ بالصالحين - جان بدہم انتہی

و این ازان قبیل است که سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی قدس سره را پرده
پوری بسیار خوش آمدی و قتی بعضی از حاضران مجلس پرسیدند مخدوم پوری را بسیار
می شنوند و خوش می کنند فرمود آری روزی شایق نداے الست بر یکم ازین پرده شنیده بودم
آورده اند که چون وفات شیخ قریب رسید در فضاے مسجد کوری حضر کرد و طرح
عمارت ریخت و بادوستان حرف و دواع در میان آورده مردم در مقام حیرت شدند
چون عمارت به اتمام رسید کشاده پیشانی جان شیرین بجهان آفرین سپرد و کان ذلک
فی ۹۶۷ هـ است و سبعین و تسعمائیه -

(۱۵) شیخ عبدالقادر بدایونی

جامع فتون فضائل بود و امام اقران و امثال کسب کمالات از شیخ مبارک ناگوری
و دیگر فضلا، عصر نمود و با فضیلت علمی طبع نظم و سلیقه انشاء عربی و فارسی و چپک از
نجوم هندی حساب و دقوف نغمه ولایت و هندی و شطرنج صغیر و کبیر نیز داشت و بین
نوازی هم بقدری می دانست و در شیوه قناعت و راستی و درستی ممتاز می زیست و
اکثر مشایخ و علماء عصر خود را دریافت و صحبت داشت چندی با حسین خان که از منصبداران
درگاه اکبری بود و سر برده آخر بوسیله جلال خان قوچی و تعریف میر فتح الله شیرازی

به منصب پیش امامی اکبر بادشاه منصوب گردید و مدت چهل سال با شیخ فیضی و ابوالفضل
صاحب ماند اما در تاریخ خود چنانکه بحال اینها نه پرداخت در ترجمه شیخ فیضی مذمت
او بسیار میکند آخر به معذرت زبان می کشاید که آنچه توان کرد حق دین و حفظ عهد
آن بالاتر از همه حقوق است بحسب الله و البغض لله - هر چند سنین اربعین تمام در
صاحبیت او گذشت اما بعد تغییر اوضاع و فساد مزاج آن نسبت به مرور خصوص
در مرض موت مرتفع شد و محبت به نفاق انجامید از یکدیگر خلاص یافتیم و ما همه متوجه
درگاه هی ایم که همه داور به آسجایه فیضی رسد الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو
الا المتقون و از جمله راست مزاجی های او این است که وقایع چهل ساله
اکبر بادشاه پوست کنده نوشت - و در اظهار کلمه صدق از مخالفت چنین بادشاه
صاحب داعیه نه اندیشیده و بر مضمون آیه صدق پیرایه المیس الله بکاف عبد عمل
شود - مرید شیخ حاتم سنبهلی است - و اعتقاد خاص بخدمت شیخ داود چینی و الی شست
و فاش در حدود سنه اربع و الف واقع شد -

(۱۶) سید صیغته الشیخ سید روح الله بروجی

بروح از توابع گجرات احمد آباد است از کمل خلفاء و تلامذه شیخ و حبیه الدین گجراتی بود
چند سال حسب الاشاره مرشد در وطن خود به افاده مستحصلین و امر معروف و نهی منکر اشتغال
داشت - ناگاه شوق زیارت حرمین شریفین حفظهما الله تعالی را منگیشت - و باین دولت

کبری استعلا و یافت و محبت اولاد و رعایت صلہ ارحام عثمان اور اجانب وطن
اصلی منعطف ساخت تا آنکہ در ۹۹۹۹ تسع و تسعین و تسعمائے دل از ہمہ پروا خستہ
مجردانہ وارد مالوہ گردید۔ درین ایام شوق زیارت مدینہ مصطفوی علی صاحبہا السلام
والتحیۃ جوشش زد جلوریز در سال ہزارم از راہ خانہ لیس بہ احمد نگر دکن رسید۔ وہ تکلیف
والی آنجا برہان الملک یک سال کمتر در آن محل وقفہ واقع شد سال دیگر بعزم سفر
دریا کمر عزیمت بر سبت و در بلکہ سیجا پور عبور افتاد۔ والی سیجا پور نیز چندی بہ تواضع و
دلربائی تمام نگاہداشتہ سامان سفر مبارک میا ساخت و جہاز خاصہ گذرانید
تا جمیع صوفیان و درویشان بہ فراغ خاطر بگراے منزل مقصود شوند۔ سید بعد وصول
اماکن قدسیہ و حصول زیارت بنویہ در کوہ احد سکونت ورزید۔ و مرجع طلاب صوری
و معنوی گردید و جواہر خمسہ را تعریب کرد۔ و احمد شادوی از تلامذہ او بران حاشیہ نوشت
و شنادوی بکسیرین معجمہ و تشدید لون منسوب بہ یکے از امکانہ و الان معرب جواہر خمسہ
مع حاشیہ در دیار عرب مروج است۔ مردم کثیر از خدمت سید اخذ طریقہ کردند و بہ مطلب
اقصی فائز گردیدند۔ شیخ محمد عقیلہ مکی قدس سرہ در کتاب لسان الزمان ترجمہ اورا
چنین ذکر مے کند:-

” الشیخ الکبیر العالم الشہیر السید صبغۃ اللہ بن السید روح اللہ الحلی
” شیخ مشائخ الطریقۃ الشطارۃ العشقۃ رحمہ اللہ تعالیٰ و هو صاحب العلوم
” الجمۃ و المعارف الغلیظۃ انتفع بہ الناس و اخذوا عنہ و هو احد من اظهر

۱۰ الله تعالى واشهره اخذ طريقه سادة الشطارية عن السيد وصيه الدين
 ۱۱ وهو عن الغوث سيدي محمد غوث صاحب الجواهر الخمسة وقد انتفع به
 ۱۲ اناس كثيرون منهم السيد مير والسيد اسعد البليخي المتوفى بالمدينة
 ۱۳ والشيخ الكبير احمد التناوي - وللسيد صبغة الله مصنفات منها كتاب
 ۱۴ الوحدة ورسالة ارادة الدقائق في شرح مرآة الحقائق وكلاهما
 ۱۵ المرید ترك كل يوم من سنن القوم توفي رضي الله عنه بالمدينة سنة
 ۱۶ خمسة عشر و الف وقبره بها نزار ويتبرك به انتهى

(۱۷) شاه کلیم اللہ چشتی دہلوی قدس سرہ

از شاہ میر شایخ متاخرین است در علوم عقلی و نقلی پایہ بلند و در حقایق و معارف
 رتبه ارحمند داشت - اسلافش به کسب معاری اشتغال داشتند حق تعالی او را به
 معاری قلوب اختصاص بخشید و عالم عالم دہ را را به ترویجی ہمت مامور گردانید - بعد از
 تکمیل تحصیل بہ حرمین شریفین زاد ہما اللہ شرفا و کرامتہ شافت و مدتناوران دیار فیض آثار
 بسر برد و بخدمت شیخ یحیی مدنی دست بیعت داد و با فراوان نعمت پدیدار ہند حضرت
 نمود - و در شاہجہان آباد و در بازار خانہ منزل گزید و بدرس کتب حقائق و تربیت ارباب
 ارادت مشغول گشت و تفسیری بر کلام اللہ در سلك تحریر کشید - امر او فقر حلقہ اعتقاد
 در گوشہ داشتند و بہ مطالب دینی و دنیوی کامیابی اندوختند - بیست و چہارم شہر

ربیع الاول ۱۲۳۳ هجری قمری و الف بعالم قدس آرمید و در حویلی سکونت
خود مدفون گردید.

(۱۸) ملا موهن بسای قدس سره

نام اصلی او محی الدین است مولد و منشأ بلده بهار ورسن نه سالگی کلام الله را حفظ
کرد و بخدمت پدر خود ملا عبداللہ کسب علوم نمود و در هفده سالگی فاتحه فراغ خواند و چندی
در وطن خود به درس و افاده پرداخت - بعد از آن به ملازمت شاه جهان بادشاه رسید
و به تعلیم شاهزاده محمد اورنگ زیب معین گردید - و بخدمت شاه حیدر - نمیره شیخ و حبیب الدین
گجراتی قدس الله سره بیا بیعت کرد - عاقبت الامر از پیشگاه خلافت رخصت گرفته به وطن شتافت
و به ریاضت و مجاهده کار بست و در عمر هشتاد و چهار سالگی در سنه ثمان و ستین و الف
مرحله آخرت پیمود -

(۱۹) میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد قدس سره

میر عبد الواحد و بار که خدا شد چهار پسر و لا گره و دو دختر متولد گردید - از حلیله اولی
میر عبد الجلیل و یک دختر از حلیله ثانیه پسر و دو دختر متولد گردید از حلیله اولی میر عبد الجلیل
مشاهده کردم که تولد عبد الجلیل اولی وقت ظهر روز پنجشنبه بیستم ماه ربیع الثانی ۹۶۲ هجری قمری
و تسامه اتفاق افتاد و میر عبد الجلیل صاحب جذبه قوی و کیفیات عالی بود -

در آغاز شب باب وحشت دامن دل گرفت دست از همه باز کشیده سر به صحرا زد
و دوازده سال در دلق درویشی اقصای عالم را سیاحت کرد. و اکثر اوقات در صحاری
و بوادی بسر برد. و قوت لایموت از اوراق اشجار و نباتات صحرائی ساخت و با مخلوق
اختلاط نه نمود. و درین مدت از هیچ طرف خبرش گل نه کرد. اقرار با مایوسی فرو گرفت
بعد انقضای دوازده سال در موسمی که عرس حضرت بدیع الدین شاه مدار قدس
سر می شود و خلایق از اطراف و کناف دور دست بر آید می آیند. در
جماعه زوار وارد بلگرام شد. چه مرقد منور شاه مدار از بلگرام بر دوازده کرده است و گزارش
بر سر کوچه که در آنجا خواهر اعیانی او خانه داشت افتاد. میر در آن حالت اکثر
در عالم بچودی می بود و نغمه می کشید. اتفاقاً محاذی خانه خواهر نغمه از دوسر بر زد. خواهرش
با وصف طول ایام جدائی و مایوس بودن از حیات برادر آواز شناخت و گفت
چنان معلوم می شود که این آواز عبد الجلیل است. و بے اختیار تاد هلیه خانه دویده
آمد. و برادر را در آغوش گرفته زار زار گریست. میر هر چند ناآشنا یانه خواست
که خود را کناره کشد. آخر صله رحم غالب آمد و وحشت را به الفت مبدل ساخت
آن عقیقه میرزا بخانه برد. و رفته رفته لباس پوشا بپوشید. میر بعد چندی متزوج و متاهل شد
و در آخر عمر از بلگرام به قصبه مارهره من توابع آگره رفت و اقامت گزید. و بهانجا رخت
سفر به وادعقی کشید. و فاش ششم ماه صفر ۵۸۰ سید و خمسین و الف روز دوشنبه
اتفاق افتاد. هزار فالین الا نوار در آن مقام زیارت گاه نام است رحمة الله علیه

میر عبد الجلیل راستہ پسر قدسی گھر بوجہ آمد۔ اصغر ایشان سید اولیس قدس سرہ
 کہ بعد ارتحال والد ماجد سجادہ ہدایت آراست۔ و آن جناب اولیس مین ایمان و سہیل
 فلک عرفان بود۔ و شیوہ ابدال برگزیدہ کرد۔ اذیت پیچ ذی الروح نمی کرد تا بجائے کہ
 موزی را نمی رنجانید۔ و نوعی شیمہ کریمہ ترحم داشت۔ کہ اگر مزدوری را کار مے فرمود
 وقت شدت حرارت موسم تابستان و صورت برودت ایام زمستان از مشقت عمل
 بازداشته در ظل عاطفت جا میداد۔ و اجرت تمام و کمال تسلیم مے نمود۔ بیستم رجب
 ۱۰۹۴ سید و سعیدین و الف در مرغز اقدس خرامید۔ خوابگاه او در بلگرام سر راه واقع شدہ
 بحالت غریبانہ آسودہ است۔ شاہ جلال بخشی خرد تخلص گوید۔

”	مقبول حد اولیس ثانی	از دار ملاں بست محل	“
”	تاریخ وصال او خرد گفت	بر اوج پہر یافت منزل	“

(۲۰) میر سید فیروز

خلف الصدق دوم میر عبد الواحد است قدس اللہ امرار ہما مرجع اکابر و اصاغر
 عصر بود۔ و قدرے عظیم و شانے فخر داشت۔ و در شیوہ بذل و سخا و انجاح مطالب
 مستمندان یگانہ می زیست۔ از ابتدائات انتہا بخدمت پدر بزرگوار تلمذ نمود۔ و کتب درسی
 را تمامہا گذراند۔ چون میر عبد الواحد قدس سرہ ازین عالم رحلت فرمود۔ مردم نظر صاحب
 سجادگی بر سید فیروز داشتند۔ سید فیروز برادر خرد خود میر سید طیب را بر سجادہ حسب اسرار

دشمن بود سجاد را شمانگاه وارید - و خدمت درویشان و اهل خانقاه من بجای آرم
 سید فیروز شبانه روز اطعمه و اغذیه براسه وار و و صادر در مطبخ میامیداشت و چهار
 صد و نختتر غراب و ضعیفا که استطاعت نزوح نداشتند فراخور مرتبه هر کدام از طرف خود نقد
 و حبس سامان کرده که خدا ساخت - و قریب به صد سال در کمال عظمت و اقتدار
 زندگانی کرد و باین همه یک نفس از یاد مولی به غفلت نه گذرانید - تمام شب احیای
 کرد و مراقبه و اوراد و وظایف مستغرق می بود - پنجم محرم سنه ۶۱۰ است و بنین و الف
 سفر آخته گردید و پیلو - قبر میر عبدالواحد قدس سره جانب شرق مدفن گردید -
 میر سید طیب قدس سره بعد فوت برادر بسیار مغموم شد - چون او را در قبر گذاشته
 برآمد بسیار خوش وقت و شگفته برآمد - مردم متعجب شدند و سبب استفسار کردند گفت
 برادر من با من وعده کرده که غم مخور بعد از شصت روز به من ملحق می شوی - آخر چنان
 شد و بعد شصت روز میر سید طیب هم ازین عالم نقل کرد و رحمة الله علیه -

(۱۲) میر سید یحیی

خلف الصدق ثالث میر عبدالواحد است قدس الله سره از سجاد در گوشه کتابی
 بخط خاص میر عبدالواحد متاکنه کرده که دو تولد فرزند می یحیی شب دوم از ماه ذی القعدة که
 شب اول هفته بود وقت سحر ۹۸۵ خمس و ثمانین و تسعمائة و ست و ادا سید یحیی ملکی بود
 به صورت انسان و مصداق آیه صدق پیرایه و سلام علیه يوم ولد و یوم میوت

و یوم بیعت - حیا عالم کامل و از بدایت تا نهایت تلمیذ و الیها جدید بود - و کلام الله را
از بر داشت - و به احسان دلربا سامع را از خود می ربود - و از دنیا و مافیها محترز و مجتنب می
زیست و لیل و نهار به شغل ریاضت و ادای طاعت و افاده طلبه ظاهر و باطن می
پرداخت از انقباس متبرکه که اوست نسخه میزان الاعمال و معیار الاحوال در سلوک قبرش
بر چوبه تره علییده از چوبه تره مرقد میر عبد الواحد جانب شرق قدس الله اسرارها -

(۲۲) میر سید طیب

صاحب سجاده و خلف الصدق رابع میر عبد الواحد است قدس الله اسرارها بخط
شریف میر عبد الواحد مشاهده افتاد که تولد سید طیب روز یکشنبه مقدار یک و نیم پاس بود
نیم ربیع الآخر ۹۸۶ است و ثمانین و تسعمائة و بی ذات مقدسی است که اگر ثقلین با و ناز
کنند می زیبد و اگر زمین و زمان بر خود بالت می شاید - صاحب مراة المبتدین که معاصر
حضرت میر است می طراز دکه -

- » میر سید طیب مد الله عمره و زاد دولتة امر و قوام عالم و برکت بنی آدم از ذات اوست و مرتبه
- » قطبیت و ابدالیت و غوثیت و اذنادیت و آنچه توان گفتن در ذات او موجود است و دولت
- » مادر زاد دارد - و از کثرت عبادت گویا امام زین العابدین رضی الله عنه لصد کرامات ظاهر شده
- » اند - و از آن روز که شعور بهم رساند نماز را بقصدا نخواند و اگر وجود ایشان قبل ازین می شد در
- » مجتهدین و سلف صاحبین می شمردند - و امر و زکریا که ائمه سلف را خواهد به بیند میر سید طیب

۱۰۰ را مشاهده کنند من که باشم که احوال و مقامات ایشان را بیان کنم برائے این زبانی می باید. و ولی
 ۱۰۰ و فهمی می شاید امروز آن زبان که شنائے ایشان کنند گو. و ولی که حقیقت ایشان در یاد و فهمی که واقف
 ۱۰۰ حال ایشان باشد کجا. همین قدر این داعی میداند که قوام عالم از ذلت ایشان است و آنچه پیغمبر
 ۱۰۰ صلی الله علیه و سلم فرمود بعد از هر صد سال مردی پیدا شود که سنت ما را تازه گرداند امروز وجود
 ۱۰۰ میراست ۵

۱۰۰	هم برین نکته ختم شد مقصود	بسم الله الرحمن الرحیم	۱۰۰
-----	---------------------------	------------------------	-----

تا اینجا از مرآة المبتدین است.

آن جناب کسب کمالات صوری و معنوی از خدمت پدر بزرگوار نمود. و بعد از ارتحال
 پدر باستحقاق بر سجاده ارشاد نشست. و طالبان مولی را از مبادی سلوک به نتهای وصول
 رساند و اتباع شمائل نبوی در جمیع حرکات و سکنات منظور داشت و مدت العمر بهیچ سنت
 نبوی بقدر امکان فرو نه گذاشت. بتجرب علم و رمی نمی از دریای کمال ایشان بود. بهواره
 به آفاوه محصلین می پرداخت. و بسا مردم را به پیامن تربیت بر صدر استادی نشاند. بعضی
 کتب درسی مثل هدایه فقه و تفسیر قاضی بطنی و غیر ذلک محشی بخط خاص او امروز موجود است
 که دلالت دارد بر کمال تجر و جودت فطرت او. سید کرم الله پدر سید العارفین میر شاه لاهوری
 الله اسرار همامی فرمود که اگر کسی خواهد ملک را بر روی زمین به بیند میر سید طیب را مشاهده
 کند. و سید العارفین از جناب ایشان استفاده نمودند و به مرشدی خود یاد می کردند و می فرمودند
 روزی عزیزی مشتاق شده بدیدن میر سید طیب آمد و مشکلی از مسائل توحید پرسید

حضرت میر خود را به تجاہل انداخته فرمود من ازین مسئلہ خبر ندارم و از قصور خود در نظر مردم
وستی اعتقاد سائل پروا نہ کرد۔ چون مجلس منقضی شد و خلوت دست داد
حضرت میر سائل را فرمود۔ سخن خانہ بہ بازار نتوان گفت۔ حالانچہ منچو ہی استفسار کن
در میان شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ و حضرت میر محبتی و مودنی عظیم بود۔
شیخ عبدالحق بہ رعایت بزرگی اورا شیخ طیب می گفت۔ وقتے شیخ عبدالحق
در ایام پیری درس می گفت۔ در مقامی از کتاب متامل شد۔ در آن وقت میر
سید طیب را یاد کرد و فرمود۔ اگر شیخ طیب درین وقت می بود۔ بہ آسانی این
مقام را حل می کرد ناگاہ میر سید طیب کہ بہ ارادہ دہلی از وطن برآمدہ بود در همان ساعت
کمر بستہ از راہ بخد مت شیخ عبدالحق رسید۔ شیخ بسیار خوش وقت گردید و فرمود
مرحبا در یاد شما بودیم و قصہ را باز گفتہ کتاب در میان آورد۔ میر سید طیب کتاب را
در دست گرفتہ نختہ تامل کرد۔ و عبارت را بہ نہجی خواند کہ مطلب بے آنکہ تقریر
کنند خود بخود واضح گشت۔ شیخ با حاضران فرمود من نگفتہ بودم کہ شیخ طیب این
مقام را بہ آسانی حل می کند۔ در آن ایام شیخ نورالحق خلف الصدق شیخ عبدالحق
بہ تکلیف بادشاہ وقت تنقل قضاء مستقر اختلافہ اگرہ شدہ بود۔ شیخ عبدالحق از میر
سید طیب استفسار نمود کہ از کدام راہ آمدن اتفاق افتاد گفت از راہ اگرہ فرمود
با نورالحق ملاقات شد۔ گفت از موانع سفر فرصت ملاقات دست نہاد شیخ فرمود
ظاہر ازینکہ او مرتکب قضا شد اعراض بہ عمل آمد پس کلمہ چند در تعریف پسر بزبان

مبارک آورد و فرمود اگر چه پس من است اما بجای پدرو۔ و اگر پیش گرد من است
 اما بجای استاد و اگر چه مرید من است۔ اما بجای پیری و انتم۔ میر سید طیب از پیش
 شیخ برخاست بعنوانی که گویا بر اسے مکر و اکر دن می رود۔ و بے اطلاع شیخ همان
 طور کمر بسته به رجع القهقری راه آگره گرفت۔ و با شیخ نور الحق ملاقات کرده برگشت
 شیخ عبدالحق از حسن خلق میر خلی خوشنود گردید و معذرتها بر زبان آورد۔

سید ضیاء اللہ بلگرامی که ذکرش در فصل ثانی می آید۔ روزے عزم ملازمت
 میر سید طیب نمود و اراده کرد که اگر امروز حضرت میر بدست خود مرا بیرہ پان خورانشند
 و لایبت ایشان را معتقد می شویم۔ چون به حضور مجلس انور فایض گشت حضرت میر را
 اشراق شد۔ به خادم خود بلونامی فرمود بیرہ پان بیار۔ خادم بیرہ را حاضر ساخت
 حضرت میر بیرہ را بجمیع حضار محفل تقسیم نمود۔ و سید ضیاء اللہ را ندا چون مجلس
 برخاست و سید ضیاء اللہ تنها ماند۔ حضرت میر بیرہ را بدست مبارک خود واکرده
 به سید ضیاء اللہ حواله نمود۔ سید سخت انفعال کشید۔ حضرت میر زجر فرمود که درویشانرا
 امتحان نباید کرد۔ مبادا ^{۱۵}اسخط ایشان در حرکت آید۔

روزے وضومی کرد و ناگاه آفتابہ بسفال که در دست داشت به دیوار زد۔ مردم
 ازین حرکت غیر معتاد متعجب شدند۔ بعد چند روز خادمی که اورا بجای فرستاده بود باز
 آمد۔ و نقل کرد که در صحراے می رفتیم شیرے با من دو چار شد۔ و خواست که حمله کند۔

۱۵ اسخط یعنی غصه۔

حضرت پیر دستگیر یعنی میر سید طیب رایا کر دم۔ از ہوا آفتابہ پیدا شد و بر کلمہ شیر زد
شیر و از من گردانده راہ صحرایش گرفت۔ و من از آن مہلکہ نجات یافتم۔ چون تاریخ
ضبط کردند ہر دو قضیہ در یک آن واقع شدہ بود۔

حضرت میر و تاریخ پنجم شہر ربیع الاول سنہ ۱۰۶۶ است و ستین و الف در انجمن
قدس جلوہ افروز گردید۔ و از کمال تبعیت او این کہ در شہر ربیع الاول انتقال کرد۔ و این
سنت کہ بے اختیاری بود نیز اورا حاصل گشت۔ عمرش ہفتاد و ہشت سال و یازدہ
ماہ الا ربع یوم۔ مرقد او قریب بہ مرقد میر عبد الواحد در محوطہ علیحدہ تاریخ وصال ایشان
دو ستون دین افتادہ و درین ایام میر محمد یوسف برادر ہم درس فقیر کہ ذکرش می آید
این تاریخ قدیم را در سلاک نظم کشیدہ

پنجم شہر انتقال نبی	رفت طیب زوہر بے بنیاد
از پے ضبط سال تاریخش	گفت ہاتف۔ ستون دین افتاد

۱۰۶۶

(۲۳) میر عبد الواحد صلحہ

خلف الصدق و صاحب سجادہ میر سید طیب بن میر عبد الواحد است قدس اللہ
اسرارہم اور نسبت بہ جد اعلیٰ اصغر گویند۔ آنجناب بہ کمالات موردنی موصوف بود و زنگار
طبیعت از آئینہ طالبان می زدود۔ وفاتش در عشرہ ثانی بعدائہ و الف قبرش پہلوی قبر
میر سید طیب قدس اللہ اسرارہما۔

(۲۲) میر سید نعمت اللہ

بن سید محمد زاہد بن میر عبدالواحد اصغر قدس اللہ سرہم - سید محمد زاہد صاحب
سجادگی برتہ تافت - قرعہ این دولت بنام سید نعمت اللہ زدند - در دانش صوری پایہ بلند
و در حقائق و معارف رتبہ ارجمند داشت - ابتدا و حال نزد عم بزرگوار خود میر عبدالمہادی
بن میر عبدالواحد اصغر کہ ذکرش در فصل ثانی می آید انشاء اللہ تعالیٰ تلمذ نمود - بعد از
آن بہ حوزہ درس ملا قطب الدین شہید سہالوی رسید - و تہمتہ کتب تحصیل بہ استعداد تمام
گذرانیدہ فائزہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف آمدہ سجادہ نشین آباؤ کرام گروید - و مسند
ارشاد را بہ اضافہ مشغل تدبیر و دولتی دو بالانگشید - راقم الحروف اکثر بحضور صحبت
یابرکت سعادت اندوخت - پیر متاض نورانی - صاحب اخلاق رضیہ و سجا یاے
مرضیہ بود و جامع برکات از سیماے مبارک می تافت - برین حقیر عاطفت خاص می فرمود
نوبتی با فقیر نقل کرد کہ روزے در حلقہ درس قطب المحثین سید مبارک بلگرامی کہ ذکر
شریفش در ہمین فصل آید حاضر شدم آیتے از کلام اللہ نہ کور شد سید مبارک تہمتہ
آیت درخواست من فی الفور تہمتہ آیت فرد خواندم - سید مبارک استفسار نمود کہ شما
حافظ اید - من بر سبیل طبیعت جواب دادم - حافظ نیستم اما پدر حافظم - نام یک پسر نشان
حافظ بود -

سید نعمت اللہ پنجم شہر رمضان سن ۱۲۴۰ الہ ربیعین و ما تہ و الف بہ ریاض رضوان

خرامش نمود - و پائین مرقد میر سید طیب بیرون محوطه بر زمین دامنش مدفون گردید -
مؤلف اوراق گوید ۵

نعمت اللہ سید العرفا	در گلستان قدس آرا مید
باتفی گفت سال تارخیش	صاحب نعمت ارم گردید

(۲۵) شاه طیب

نثر آن شجر و وارث علوم اجداد است - و در جمیع فضائل صوری و معنوی صاحب استعداد - برخی از کتب سجدست والد ماجد گذرانند - بعد از آن در حلقه درس میر عبدالمبارک بن میر عبد الواحد صغر تلذذ نمود - و متداولات درسی را به آخر رسانید - و حدیث از قطب المحیثین سید مبارک قدس اللہ سره است کرد - خط عربی و فارسی او اگر چه طبعی است اما بسیار شیرین و بچته و پر رونق واقع شده که مشاهد آن نور بصری افزاید - و سرعت کتابت او نسخه حیرت عقول است - شرح ملا جامی را در یک هفته من اوله الی آخره نوشت و بهجت المحافل که کتابی است ضخیم در سیر نبوی تصنیف یحیی بن ابی بکر العامری الیمنی در بیت ۲۳ سه روز کتابت کرد - و کتب خانه عظیمی از خط خوش نمط خود یادگار گذاشت - در ایام شباب چندی بعالم نوکری گذرانید و با وصفت شواغل دنیوی از تصفیه و تجلیه باطن و شغل کتاب خود را معاف گذاشت - وقت ارتحال پدر بزرگوار در کجرات احمد آباد بود - به مجر و استماع این خبر علاقه نوکری قطع کرده خود را بوطن رسانید -

و بر سجاده اسلاف کرام متکلم گشت و بتقدیم طاعت و ریاضت و درس روزگار خوش گذرانید
 و به قمر رجب المرجب روز چهارشنبه ۵۲۱ هجری اثنین و مابین و الف جانب نزهت
 کده اخروی شتافت - قبرش در چبوتره پائین چبوتره مرقد میر عبد الواحد اکبر قدس سره
 متصل دیوار شرقی حریم میر سید طیب قدس الله سره هم را قلم الحروف آیه کریمه و هم
 مکتوب فی جنات النعیم تاریخ استخراج کرد -

مخفی نماند که شیخ حسن بن علی الجیمی در شرح قصیده لایمیه شیخ ابن فاضل مصری
 نوشته که بخط شیخ علامه سیدی شهاب الدین احمد المیورقی الطائفی یافت شد که
 من انسخ وفاة شيخ كان في شفاعته يعني هر که تاریخ گفت وفات بزرگی را - باشد فردا
 قیامت در شفاعت او - بناؤ علی هذا فقیر درین نسخه تواریخ اکثر بزرگان به آیات قرآنی
 و نظم و نثر ضبط کرده ام امیدوارم که برکات ارواح طیبیه قدسیه عائد حال این شکسته
 بال شود -

(۲۶) سید دین محمد سلمه الله تعالی

بن شاه طیب بن سید نعمت الله قدس الله سره از همادین ایام پر سوده اجداد
 کرامت نثار و متکی است - و به طریقه انیق اسلاف ستوده اوصاف مقتدی اللهم
 من نصر دین محمد علیه الصلوٰة والسلام و اذقنا حبه عبادك الصالحین و اولیاء
 المقرّبین ربنا تقبل منادعاءنا انك انت السميع العليم -

(۲۷) سید محمود صغری

بن سید حسین بن سید نوح بن سید محمود اکبر قدس سره اور اصغر نسبت بہ جب
 او سید محمود اکبر گویند کہ ترجمہ اش گذشت۔ و ترجمہ پدرش سید حسین در سلک فضلامی آید
 سید محمود عنصر لطیفش ملکی بود و صورت انسان متورع۔ متعبد۔ صاحب فضائل
 صوری و اشراقات معنوی۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل فرماید ۵

محمود در فضائل کسبی و موی	ہمتاے او ترا دہ زار حام عنصری
---------------------------	-------------------------------

در مبادی حال بہ ارادہ تحصیل علم بہ قنوج رفت و نزد علماء آنجا کتب و رسی
 گذراند و کمال استعداد بہم رساند۔ و در ایام تحصیل با وجود قرب مسافت گاہی
 میل وطن نہ کرد چہ مسافت باہین بلگرام و قنوج پنج کیوہ است۔ و ہمت بر اکتساب
 فنون علم گذاشتہ در اندک فرصت فراغ حاصل کرد و تصحیح نسخہ ظاہر و باطن بہ کمال
 رساند و آنگاہ جانب وطن عطف عنان نمود درین ایام میر عبد الواحد قدس سره
 در قصبہ سانڈی اقامت داشتند نجمت حضرت میر رفتہ رسم بیعت بجا آورد۔ و ریاضت
 شاقہ کشید۔ حضرت میر اور اشمول عنایات خاص ساختند۔ و صبیہ محترمہ خود را
 در سلک تزویج او کشیدند۔ و از بس الفتی کہ با جگر گوشہ خود داشتند۔ با اہل و عیال
 در بلگرام تشریف از زانی داشتہ بہ توطن خود این مقام را زیب و زینت بخشند۔ سید
 محمود عمر عزیز تا دم آخر بہ انزو گذرانید و قدم از حجرہ طاعت بیرون نہ گذاشت الا یک مرتبہ

به اراده زیارت مزارات مشایخ قدس اللہ سرار ہم سفر دہلی اختیار کرو۔ وہ زیارت
 خاک پاک آسودگان حضرت دہلی نور اللہ صناعہم فایز گشتہ انوار انواع برکات
 اقتباس نمود۔ و صحبت شیخ عبدالحق دہلوی و دیگر اکابر علیہم الرحمۃ دریافت۔ وہ وطن
 اصلی معاودت فرمود۔ و پادروا من عزالت کشیدہ بہ یاد مولیٰ تعالیٰ اوقات معمور داشت
 و بیست و یکم رمضان ۱۲۲۲ لہ اربع و عشرين و الف بہ عالم روحانی پیوست۔ میر سید طیب
 قدس سرہ این مصراع تاریخ یافت ع

ولی عاقبت محمود باشد

قبر او در باغ کنار است۔ در گوشہ شمال و مغرب۔ و باغ محمود بہمین باغ است۔ منسوب
 بنام نامی و آثار انا مل فیض شوا مل او امر و نسخہ کلام اللہ موجود است کہ در صحبت اقتدا
 قرآن امام وارد۔ تاریخ اتمام قرآن سلخ ذی الحجہ ۱۱۹۰ لہ تسعہ عشر و الف ثبت فرمود۔ اورا
 از دختر میر عبد الواحد چارہ پسر تولد یافت۔ سید عبد اللہ۔ سید عبد اللطیف۔ سید
 امان اللہ۔ سید محمد اعظم۔ نسب مولف اور اق بہ سہ واسطہ بہ سید امان اللہ میرسد۔

(۲۸) میر سید حسین دہلی وال بلگرامی

ملقب بہ سید السادات قدس سرہ بن سید ابراہیم بن سید نظام الدین بن سید محمد ماہ
 بن سید میران عرف سید ماہ میر بن سید بڑھن سید جمال الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن
 سید سعید بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ نقادہ و دودمان سیاہت۔ و سلالہ اہل علم

و عبادت بود - در صغر سن به اراده تحصیل علم از وطن مایوت مهاجرت اختیار کرد و طالع
 رسایش بخدمت شیخ عبدالعزیز بن شیخ حسن کمال الحق دهلوی قدس الله اسرارهما رسانید
 و در ظل رافت شیخ جا گرفته تلمذ اختیار نمود - و کتب معقول و منقول به استعداد تمام گذرانید
 و قدم بر ذروه کمالات عظیم گذاشت - درین هنگام شیخ او را به خلعت خلافت ممتاز ساخت
 و به شرف دامادی خود اختصاص بخشید - و به تقریبی رخت سفر به جانب ملک دکن کشید
 و عمری در آن دیار بسر برد - و به دلی عطف عنان نمود و قدم در کنج عزت افشرد - و آخر
 به حکم شیخ تشریف به بلگرام آورد - و مقتداے عصر گردید - و این بقعه را به اشاعت
 فیوضات صوری و معنوی معمور ساخت - و عمری در ازیافت و هم در بلگرام بعد الف
 هجری رخت سفر به عالم علوی بست - مرقد متور در محله سید واره جاے با فیض
 است - وجه تلقب او به دلی وال از سابق کلام سمست و ضوح یافت - و چون میر سید
 به بلگرام تشریف آورد بار دیگر در عشرهٔ پنج بهیة تزوج نمود - و از دختر شیخ عبدالعزیز و دختر
 قبیلہ سرد و اولاد باقی است - و سید ابراهیم عرف سید میان که ذکرش می آید از اولاد
 دختر قبیلہ است صاحب مرآة المبتدین می نویسد که :-

« وی بس بزرگ عالیشان گذشته - انوار مجتبی و آثار تقوی از جنبش جلوه می کرد مردم او را سید اسادات
 « وقت می گفتند - جامع اصول و فروع علوم بوده و شاگرد و مرید و داماد شیخ عبدالعزیز دهلوی
 « شیخ بارها بر سر منبر در مجمع عام فرمود یا سیدی هرمانتی که ما را از جد شمارید به سلامت نیاز شما کردیم
 « و اکثر درسان و مستعدان در درس میر حاضر می شدند - و استفاده بر می داشتند - و مجتهد

- دو زمانه می پنداشتند - می گفته چگونه باشد حال کسی که دیش هوس نفس او بود و همتش
 دو گردآوری دنیا باشد و نه نیک کردار است که از خلق گزیده بود و نه عادت که از خلق
 دو بریده باشد و آورده اند و فتنه میرسد از تحصیل علوم و تکمیل نفس به اشاره پیر خود به وطن
 دو آمد و خانه موروثی خود را از همسایه با طلب داشت - آنها گفتند از هر جا که میر نشان دهد همان
 دو حد خانه اوست - چون از خوردی برآمده بود - و تمام زمین را همسایه با داخل خانه با عی خود
 دو ساخته بودند - بدین سبب حد و د خانه خوب معلوم نمی شود - آن جای را ترک داد -
 دو و بجای دیگر خانه ساخت که مباد از زمین دیگر گرفته بود - و در دیانت نقصان راه
 دو یابد - و او پیوسته در کلمه حق گفتن ملاحظه کسی نمی کرد - و خوش آمد و پدید آمد مردم دنیا را نمی
 دو دانست - بے محابا بر روی مردم کلمه حق بر زبان می راند - حتی که خادمان و فرزندان
 دو منع می کردند کار نمی شد - و میر عادت داشت که هر مردی که در شهر و قبیله فوت
 دو می شد روز سیوم بجای او می رفت و به زن متوفی می گفت «وخرج و فرزع کم کنید - رخصت
 دو نبوی است شوهر دیگر بچوید تا بنان و نفقه خبردار باشد» چون در هندوستان شوهر دیگر نمی
 دو کنند مرد و زن ازین معنی بدی بردند و ناسزا می گفتند - میر اگر آن نمی آمد - و گرد و پیش خانه میر
 دو مردم سادات از قوم و خویشان متوطن بودند - اگر پسری بدان راه می رفت - تمام قدر بر می خواست
 دو و اگر مرضه طفلی را از سادات بخدتش می آوردند عاخوانده بودند - بر پا خواسته و عامی میدید
 دو و میر عمر بسیار یافت تا زنده بود حالش همین بود - و نیز در مجلس خاص عام می فرمود که اولاد فاطمه همه
 دو بشر بهشت اند - هر چند مردم منع می کردند که سادات بسیار اند از عبادت باز خواهند ماند این چنین

دو گفتن مصالحت نیست - جواب می داد - اگر مصالحت نمی شد - نمی نوشتند - مانوشته آثار را

دو نقل می کنیم - تا دم آخر همین کلمه از زبانش جاری می شد //

انتهی کلام مرآة المبتدین -

مخفی نماند که قول میر سید حسین قدس سره که اولاد فاطمه همه مشرب به جنت اند - موافق

مذهب شیخ محی الدین ابن العربی است نور الله صریح که در باب بست و نیم از فتوحات مکیه

بیان نموده - و شیخ ابن حجر کی روح الله روحه نیز در صواعق محرقه احادیث نبوی و قول

علمادین باب نقل کرده - مذهب قاضی شهاب الدین ملک العلماء طالع مضمحه

همین است که در کتاب مناقب السادات قلمی ساخته اند شئت ذلک فاطم

هناک و فقیه هم این بحث را در رساله سند السعادات به تفصیل نوشته ام -

الحال عند لیب ناطقه احوال شیخ عبد العزیز دهلوی قدس الله سره

می سراید - تیمنا و به این وسیله سعادت جاودانی کسب می نماید -

شیخ قطب عالم فرزند ارجمند و صاحب سجاده شیخ عبد العزیز دهلوی قدس الله سره

احوال آباء کرام خود در سلک تشریف کشیده - منتخب از آن بدست آمده - درین کتاب

مختصری از آن انتخاب درج نموده می شود -

شیخ طاهر جد شیخ عبد العزیز قدس الله سره از ولایت ملتان به تقریب علم و به

دیار شرف آورد - رفته رفته در بلده بهار رسید - و در اینجا و در اثناء راه علم از فضلا و عصر کسب نمود

قاضی بهار و دختر خود را در حباله نکاح ادا آورد - و نواله و تناسل به ظهور رسید - بعد چند

شیخ باہل و عیال از آنجا به جوپور نقل کرد و در ہمین جا به حواری رحمت آسود قبر شریف
 او در جوپور است یزار و تیرک به۔

شیخ حسن خلف الصدق شیخ طاہر قدس اللہ اسرارہ و نہ سالکی کلام اللہ را حفظ کرد
 و در شہرہ سالکی اکثر کتب متداولہ را تحصیل نمود۔ و از آن عمر مشغول بہ حق گشت۔ و در
 بست^{۲۵} و پنج سالگی دروشی را بہ کمال رسانید و مرید راجی سید حامد شہ گروید و خرقہ خلافت
 و کمال الحق خطاب یافت۔ راجی سید حامد شہ می فرمود۔ اگر فردا۔۔۔ قیامت برسد
 کہ بہ درگاہ عالم پناہ ماچہ تحفہ آوردی۔ گویم فرزند می مثل شیخ حسن و اکثر می فرمود شیخ حسن
 حجت موحہ ماست۔

سلطان سکندر لودی با شیخ غائبانہ اعتقاد بہم رسانید۔ و استدعا فرمود نمود در آن
 وقت اردوی سلطان در آگرہ بود۔ شیخ حسن از جوپور بہ آگرہ رسید۔ سلطان غاشیہ
 خدمت بردوش کشید۔ شیخ چندی در آگرہ اقامت داشت۔ آخر رخت بہ جانب
 دہلی کشید۔ و در بدیع منزل رحل اقامت افکند۔ بدیع منزل برجی است۔ از حصار بنا کرد
 سلطان تعلق بہ تغیر السنہ آن راجی مندل گویند۔ روزے قوال این رباعی سرانید

ای ساقی از آن می کہ دل و دین من است	پُر کن قدحی کہ جان شیرین من است
گر بہست شراب خوردن آئین کسے	معمشوقہ بہ جام خوردن آئین من است

شیخ را ذوقی غریب دست داد۔ سہ روز متصل بے اکل و شرب و جد می کرد۔ روز سیوم در
 بہان غلبہ شوق جان شیرین بہ جهان آفرین سپرد۔ وفات او روز جمعہ بست^{۲۴} و چہارم شہر

ربیع الاول سنہ ۹۰۹ قسح و تسعائے و دفن شریف بدیع منزل - از مصنفات شیخ مفتاح القیض
 متضمن شخصیت و سہ رسالہ است شیخ حسن چار سپرداشت - شیخ عبدالعزیز از ہمہ اصغر است
 اما در مرتبہ از ہمہ اکبر - پدرش اوراد صغیر سن مرید ساخت - و پیراہن خلافت عطا فرمود
 و دہم سالہ گذشتہ از عالم رحلت کرد - و تربیت او خواجہ جلال الحق قاضی خان ظفر آبادی نمود -
 شیخ عبدالعزیز چون بہ سن تمیز رسید نزد پیر محمد خلف الصدق حاجی عبدالوہاب
 بخاری تلمذ کرد و از جناب حاجی نیز کتاب فصول الحکم و فوائد اخذ نمود - حضرت حاجی در
 بارہ او کمال عنایت داشت - از زبان دربار خود عبدالعزیز عاشق می گفت - و جامہ
 خلافت خانوادہ سہرورد پوشانید - و فرمود - از دنیا نہ رفتہ تا عبدالعزیز را مثل خود نہ کردم
 بعد از ان بہ ظفر آباد رفت و امانت والہ بزرگوار از قاضی خان قدس سرہ فرا گرفت و سہ سالہ
 در بوٹہ ریاضت چندان گذاشت کہ مس خود را طلاسے خالص ساخت - و خرقہ
 خلافت پوشید - بعدہ خدمت میر سید ابراہیم اچری را دریافت و بعضے کتب گذراند
 و جامہ خلافت قادریہ در بر کرد -

و ایضا از شیخ تاج محمود خلافت چشتیہ حاصل نمود - و بر جادہ انشا و تمکن گشت - و عمر با خلاق راسو کے حقائق
 دعوی کرد - وقت رحلت در حالت ذوق و شوق ازین عالم رفت - حافظ محمد صادق مغل مردی خوش خوان
 و خوش الحان بود - اورا فرمود کہ قرآن بخوانید سورہ ق خواندن گرفت چون بہ آیہ نہی اقرب
 الیہ من جلالہ رسید حالت شوق غلبہ کرد سہ مرتبہ کلام از سر مبارک بہ رقص آورد -
 باز حفظ آیہ ہوا الاول ہوا الآخر الظاہر الباطن و ہو بکل شیء علیم

شیخ طرفه ذوقی و حالتی بهم رساند - چون قرآن تمام کرد - و آیه سبحان ربك رب
 العزّة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین خواند
 حضرت شیخ نهرود دست مبارک بروی مشکبوی فرو داد و در بر سینۀ فیض گنجینه برود و جان
 به جانان تسلیم نمود - تصانیف ایشان سبت^{۲۳} و سه رساله است - صاحب مرآة المبتدین
 گوید :-

- دو شیخ عبد العزیز دهلوی بزرگ وقت بود و در البحر موج می نامیدند عقلش بر علمش غالب بوده بدین سبب
 دو حفظ مراتب را هرگز قطع نکرد و پا از جاده ادب بیرون نه نهاد و بهر حال بر خود فرض داشتی - و اکثر زبان
 دو راندی چنانچه پیغامبران را علیهم الصلوٰة والسلام واجب است اظهار معجزات است و فرض است
 دو اخفای کرامات - جامع فردع و اصول گذشته - و چند بار آن سرور را صلی الله علیه و سلم در خواب دیده
 دو و فوائد حاصل کرده و از روحانیت بزرگان دہلی تمتع برداشته - چنانچه در نفس الامر ایسی توان گفت
 دو شکستگی نفس به حدی داشت که هرگز خود را اعتبار نه نمادی و بر کس اعتراض نه کردی مگر به واسطہ
 دو غیبت درین - و گفتی هر چیزی را خد متکبری باید تا حفظ آن کند حافظ دین ادب است
 دو و هم گفتی بدیده را تا رسیدن به حق یک کام توان گفت و آن از خود رستن باشد و حمله خود را درست
 دو بنویسجو کرده بود - اعتقاد و اخلاص با خداوند این نبوت زیاده از همه چیز داشت - تا به حدی که در خلعت
 دو شیخ بعضی از باب حُرمت می ماندند آنرا خود را سیدی گرفتند - چون شیخ بر آسے درس بر می آمد
 دو و از و جام طلب می میشد و در آن میان اگر خورد سالی از آن مردم بازی کنان به نظرش در می آمد
 دو بے توقف درس را باز داشتند بر پامی خواست - و تا آن طفل بازی می کرد و ادب تمام ایتاده

« سبعین و تسعمائة واقع شد۔ قضی نسخہ تاریخ است۔ مرقد مبارک در صحن حنائقہ
افشید رحمۃ اللہ علیہ »

(۲۹) سید ابراہیم المعروف بشیخ میان

بن سید غلام محمد بن سید عبدالحق بن سید حسین دہلوی وال بلگرامی قدس سرہ
از مشایخ کبار شہر است نشاء فقر بلند داشت۔ و در زاد یہ خدا پرستی می گذرانید مسجدی
و خانقاہی در جوار مرقد میر سید حسین سید السادات قدس سرہ بنا کرده۔ و شیوہ نان
دہی و خدمت فقر اشعار خود ساخت۔ مسافران و ارباب و عباد شہر اکثر در خانقاہ
او نزول می کردند۔ و بقیقہ از دقایق خدمتگازی بہ قدر امکان فرو نمی گذاشت
بستم رمضان ۱۱۴۲ الیچہ عشر و مائۃ و الف بہ رحمت حق پیوست۔ خواہا گاہش بلگرام
رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳۰) شیخ ادہن معروف بشیخ الاسلام بلگرامی قدس سرہ

از فرزندان حاجی سالار قنوجی است کہ از کمل اولیاء عصر بود۔ و نسب حاجی سالار
منتہی می شود بہ خواجہ عثمان ہروی پیر خواجہ معین الدین چشتی قدس اللہ اسرارہم ازین
جہت عشیرہ اورا عثمانی گویند۔ شیخ ادہن از اعظم خلفاء شیخ مبارک سندیلوی است
مقتدا بہ عصر مفتی شہر بود۔ و در زہد و تقوی و حفظ شرائع و جل و قلک طلاب ظاہری

و باطنی نظیرنداشت شیخ محمد غوثی مندوی در کتاب گلزار ابرار در ضمن احوال شیخ سالار
برہمی نویسد :-

” سید صفی جتئی و شیخ بدرالدین سر بلندی و شیخ ادہن بلگرامی از خلفاء شیخ مبارک سندیلہ اندلس سامان
عالی در احوال سامی داشتند۔ اہل روزگار در کار ہائے دین و دکر در خدا شناسی پیوستہ روئے
” توجہ و نیاز بہ آستان این بزرگواران می آوردہ حل مشکلات و جہانی از گفتار اسرار گزار ایشان می نمودند
و صاحب مرآۃ المبتدین می آرد :-

” شیخ ادہن استاد شہر بود و اکثر مدرسان و مستعدان برائے شاگردی بخدمتش می آمدند۔ حتی کہ ملا محمد
خرازی کہ از شاگردان رشید ملا احمد جنیدی بود و قتیکہ در ہندوستان آمد بہ شاگردی شیخ پیوست
” دے گفتہ :- ” در ویش را کار خللات شرع آن است کہ پس از کردن پشیمان شود۔ یعنی چرا کار دے
” کند کہ بعد از آن پشیمانی حاصل کند۔ شخصے از شیخ پرسید فاضل ترین طاعات کدام است۔ گفت
” ملاحظہ ادب در جمیع اوقات پیوستہ از صحن خانقاہ بیرون نمی آید مگر برائے نماز عیدین و امر و زور
” سلسلہ اش بہین رسم است کہ جانشین از صحن مسجد و خانقاہ بیرون نمی آید آوردہ اند روز
” حاکم معزول شہر بہ جہت وداع بخدمت شیخ آمد دید کہ بدست خود خشت برائے مسجد می سازد۔
” حاکم التماس نمود کہ اگر من بجال بمانم این را درست بکنم تا تصدیع نہ رسد۔ فرمود چون نیت خیر در
” دل آوردی بجال خواہی ماند۔ و فاتحہ خواند۔ همان روز در مجلس صاحبش کسے ستایش عملش کرد
” و بردانہ بجالی برائے او روانہ گردید۔ چون بدو رسید مردم ملاحظہ کردند تا ریخ و وقت همان برآمدند
” کہ شیخ فاتحہ خواندہ بود۔ و قتیکہ و بیعت حیات سپرد پسر کلان او کہ شیخ عبد الجلیل نام داشت

لا شاید
سر بلندی
باشد

» جانشین گشت - و در اندک زمانه ازین عالم رفت - خلفا در پیلوی قبر پدرش قبر گذاشتند
 » آن قبر از جانب قبر پدر گنج شد چنان که کسی تو وضع بزرگی کند - و بعد از آن برادر خوردش
 » که شیخ ابوالمعالی نام داشت جانشین شد چون از دارقنابه دار بقارحلت فرمود در آنجا
 » دفن گردید - قبر او نیز تو وضع کنان است هر چند راست می کنند همان طور است «

انتهی کلام مرآة المتبتین -

و بعد از شیخ ابوالمعالی به لام پیش از یاخلف الصدق او شیخ ابوالمعانی
 به لون پیش از یاملقب به شیخ الاسلام ثانی بر سجاده خلافت نشست بزرگوار بلند مقداد
 بود - و از دولت صوری و معنوی حظی وافر داشت - مدتی مستدار شاد و راد و لقی داد -
 و ابواب هدایت بر روی طالبان خدا کشاد - آخر در صدر حیات فز زنده خود
 شیخ صوفی را بر جای خود نشاند - و خرقة خلافت آبا و اجداد را پوشانید - و رخت سفر به
 دار الخلافه شاهجهان آباد کشید و شرف زیارت آسودگان دہلی نور اللہ مصنا جمع دریافت
 و حجره عبادتی در مسجد آدینه اختیار کرد و مدتی اقامت ورزید - و او کلام اللہ را از برداشت
 و از حسن الحائش دل مستمع می گذاخت - بکے از امرای معتقد تعریف او نزد صاحبقران
 شاهجهان انار اللہ بر پا نه کرد و به صحبت پادشاه رسانید - اتفاقاً ایام رمضان بود
 پادشاه فرمود آیتے در حق رمضان المبارک باید خواند آیه کریمه شهر رمضان الذی
 انزل فیہ القرآن شروع کرد و نوعی به آواز دلفریب خواند که پادشاه راقی دست
 داد و استدعا و اعاده نمود - نوبت ثانی در قرائت دیگر خواند - پادشاه خیلی محفوظ گشت

و قریه سیر حاصل از توابع بلگرام کردلی نام حسب الاستدعا شیخ به طریق مدد معاش حرمست
فرمود - تاریخ تحریر فرمان قریه مذکور سلسله ستین و الف هجری است -

شیخ ابوالمعانی رشید دودمان خود است - محله سکونت اجدادش بنام
او مشهور شده یعنی محله شیخ معانی و آن شرقی محله سید داوڑه واقع شده - مخفی نماند
که مسجدی که شیخ ادهن قدس سره بنا کرده بود کتابه دروازه آن که در سنگ پیشانی دروازه
نقش کرده اند این است ۵

در ایام جلال الدین محمد اکبر غازی بنا از میرزا حاجی محمد اوزبک گشته گشته تصدیق و توثیق از هجرت مرل	که از معمار عدل او عمارت یافته دوران عجب دروازه خوش خم چو طاق ابرو و خوبان که گشته از در رحمت تمام اندر مه شعبان
----------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

و چون آن مسجد رو به شکست آورد در عهد شیخ ابوالمعانی عمارت مسجد تجدید یافت - و کتابه
مسجد پیشانی که در پیشانی محراب وسط بر لوح سنگی نقش کرده بودند این است ۵

در زمان شریف شاهجهان ساخت میرزا حسن علی دانا از پے سال این نجسته بنا عقل بالفور در پاک بسفت	منبع ажود طلع الاحسان مسجد اسس علی المقتولے کردم از پیر عقل استملا و ادخلوا المسجد الحرام بکفت ۶۶
------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------

و بعد در ایام عمارت مسجد که میرزا حسن علی دانا بنا کرده بود آن هم رو به شکست آورد - و در

۶۶ است و ستین و مائه و الف نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ وزیر اعظم احمد شاه

فرمان رواے ہندوستان بہ تجدید عمارت مسجد توفیق یافت۔ و مولف کتاب بہ استدعاء
شیخ غلام حسن صاحب مجاہدہ این قطعہ تاریخ در سلک نظم کشید ۵

در زمان جلوس احمد شاہ	زیر فرمان او ملوک حیات
رکن عالی جناب صدر جنگ	آصف عہد بانی خیرات
کرد تعمیر خانہ ایزد	یافت از غیب حسن توفیقات
صاحب این مکان غلام حسن	زیب افزاے سند برکات
گفت تاریخ این بنا آزاد	مسجد تازہ منزل حنات ۱۱۶۶ھ

شیخ صوفی قدس سرہ صاحب عظمت و جلالت بود و قوا عد سلسلہ علیہ خود بروجہ احسن
نگاہ داشت۔ آورده اند کہ افغانی بر شیخ دعوی خلافت واقع کرد کہ شما پانصد روپیہ
نقد از من بطریق قرض گرفتہ اید۔ شیخ شہود طلبید۔ گفت شہود ندارم۔ قسم با بدخورد شیخ
خاموش ماند و برخاستہ درون خانہ رفت و زیور ز وجہ اثاث البیت فروختہ پانصد
روپیہ نقد ادا ساخت۔ افغان زر را قبض کردہ راہ خود گرفت و بعد مدتی باز آمد و در قدم
شیخ افتاد و عرض کرد کہ من کہ مقلس بودم چون نفس من گواہی صادق می داد کہ شما قسم
نمی خورید و زرمی دہید۔ بدعوی خلافت واقع زرا از شما گرفتہ۔ دآن را سرمایہ سود و ہب بود
خود ساختہ بہ تجارت برداختہ زمانہ موافقت کرد و مرا رنج بسیار بدست آمد و بدولت
آن پانصد روپیہ صاحب ثروت شدم و مبلغ ہزار روپیہ نقد و برخی اقمشہ براے شیخ
آورد۔ شیخ دست زد۔ و فرمود چیزے کہ دادہ باشم نمی گیریم و بلند تر از اول درین مرتبہ

ہمت را کار فرمود۔

برہمنی از بلگرام بلبدر نام کتابی در نورس سنگار بنام شیخ نوشتہ و آن را صوفی ست
نام کردہ۔ و در او اہل کتاب چند دویہ در مدح شیخ پرداختہ این دو دویہ از آنجا است ۵
جولی جنکم سادھ رکھ را جارا نا را ئی

دیگر

کرے کامنان کوت کوئی کے اپنو حال

بروے سوئے پلک مین صوفی کلیتال
بعد از رحلت او فرزند ارجمندش شیخ عبد الجلیل قدس سرہ قائم مقام گمردیہ
محرر رسالہ اورا ادراک نمود۔ سرتاپا شریعت و طریقت مجسم بود در عشرہ ثالث بعد
مائتہ و الف جان گذران را دواع نمود و بعد از و پسرش شیخ غلام مشایخ قدس سرہ جانشین
گشت۔ و بر سچیہ رضیہ گزشتگان زندگانی بہ انجام رسانید۔ قبور این ہمہ بزرگان در مقبرہ
شیخ اڈھن است روح السداد و احم و الان شیخ غلام حسن پسر شیخ غلام مشایخ
جانشین آباے کرام و اجداد عظام است۔ حضرت حق جل شانہ در عمر و مرتبہ اش بیضر اید۔

(۳۱) مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس سرہ

و اناءے حقائق کیانی و الہی است و شناساے رموز پیدار دلی و آگاہی کمالات
معنوی را با فضائل صوری فراہم داشت۔ و شکستہ دلان در و طلب را بہ مومیائی وصل
مداوامی کرد و آنجناب برادر زادہ حقیقی و مرید و خلیفہ شیخ السدیہ خیر آبادی است قدس سرہ کہ

کہ مناقب اور امور خان روزگار اجمالاً و تفصیلاً گذارش نموده اند۔ میر میرن جدمحمد محمد رکن الدین
 را دو خلف رسید به وجود آمد میر نصیر الدین و میر نظام الدین المعروف بشیخ الہدیہ قدس سرہ
 اسرار ہما سر دو برادر اعیانی انداز بطن دختر میر سید جان پدر محمد سید علاء الدین صاحب
 ولایت قصبہ سندیلہ قدس سرہ محمد رکن الدین فرزند ارجمند میر نصیر الدین است
 ولادت با سعادت او در دارالارشاد خیر آباد واقع شد۔ وہما نجان شود نمایافت
 و دست ارادت بہ دامن عم بزرگوار قدس سرہ زد۔ و مدارج بلند و معارج ارجمند حاصل
 کرد۔ تقریب قدم میمنت لزوم او بہ خطہ بلگرام این است کہ چون سید عمر بن سید بدر الدین
 جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ بخدمت شیخ ابوالفتح خلف الصدق
 شیخ الہدیہ قدس سرہ اسرار ہما مرید گردید۔ و پیوند معنوی باین خاندان گرامست
 درست کرد۔ چنانچہ از مرآۃ المبتدین کہ تصنیف سید شریف بن سید عمر مشارالہ است
 صراحۃ معلوم می شود۔ سید عمر بجناب شیخ ابوالفتح عرض کرد کہ شیوخ و ضعفاء وطن ما
 از بعد مسافت کسب فیض حضور نمی توانند کرد۔ یکے از مخدوم زاد ہمارا رخصت
 بلگرام باید فرمود کہ مردم آنجا اقتباس انوار سعادت نمایند۔ شیخ ابوالفتح رجوع بہ
 روحانیت شیخ الہدیہ قدس سرہ نمود و بہ رخصت مخدوم محمد رکن الدین مامور گردید۔
 لہذا حضرت مخدوم قدس سرہ از خیر آباد بہ بلگرام تشریف آورد۔ و این خطہ را از مقدم
 گرامی بہ فراوان برکات معمور ساخت معاصر میر عبدالواحد اکبر صاحب سنابل
 است قدس سرہ در یکے از قبالات شرعیہ مشاہدہ افتاد کہ این عبارت بہ خط مبارک

خود ثبت نمود :-

« اقر المقرءون المذكورون بالقسمۃ انه مطورة فی الصدر عندی کتبه
« خویدم العلماء محمد رکن الدین بن خطه »

تاریخ تحریر بآله نوزدهم شهر محرم الحرام سنه ثمان و الف - محل اقامت ایشان در جوار
محلہ میدان پوره در گوشه شمال و مغرب و مرقد منور و محوطه محاذی مسجد شریف نیرایو تبرک
به دلدار شد آنجناب حضرت شیخ محمد قدس سره جامع علوم شرعیات و طریقت بود و
ابواب مرادات بروی طالبان می کشود - از صغیر سن در ظل یافت پدر بزرگوار
قدس سره تربیت یافت و به شرف ارادت و خلافت و الاسعادت اندوخت و بعد
از انتقال والد ماجد رونق افزای سجادہ کرامت گردید شبی در عالم رویا
غوث صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اورا اشارہ فرمود کہ در مقام بہتہ رفتہ
از فرزندم عبد اللہ جیلانی خرقہ خلافت حاصل کن و شیخ عبد اللہ را ہم در معاملہ
بالباس خرقہ امر شد - حضرت شیخ محمد قدس سره حسب الارشاد کرامت بنیاد اند
بلکہ ارم بہ موضع بہتہ شافت و خدمت شیخ عبد اللہ قدس سره را دریافت و خرقہ خلافت
پوشید - و بہ عنایات خاص الخاص ممتاز گردید - و بعد چندی بوطن اصلی معاودت
نمودہ و بقیہ عمر بہ ہدایت و ارشاد گذرانید و طالبان بسیار را بہ مطلوب رسانید - اکنون
بر نئے از ذکر شیخ عبد اللہ بہتہ قدس سره املا وقت می فرسود -

شیخ عبد اللہ بن سید عمر بن سید حسین جلی قدس اللہ امرہم - نسب ایشان بہ دوازده

واسطه به غوث الثقلین رضی اللہ عنہ منتهی می شود - خرقة از پدربزرگوار خود پوشید
 و اکثری از مشایخ کبار هندوستان را دریافت و در موضع بهتہ من توابع دہلی طرح
 اقامت یخت و بہ رفاقت شیخ سلیم حشتی فتحپوری بہ سفرے رفت و سعادت
 زیارت حسین شریفین کریم اللہ تعالیٰ اندوخت و عنان جانب ہند عطف نمود
 و بہ اشارہ شیخ دراجہ قریب روضہ خواجہ معین الدین بخیری قدس سرہ العین
 کشید - و چندی در آن مقام سعادت انجام کسب پرکات نمود - بہ اشارہ حضرت
 خواجہ قدس سرہ باز بہ موضع بہتہ عود کردہ رحل اقامت افکند - و خلقی کثیر را بہ شرف
 ارادت و ہدایت مخصوص ساخت ہمہ وقت با وضو مستغرق و مراقب می بود -
 جہاںگیر بادشاہ بہ سعایت بعض مردم ایشان را از روی غضب طلب کرد - چون
 رو برو شد دعاے خواند و سنگریزہ پرتافت - پادشاہ پرسید این چہ بود گفت
 براے دفع بلیات خواندم - بادشاہ را از اجتماع قول حضرت سید دل نرم شد و بہ
 تعظیم و توقیر تمام رخصت کرد - عمر گرامی از صد سال متجاوز بود - روز جمعہ دہم شہر
 ربیع الاول ۸۳۵ سنہ اسبغ و ثلثین و الف بہ نر بہتگاہ اخروی خرامید آرام گاہ
 بہتہ عرس شریف مجمع عظیمی می شود -

آدم بر سر اصل مطلب بعد از ارتحال حضرت شیخ محمد قدس سرہ فرزند ارجمند
 آنجناب مخدوم تاج معین الدین قدس سرہ صدر ارشاد ازب و زینت بخشید
 و او را لا قدرے است از بس گذشتگی روح پیماے مرتبہ احدیت و از کمال سبک روحی

بلند پر از عالم قدس و سیت در شیوه تقوی کامل عیار - در دعوت اسمائیکتا - روزگار
 و هرگاه او به کشور باقی انتقال نمود - گو کب آن آسمان شاه امام الدین قدس سره در مقام
 آباء کرام پر تو افکن گردید - و عمر گران مایه را به یاد الهی و تلقین اصحاب صرف ساخت
 و فائش در عشره ثانی بعد مائه و الف واقع شد - قبور سر اسر نور این اکابر در جوار عزرا محمد
 محمد رکن الدین است - و شاه یس قدس سره نخل بر و مند حد لقیه شاه امام الدین قدس
 سره مستطرا از آباء کرام و چراغ افروز اجداد عظام است نور معنوی از جنبش جلوه افروز
 بود و عرصه روزگار از وجودش شرف اندوز - مزاجش با تکلف نا آشنا و سلوکش با همه
 کس یک ادا - حقا که سر پا خلق مجسم بود و لطف مصبور - و جوهر نقش بس بلند افتاده
 بود فتوح را ذخیره نمی ساخت - و به خبر گیری فقراء و اردد و صا و شهرت پرداخت - اکابر
 و اصا غر شهر شریه نیاز بدست داشتند و مردم شهر و اطراف پیش از حصر به سعادت
 ادادت بهره گرفتند - چهارم جامی الاولی ارسال حال یعنی سلسله است و ستین
 مایه و الف به نزهت کده قدس خرامید - و بیرون حریم مخدوم محمد رکن الدین قدس سره قریب
 زیننه مدفون گردید محضر اوراق گوید **ه**

شاه یس آیت عه فان	از جهان رفت آن بزرگ شرت
دوش پروانه در انجمنه	گفت تبارخ شمع بزم بهشت

و خلف الصدق او شاه محمد حافظ سلمه الله تعالی در مقام پدر بزرگوار جلوه نمود
 و سجاده آباء کرام را به تازگی رونق افروز - سید و فیاض حل شان آن مقبول ولسارا

الی یوم القیام زینت پیرایه این مقام دارد - بعد ختم کتاب شاه محمد حافظ ملقب
 به حافظ میان تبارخ بست و هشتم ذی قعدة ^{۱۱۸۵} ثلاث و سبعین و مایه و الف دامن از خازن ارکان
 بر چید - و در باغچه خود که متصل پوره حیدر آباد جانب شمال محله میدانپوره است
 مدفون گردید - مولف کتاب گوید ^۵

چراغ بزرگان عرفان بشت
 بفرمود او شمع بزم بهشت

وداع جهان کرد حافظ میان
 شبی هاتف غیب تاریخ او

(۳۲) شاه رکن الدین المعروف به شاه آناولی

بن مخدوم تاج معین الدین بن مخدوم محمد بن مخدوم محمد رکن الدین بلگرامی قدس الله
 اسرارهم از عقلا و مجانبین است - صاحب جذبه قوی و نفس گیر بود - هر چه بر زبانش
 می گذشت حکم قضا و مبرم داشت و همواره در دلق درویشانه مستانه می گشت - و خوارق
 عادات بسیار از او سر برزد - و فاش بعد مایه و الف واقع شد - قبرش بیرون محوطه
 مزار مخدوم محمد رکن الدین متصل دیوار شرقی -

(۳۳) سید تاج الدین حجره نشین قدس سره

از سادات حسینی و اسطی بلگرام ملقب به پنج بهیه ساکن محله میدانپوره است نسبش
 نام محله ایست واقع بلگرام ۱۲

برین وجہ۔ سید تاج الدین حجرہ نشین بن سید طیب بن سید بدلی بن سید حسین بن سید
 فضل اللہ بن سید محمد بن سید فضل اللہ بن سید علاء الدین بن سید ابراہیم بن سید ناصر بن سید سعید
 بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ۔ درمرا تہ فقر یگانہ می زیست و بہ یاد مولیٰ
 مشغول بودہ قدم از حجرہ خود کم بیرون می گذاشت۔ لہذا اورا حجرہ نشین می گفتند
 صاحب مراۃ المبتدین گذارش می نماید کہ :-

- ” او در بدایت حال مقید بخواندن بود۔ بہ حجت مطالعہ کتاب در باغی کہ از شہر دور دست است
 ” می رفت و بہ مطالعہ مشغول می شد۔ در آنجا با فقیری بے قید کہ شیخ پیارے نام داشت
 ” اتفاق ملاقات افتاد۔ آن فقیر اورا بہ خود کشید۔ سید از خواندن باز ماند و لای خواہ گشت۔ و مردم
 ” بسیار با و متابعت نمودہ بے قید و لای خواہ شدند و بظاہر ملامتی گشتند۔ وے گفتہ پیر
 ” یک ہفتہ مارا اجاے بنشان و فراموش ساخت۔ عرض کردم حق تعالیٰ وحشت تنہائی از
 ” دوستان خود برداشتہ است۔ چون این کلمہ بشنید گفت کارت تمام شد۔
 ” آوردہ اند شبے در ہواے گرما با اصحاب خود بیرون شہر برآمد از بسکہ ہوا گرم بود با یاران گفت
 ” شاید بر لوک این درخت کلان بادی شد کہ سوزش بر طرف کند فی الحال بر پرید و بہ لوک
 ” آن درخت ہرفت و ساعۃ بے نشست و باز آمد۔ یاران او اکثر باختہ شدند و سبب یاران چند
 ” با چند ہا نجوس گشت۔ نزویک بود کہ علما یکشتن اوفتویٰ دہند۔ تا مدتہ در حال و شان
 ” مردم غلو بسیار داشتند۔ و غوغاے خرق عادت در عوام افتاد۔ و خواص بہ اکحاد نسبت
 ” کردند۔ رفتہ رفتہ غوغاے مردم تسکین یافت و ادا از آن حالت فرود آمد۔ درین وقت

”دین وقت آن فقیر شد بے قید را بسیار پاید نیافت، انتہی کلام مرآة المبتدین۔

قبر سید تاج الدین در باغ شمالی محله سیدانپورہ نزدیک مزار شہد اطرف آبادی حیدر آباد ^{است}

(۳۴) سید قاسم اسرار قدس سرہ

از مریدان سید تاج الدین حجرہ نشین بلگرامی و از قبیلہ سادات بخاری الاصل بلگرام

است کہ محلہ ایشان جانب شرقی محله سیدوارہ واقع شدہ۔ پیروشن ضمیر میخانہ عرفان بود۔

و بہ ارادت طرین و ادارت رحیق اشغال داشت۔ مخموران بسیار بہ قیج گردانی او دماغ

رسانند و دامن از غبار خودی افشانند۔ سید تاج الدین فرمود: ”قاسم اسرار مرآة

این ملک است۔“ را تم الحروف گوید کلام سید تاج الدین بر وتیرہ کلام سلطان المشائخ

نظام الدین دہلوی قدس سرہ واقع شدہ کہ در بارہ شیخ سراج الدین عثمان اودی ہنگالی

فرمود۔

”عثمان آئینہ ہندوستان است“ فرق ہمین کہ بر زبان سلطان المشائخ قدس سرہ

لفظ ہندوستان جاری شد۔ ہندوستان شامل جمیع ممالک ہند است۔ و بر زبان سید

تاج الدین قدس سرہ این ملک جاری شد این ملک احتمال دارد کہ مراد مجموع ملک

ہندوستان باشد و احتمال دارد کہ مراد بعض قریب نسبت بوطن متکلم باشد بہ قرینہ کلمہ

این کہ موضوع برائے اشارہ قریب است ظاہر امر اذ ثانی است چہ سلسلہ شیخ عثمان

قدس سرہ در اقطار ہند شائع است و سلسلہ سید قاسم اسرار شیوعی ندارد۔ و معنی قول

سلطان المشائخ عثمان آئینه هندوستان است تواند بود که کشف اسرار عالم ملک و ملکوت
 در هندوستان از وجود مصفای مجلای شیخ عثمان حاصل می شود مثل جام جم و آئینه اسکند
 که بعضی اسرار این عالم از آنها منکشف می شد با آنکه حضرت حق جل و علای را در هر ملکی
 و ولایتی از وجود اولیا ع خود آئینه ایست که جمال با کمال خود در آن آئینه مشایده
 می کند و خود را در آن منظر به تجلی خاص جلوه می دهد و در کشور هندوستان آئینه از وجود
 شیخ عثمان است والله اعلم - صاحب مرآة المبتدین گذارش می نماید :-

دو سیدان الدین اکثر طالبان حق را به سید قاسم اسرار حواله می نمود و هر که احتیاج دین یا دنیا
 را و ظاهر می کرد اشاره به سید قاسم می نمود - در مرض موت با او گفت جاسے شماغ ربوبه
 دو شمس آباد که بلندی است از خدا مقرر شده نه براسید از غیب عمارت و ماده توکل بهم خواهد
 دو رسید - بعد موت او سید قاسم آنجا رفته بهشت دوسه ماه نگذشته بود که دولت مندی را بآن
 دو طرف گذر افتاد و سجد و خالقاه و جاه و روضه و باغ آنجا ساخت و وظیفه معین گردانید انتی
 سید العارفین میر شاه دها قدس سره می فرمود - از خاک سید قاسم بوی عرقان
 می آید و علامه مرحوم میر عبد الجلیل می فرمود - سید قاسم اسرار صاحب سخن بود گویا بر تو سید قاسم نوا
 بر ساحت احوالش تافته قاسم اسرار گردیده - می فرمود و قتی دیوان او را در مستقر اختلافه اگر دیدی بگو
 اما نسخه دیوان در بلگرام مفقود است - آرامگاهش شمس آباد من لوابع قنوج -

(۳۵) سید عمر بلگرامی قدس سره

از نژاد سید محمد صفری است برین طریق سید عمر بن سید بدرالدین عرف سید یحیی بن سید ابراهیم

بن سید پیاره بن سید حسن بن سید محمود عرف بدھن بن سید بدھ بن سید جمال الدین بن سید
 ابراہیم بن سید نانا صرن سید مسعود بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ - سید
 بدرالدین عرف سید بدے پدر سید عمر جد القریلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سید وارہ است
 و در کتبہ سید و شامین و تسعائتہ دامن از غبار ہستی افشانند و سید عمر از تلامذہ خاص
 سید السادات سید حسین دہلی وال بلگرامی بود - مدتنا در حلقہ درس آنجناب تلمذ
 نمود و سرمایہ علوم ظاہر و باطن برداشت دوست بمعیت بہ شیخ ابوالفتح فرزند
 و صاحب مجادہ شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس اللہ امرار ہما داد و مدتنا خدمت شیخ
 کرد و ریاضتہا کشید - و بہ وطن مالوف بازگشت و در گوشہ خدا پرستی عمر فنا ساخت
 قبرش در موضع چاند پور جانب شرقی شہر است و بر سر مرقد او گنبدی تعمیر کردہ اند چنانکہ اللہ علیہ

(۳۶) سید شریف

خلف الصدق سید عمر مذکور قدس اللہ امرار ہما تحصیل علمی بخدمت والد خود
 نمود و بطریق پدر گرامی دست ارادت بہ ذیل شیخ ابوالفتح قدس سرہ زد و خرقة خلافت
 پوشید و از حقائق و معارف حقی وافر برگرفت و رخصت انصراف یافتہ در وطن
 اصلی گوشہ نشین شد و دل بہ مبادی اصلی بر بست - و بیشتر اوقات بہ مطالعہ کتب
 سلوک و اقوال و احوال صوفیہ اشتغال داشت و نسخہ کمرۃ المبتدین در احوال مشائخ
 ہند کتابی متوسط مفید نوشت - و در جمیع کلمات مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ کوشش

موفق و بحال آورد - و از راه مضمّن نفس خود کتاب را به مرآة المبتدین موسوم ساخت که بر الله

(۳۷) سید کرم الله

از احفاد سید محمود اکبر بلگرامی است که سابقا ذکر یافت برین پنج - سید کرم الله
بن سید لطف الله بن یحیی بن سید نوح المعروف به سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سره
و ازینا ذکر سید حسن و در سلک فضلا می آید - سید کرم الله بزرگ عهد و عمده عصر و متخلّق
به اخلاق الهی بود و در حدو و اشکال احدی و خمین و الف به حکومت سهارنپور پوریا
از طرف سید محمد که از سادات باره و نوکران شاه جهان بادشاه بود قیام داشت
و آخر حال بدرگاه شاهزاده محمد شجاع بن شاه جهان پادشاه بسمی بر دشا هزاره بغایت
تکریم و تجلیل میکرد و بعد بر بزم خوردن محمد شجاع در بلگرام خانه نشین شد و اوقات گرامی
به طاعت و ریاضت معموری داشت - و از دهم رجب سنه ۱۰۳۰
و سبعین و الف دل از جهان فانی برگرفت - بر طبق وصیت او قبرا در ابا زمین هموار کردند
و از آثار خیر او ست مسجد در وسط محل سیدانپوره و بعد از مدتی سال تعمیر آن به خط خاص
سید کرم الله در کاغذهای کهنه سنه ۱۰۳۱ احدی و سبعین و الف برآمد - و محرز سطور بر آن
حفظ سنه این قطعه تاریخ در سلک نظم شیده

کرم الله سید عالی	زبدۀ دودمان آل عباس
مسجری ساخت از صفای معمور	کردن بیاد و علی التقوی

من بنی مسجد الوجه لله
اتفی گفت سال تبارش

کان مثواله جنت المادی
کرد تعمیر مسجد زریبا

(۳۸) سید عبدالبنی

بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله امر از هم دارش
کمالات البون و جامع فضائل نشاتین بود و سیما در فروع حنفیه ید طولی داشت و همواره
به افاده قال و افاضه حال می پرداخت - مستفید از خدمت پدر و الا که خود است
و خلافت از جناب میر سید محمد کالپوی قدس سره تیز داشت - ملاقات او با سلطان
اوزنگ زیب عالمگیر انار الله برمانه واقع شد - سلطان اعزاز و اکرام تمام بجا آورد
و سوازی صد بیگانه زمین از بلگرام به مدد معاش مقرر فرمود - و فاش در سنه ۹۲۰ رجب
و تسعین و الف خوابگاهش بلگرام - مرشد مجتهد زمان تاریخ یافتند - ذکر فرزند
از جندش میر سید مرئی بعد ازین می آید انشاء الله تعالی و در ترجمه سید عبدالبنی
نام میر سید محمد قدس سره به نوادش سامعه پرداخت و من مخمور را سرخوش کیفیتی ساخت
چه سلسله فقیر بواسطه سید العارفین به میر سید احمد خلف الصدوق میر سید محمد قدس الله
امر از هم می رسد - لاجرم مناقب این دو دمان قدسی مجلاً بر صفحہ نیاز می نگارم و منته عظیم
بر کام و زبان می گذارم -



(۳۹) میر سید محمد الترمذی الکاظمی قدس سره

اصل ایشان از سادات صحیح النسب ترمذی است آباء کرام در مقام جالنت در
 من توابع لاهور سکونت داشته اند والد ماجد آن جناب میر ابو سعید به تصدیق روزگار
 از وطن مالوف برآمده در دارالولایت کالپی طرح اقامت ریختند - حضرت میر سید محمد قدس
 سره در عنفوان تحصیل بخدمت شیخ یونس نور الله مضجعه که عالم عامل و محدث کامل
 بودند تلمذ کردند - و تا مطول تفقازانی نزد شیخ گذرانیدند - و اجازت حدیث فرا گرفتند
 شیخ یونس در حفظ شریعت عزایب می کوشیدند - تشرع استاد در مزاج و مانع تاثیر تمام
 کرد و نور متابعت نبوی سر تا پای ایشان را فرو گرفت - و تلمذ کتب تحصیل قدری
 پیش مولانا عرجا جموی روح الله روحه و اکثری در حلقه درس شیخ جمال اولیا کوردی
 قدس سره گذرانیدند - و در فضیلت صوری رتبه بلند حاصل کردند و فاتحه فراغ
 از شیخ جمال اولیا قدس سره گرفتند - و هم با حضرت شیخ در طریقه علیّه چشتیه بیعت کردند
 و اجازت سلاسل قادریه و سهروردیه و مداریه یافتند - حضرت شیخ ایشان را به عنایات
 خاص الخاص نواختند - و اماناتی که از شاخ سلاسل اربعه فرار سیده بود همه را تسلیم نمودند
 حضرت سید حسب الارشاد شیخ قدس سره از کوره در کالپی آمده پای اقامت افشروند
 و بیاد رسب الارباب تلقین صحاب مشغول گردیدند - و بمراتب معدوده از کالپی برآمدند
 یک مرتبه سفر جالند پیش آمد به اراده این که در انجارفته با دختر عشیره که خدا شوند - چون به

اکبر آباد رسیدند با امیر ابوالعلا احراری قدس سره ملاقات کردند و در پائین مجلس اقدس
نشسته حضرت امیر را عادت بود که از ایشان قهقهه اکثر سر بر میزد به خاطر حضرت سید راه
یافت که در ویش و قهقهه این چه آئین است حضرت امیر از صدر مجلس جانب ایشان
نگاهی کردند و ارشاد نمودند که مولانا روم فرموده ۵

بر بینه دل باش مان مانند مرغ پاسبان	کز بینه دل زایدت مستی و شور و قهقهه
-------------------------------------	-------------------------------------

بعد از آن بر زبان مبارک آوردند قهقهه ما از اینجا است قریب بود که در بدن
حضرت سید ریشه افتد به زور شرع خود را نگاه داشتند و رجوع ناکرده متوجه حالت در
شدند و وقت معاودت در هر منزل حضرت امیر ابوالعلا قدس سره می دیدند که پالکی
سواری ایشان را جانب خود می کشد تا گزیر بعد رسیدن اکبر آباد التماس طریقه علی
نقشبندی نمودند - حضرت امیر با کمال التفات طریقه را تلقین فرمودند حضرت سید
به کاپی آمده سالها آن مشغولی نمودند و بعد ده سال بار دیگر به خدمت امیر قدس سره
رسیدند و چهار ماه در صحبت اقدس کسب فیوضات فراوان نمودند و از جمله اسفار
والا سفر اجمیر است که به کیش خواجه بزرگ قدس سره ضرور افتاد - درین سفر خلف الصدق

ایشان میر سید احمد قدس سره در رکاب سعادت بودند و روز وصول اجمیر بهادر خان
کتیو ناظم آنجا بیرون شهر با استقبال برآمد و لوازم خدمت با کمال نیازمندی به تقدیم
رساند - هشت روز در آن مکان فردوس نشان توقف کردند - هر روز اول و آخر وقت
یا صوفیان به زیارت مرقد مبارک می رفتند و گرد قبر مطهر مراقب می نشستند صاحب

معارج الولایه در ترجمه آن جناب می نگار د که به

دو چون ادبه زیارت خواجہ بزرگ شرف گشت اندک پیشی اورا دست داد۔ حضرت خواجہ بزرگ

دو دران زمان دو تا بزرگ مقبول بومی عنایت فرمودند۔ چون به رفاقت

دو آمد آن دو تا بزرگ مقبول در دست داشت۔ و بینوت نیز درون روضه متبرکہ کرد و باروح آن

دو حضرت ملاقات حاصل نمود۔ و بسا انوار و اسرار استفاده کرد۔ انتہی۔

حضرت سید دوام دلی بریان و دیدہ گریان داشته اند در ہر مجلس یک رومال یا دو رومال

از اشک جاری ترمی شد و بست و شش سال از او آخر عمر علی الاتصال صائم

بودہ اند اگر عارضہ جسمانی لاحق می شد و دوا وقت شب استعمال می کردند۔ اطباء ہر چند

عرض می کردند کہ استعمال دوا وقت صبح النفع است در جواب می فرمودند کہ صحت

و بیماری در دست مشیت باری ست اگر او سبحانه و تعالی صحت خواستہ است استعمال

دوا وقت شب ہم نافع خواهد شد۔ پس چرا لذت صوم را برباد دہم۔ و در ایام منہیہ شریعیہ

غیر از یک پیرہ پان تناول نمی فرمودند۔ و آئین والا بود کہ در مجلس تلقین لفظ مبارک

اللہ بشوق و جاذبہ تمام بزبان شریف می گذرانیدند و سامعان را از خود می ربودند۔

وقتے پسر چار پنج سالہ ایشان کہ بہ غایت مقبول بود و فوت کرد۔ تا سہ روز لب بہ

اظہار آن کلمہ شریفہ نہ کشاوند۔ تا در دو غم فوت پسر بہ محبت الہی تعالی شانہ ممزوج

نہ گردد۔

حضرت سید در او آخر عمر عیسوی المشہد بودہ اند۔ و در مقام طبیعت کبری متکلمن۔

و عیسوی المشهد بودن عبارت ازین است که چنانچه احیاء اموات از عیسی علیه السلام
واقع شد احیاء قلوب ازین شخص واقع می شد -

شیخ کمال افسری قدس سره که از جمله خلفاء خاص حضرت سید و کبر آوراه دین است
و خجناورخان نام او را در تاریخ مرآة العالم در محل شعر اذکر کرده در مثنوی راجح در بیان
در مدح حضرت باین مقام اشاره می کند و میگوید ۵

دم عیسی اگر احیاء گیل کرد	دم جان بخش او احیاء دل کرد
بود بر صبح روشن کار این دم	کز استادان این کار است او هم

از مصنفات شریفه تفسیر سوره فاتحه و رواج به عبارت عربی و رساله تحقیق روح
و اسرار التوحید و ارشاد السالکین و رساله الفنا و عقائد صوفیه و رساله عمل و معمول و
رساله واردات در آن وقت که علماء ظاهر بر رساله تسویه شیخ محب الله آله آبادی
قدس سره هنگامه بر پا کردند و سلطان او رنگ زیب انار الله بر هانه را رسانیدند که
این رساله سخنان مخالف شرع شریف دارد و سلطان حکم فرمود که در ایشان قلم و
پادشاهی را در معسر سلطانی احضار نمایند و از مقاله هر که اعم استعلام نمایند شیخ محمد افضل
آله آبادی قدس سره از رساله واردات اندیشیدند که در غلبه حالات رفق زده کلاک ارشاد
گردیده هر چند دل شیخ قدس سره نمی خواست که بشویند لکن در آن ایام که آتش فتنه

۵ کتاب مرآة العالم تصنیف خجناورخان بسیار کیاب است و در کتاب خانه مولوی سید حسین صاحب
بلگرامی المخاطب به نواب عماد الملک بهادر دام ظلهم موجود اما حال چاپ نشده - ۱۲

سخت مشتعل بود لگام داشتند بهم مصاحت نمی دیدند - لاجرم آب در ظرف کلان
 جوین پُر کرده آن رساله چهار ورق را انداختند که چون کاغذ کالپی در آب زود متلاشی
 می گردد خود به خود محو خواهد شد - غرض شیخ اینکه بدست خود درازاله خطاسعی نه کرده باشند
 تمام شب در آب بود - ورقه وسطی محو نه شد - دم صبح این حال مشاهده
 نموده بخاطر آوردند که مرضی حضرت سید قدس سره آن است که این رساله باشد -
 خشک کرده نگاه داشتند - شیخ محمد یحیی آله آبادی قدس سره در کتاب علام الا نام می گوید :-
 « من آن رساله را بعینها با رسائل دیگر از تصانیف حضرت سید قدس سره یک جا جلد کرده
 » حرز جان و ایمان خود دارم «

وصال اقدس بهشت و ششم شعبان روز سه شنبه شانزده اعدی و سبعمین و الف
 واقع شده - آسایش گاه کالپی را تم احروف گوید :-

غوث عالم یگانه آفاق	میر سید محمد ذی شان
گفت تاریخ رحلتش آزاد	رفت قطب زبان بسوی جنان

(۴۰) میر سید احمد بن میر سید محمد الکالپوی قدس سره

وارث ولایت محمدیه و حامل رایت احمدیه اند - از عنقوان نشو و نما فروغ رشد

و نور ولایت از جبین همایون می تافت - سید فیاض تعالی شأنه جمال صوری و
 کمال معنوی هر دو با هم ارزانی داشته - و جمیع صفات رضویه و سمات مرضیه بهما شیمه نزل

وایشان و مروت و در عنقر لطیف و دلچست گذاشته - ابتدا در حال دامن سعی و اکتساب انش
 صورتی برزوند - و چندی نزد والد ماجد قدس سره تحصیل نمودند - و از حسامی اصول
 تا تفسیر بیضاوی نزد شیخ محمد افضل اله آبادی قدس سره گذرانیدند - و دست بیعت
 به حضرت والد قدس سره دادند - و طریقه محمدیه را به کمال اعتنا ورزیدند - و در عمر بیت
 و چهار سالگی بر مسند حضرت والد قدس سره نشستند - و مجلس ارشاد و تلقین گرم ساختند
 حق تعالی حظی وافر از اعتبار داشتند از زانی فرمود - و سده سینه را قبله حاجات
 و ضیع و شریف ساخت - با وصف این دقیقه از وقایع فقر و انکسار فرو نمی گذاشتند
 و چون آفتاب عالم تاب بر توالیفات بر همه کس یکسان داشتند - حضرت والد
 را در باره ایشان کمال عنایت بود فرمودند محمد و احمد یکے است - و نیز روزی که از
 هزار فاضل الانوار خواجه بزرگ معین الدین چشتی قدس سره رخصت شدند - فرمودند
 حضرت خواجه قدس سره ما را رخصت کردند - و دستار بر سر سید احمد بستند - و فرمودند
 که مجلس چشت گرم سازد - از اینجا است که آنجناب به سماع میل تمام داشتند - و با وصف
 احترام حضرت والد قدس سره در حین حیات ایشان به سماع و سرود علانیه می پرداختند
 و بعد انتقال حضرت والد در ایام عرس شریف هم مجلس سماع آراستند - شیخ محمد افضل
 اله آبادی قدس سره این خبر شنیده از اله آباد نامه و پیام فرستادند که آمدن من در ایام
 عرس محال شد که موافقت یاران نه توانم - و خلاف یاران هم نه توانم کرد - حضرت
 قدس سره در جواب دو نامه پیهم نوشتند و به تاکید تمام طلب داشتند - شیخ محمد افضل

بعد وصول نامہ اخیر بہ کاپی تشریف بردند حضرت بعد قدم ایشان سرود
موقوف کردند۔ اما تا سہ روز طعام نہ خوردند۔ و درین روز ہا ہر مرتبہ کہ باشیخ ملاقات
می شد از دست ناصحان و مریدان حضرت والد قدس سرہ کہ در باب سماع ہنگامہ
ملا مت گرم ساختہ بودند شکایت می کردند۔ آخر الامر روز سیوم ہمان شکایت
سر کردند۔ شیخ در تسلیہ مبالغہ بہ کار بردند۔ تا آنکہ وقت نماز عصر رسید نماز را ادا نمود
باز بر ہمان گفتگو رفتند۔ و بعد نماز مغرب نیز آن سلسلہ انقطاع نہ پذیرفت
خدمت شیخ علیحہ منحصر در ان دیدند کہ پرسیدند۔ قوالان کجا اند۔ آنہا گفتند حاضریم
فرمود۔ چرا بہ کار خود مشغول نمی شوید۔ قوالان اجازت یافتہ سرگرم کار شدند و خاطر
حضرت شاگرد گردید فرمودند۔ میان جیو بہ من ہم سرود بکنم۔ رو مال تسبیح بدست
گرفتہ ایستادند و لفظ مبارک اللہ بر زبان آوردند۔ در حاضران اثر عظیم کرد
جمعی بے خود افتادند و حضرت شیخ قوالان را اجازت دادہ خود از مجلس برآمدند۔

مخفی نہ ماند کہ میر سید احمد قدس سرہ شیخ محمد افضل الہ آبادی را از ایام صفر سن
میان جیومی گفتند۔ قوت تاثیر توجہ حضرت قدس سرہ کا شمس فی رابعۃ النہار اشتہا
دارو۔ بر ہر معتقد و منکر کہ توجہ می فرمودند فی الفور از خود می رفت۔

شخصی بہ خدمت حضرت آمد و گفت سختی دل من بجای رسیدہ کہ در فوت

مادر و پدر و زن و فرزند گریہ نہ کردہ ام۔ ترا نشان می دہند کہ مردم را در گریہ می آری
بر من ہم توجہی بکن۔ حضرت ہر دو دست او را بہ ہر دو دست خود محکم گرفتہ بہ جنبانیدند

و سه بار به وحشت تمام به گفتند: نخواهی گریست؟ بار سوم سر دادند. آن شخص بر
زمین افتاده پاهای می گفت و زاری می گریست. بعد دیر به افاقه
آمد و مرید شد.

یکی از مخلصان جامه دوخته بر سیل نیاز آورد. و کالح کرد که به لبس آن نوازش
فرمایند. وقت نماز جمعه همان جامه پوشیده متوجه نماز شدند. بعد ادا نماز شخصی
که دم شریعی زو بر طول آستین اعتراض کرد. آستین خود را بدست او دادند و آستین
او را بدست خود گرفتند. در آستین او آن قدر زیارت فاحش نمودار شد که باعث
انفعال او گردید. و آستین ایشان تا بند دست بود. در طبقات شعرائی آورده
و کان علی رضی الله عنه یقطع منکم قمیصه فاذا علی روس الاصابع و کذا لک عمر رضی الله عنه
هنگامیکه سلطان اوزنگ زیب عالمگیر انار الله برپا نه به واسطه رساله تسویه حکم
فرمود که در ایشان ممالک محروسه را به حضور خلافت طلب نمایند و اسامی فقراء
بلا و هندوستان را نوشته از نظر سلطانی گذرانیدند. نام نامی میر سید احمد هم نوشته بودند
سلطان برنام ایشان به خط خاص نوشت: "بر حمت حق پیوست" چه ایشان انتقال
کرده بودند. سلطان مطلع بود و کاتب اسامی اطلاع نداشت. و اسم شیخ محمد افضل
اله آبادی قدس سره نیز به تحریر آورده بودند. سلطان بر اسم ایشان دایره کشید
و بر نام حاجی محمد ولی قلمی نسوود که این برادر طریقت شیخ محمد افضل است این خاندان
نقوی است اینها از سوسه سوسه عقیده مبر اند. آخر الامر طلب در ایشان موقوف

شد. حضرت سید احمد قدس سره بر سنت والد ماجد خود یک مرتبه زیارت اجمیر شریف رفته
اند. و از روحانیت خواجه بزرگ قدس سره فیوض وافر اندوخته و صال حضرت نوزدهم
ماه صفر ۸۴۲ به اربع و شمانین و الف آرامگاه کالپی و ایشان را سه پسر و الا که بوجود
آمد شاه فضل الله و سید سلطان مقصود و سید سلطان مسعود و اما شاه فضل الله
قدس سره جامع دانش صورت و معنی بودند. و بر روش پدر و جد بزرگوار قدمی راسخ داشتند
شیخ محمد فضل اله آبادی فرماید

عمران فضل سید فضل الله آنکه هست	برشان فقرش از عمل و علم دو گواه
---------------------------------	---------------------------------

عنصر گرامی ولایت مجسم بود و ذوق و شوق از بهر مو تراوش می کرد و بذل و کرم و سایر صفات
رضیه به مرتبه اتم داشته اند. و قتی تحت طشد پیدا افتاد و چند سال امتداد کشیده عالمی را
به معرض تلف در آورد. آنجناب در شبانه روز یکبار جز آنکه غذائی که سدر مق می تواند
شد نمی خورد و به قدر دسترس بر محتاجان ایشار می نمودند. چهاردهم ذی الحجه ۱۱۱۰
احدی عشر و مائه و الف به ملک قدس خرامیدند. فرزند و جانشین آن جناب
سلطان ابوسعید قدس سره از کمل اولیا بودند. صاحب دوام حضور و ذوق و سرور
و قتی که شاه فضل الله قدس سره ازین عالم رحلت کردند خلف الصدق ایشان
سلطان ابوسعید و برادر ایشان سید سلطان مقصود هر کدام نامه طلب سید العارفین
میرشاه دها بلگرامی قدس سره نوشتند. سید العارفین حسب الطلب صاحبزاده
به کالپی شتافتند. و در آنجا تمامی خلفاء این دو دمان و الا مثل شیخ محمد فضل

اله آبادی و شیخ عبدالحکیم موہانی جمیع آمدند۔ و در صاحب سجادگی اختلاف شد۔
 اتفاق جمہور بر آنکہ صاحب سجادگی بہ میر سید سلطان مقصود مقرر شود کہ ایشان
 پسر سید احمد اند۔ و سلطان ابوسعید بنیرہ و نیز سید سلطان مقصود صاحب علم و فضل
 و اسبق قبیلہ اند۔ سید العارفین فرمودند این چہ اندیشہ است صاحب سجادگی
 پدر حق پسر باشد۔ و علم باطن موقوف بر علم ظاہر نیست کہ این تعلق بہ زبان و اردو
 آن تعلق بہ دل انشاء اللہ تعالیٰ از برکت آباء کرام ایشان نیز رشید دودمان و قبلہ
 عالمیان می شوند۔ بعد از ان سید سلطان مقصود سید العارفین را در خلوت طلبیدہ
 از روی تواضع عنایت کردند کہ شما بجائے میر سید احمدید۔ اگر حق پدر بہ پسر می رسد
 می باید کہ دستار میر سید محمد پسر من بستہ شود و دستار شاہ فضل اللہ بر سلطان ابوسعید
 سید العارفین عرض کردند کہ حضرت میر سید محمد دستار کہ بر سر خود بستہ بود و نہ حق تعالیٰ شما را
 نشاند علم و فضل عطا کردہ است چنان کنید کہ دیگران و دستار شما بر سر بندند نہ آنکہ شما محتاج
 غیر باشند و استعارہ حق دیگرے کنید۔ و بہ سعی سید العارفین صاحب سجادگی بر سلطان
 ابوسعید قرار یافت و عنقریب کرامت سید العارفین بہ ظہور رسید۔ چہ بہ حکم قضا و قدر
 در اندک فرصت نسل سید سلطان مقصود منقرض شد ایشان پسرے گذاشتند سلطان
 محمد اعظم نام در ایام جوانی حبان فانی را و داع نمود۔ و او پسرے گذاشتہ کہ در صغیر سن در
 کنار لحد خوابید و عقبی ثماندانا اللہ و انا الیہ راجعون سلطان ابوسعید قدس سرہ در ۱۳۶۶
 ست و ثلثین و مائتہ و الف برائے ملاقات سید العارفین قدس سرہ بہ بلگرام تشریف آوردند

و کلبه ارادت مند این خود را به خورشید جمال اقدس نورانی ساختند - آن جناب اکثر معانی
عرفان در لباس شعر ادا می نمودند و عرفان تخلص می کردند - از شایع والا است ۵

دیروز که دل رفت ز کاشانه ما	لیلی گویان برون شد از خانه ما
امروز شنیدم انا لیلی می گفت	گلبنانگ دگر ششوز دیوانه ما

وصال ایشان در ۱۲۷۰ سید و اربعین و مائت و الف واقع شد - محررا وراق گوید ۵

آن شاه ابو سعید قطب عرفان	شد منزل آن سید اکمل فردوس
دریاب که از آیه قرآن مجید	تاریخ نوشتم بر ثون الف فردوس

فرزند ارجمند ایشان سید احمد سعید سلیم الله تعالی امروز زیب افزائی سجاده آبا و کرام و
خضر راه سرکشندگان بادیه عوام اند - چون فقیر به اراده حجاز فیض طراز از بلگرام برآمد - و بر وضع
چوره این طرف دریای جمن عبور افتاد صحبت با برکت ایشان را دریافت - اما سید
سلطان مقصود پسر دوم میر سید احمد قدس الله امرارهما ابتداء حال مدتی به تحصیل
علم پرداختند - و از خدمت سید سعد الدین سید مرتضی بلگرامی که ذکر ایشان می آید
اکثر فنون درسی کسب نمودند - و در ایام اقامت بلگرام هر روز به خدمت سید العارفین
قدس سره می رسیدند و تلقین بعضی اشغال طریقه رشیده احمدیه می گرفتند و بعد فراغ
تحصیل به کاپی مراجعت فرمودند - و جمیع کتب متداوله را به وقت تمام درس می گفتند
و بر اکثری از کتب درسی حواشی به قلم آوردند - و بر شرح هدایه الحکمت میبندی - و بر شرح
قصیده برده که از قاضی شهاب الدین ملک العلماء است حاشیه بدون تعلیق کردند -

اما اجل فرصت که حواشی متفرقه شیرازه جمعیت پذیرد - و اکثر مسودات از بے تدبیری
پس ماندگا. مانع شد - انتقال ایشان در ماه صفر ۱۲۳۱ الی ثلث و عشرين و مائت
والف و ثانی افتاد -

اما سید سلطان مسعود مشهور به میان صاحب پسر سیدم میر سید احمد قدس الله امرای
ولادت آن جناب در سنه ۸۲۰ اشنین و ثمانین و الف و ست و داد - نیک بخت - که ترجمه
مسعود باشد تا پنج است - دو ساله بودند که حضرت والد ایشان قدس سره انتقال کردند
آن جناب بعد وصول به سن تمیز بسیار از خلفا و مریدان پدر و جد بزرگوار را در یافتند
مثل شیخ محمد فضل اله آبادی و شیخ عبدالحکیم موهانی و سید العارفین میر شاه لدی بلگرامی
و غیرهم قدس الله امرایهم و اجازت ارشاد از شیخ محمد فضل اله آبادی قدس سره گرفتند
و چون برادر اکبر ایشان شاه فضل الله قدس سره رحلت کردند آن جناب از کالپی
برآمده به سکندره بر مسافت یک منزل از کالپی این طرف آب جمن حل اقامت افکند
و مدّة العمر طالبان را به سوئے حق دعوت نمودند - و در ۱۵۴۰ الی ربع و خمسين و مائت و الف
داعی حق را بیک اجابت گفتند - فقیر ایشانرا مکرر دیدم - و گلهای فیض از محفل بهشت
آئین بر چیدم کرت اولی در مکن پور که به تقریب عرس شاه بدیع الدین مدار قدس سره در آنجا
تشریف آورده بودند و فقیر هم به عزم زیارت مزار فالین الاثوار وارد شده بود - واقعه
شهر جامدی الاولی ۱۲۳۱ الی ثنین و اربعین و مائت و الف و کرت آخری در سکندره وقت
معاودت فقیر از سفر سند واقعه ماه شعبان ۱۲۳۱ الی سبع و اربعین و مائت و الف -

د ۴۱ شیخ عبد الحفیظ فرشتوری بلگرامی

از قبیلہ متولیان این شهر است - در عنقوان شباب از وطن مالوت به ورد
 خدا طلبی برآمده در کالپی به سده سنیه میرسد محمد کالپوی قدس سره پیوست - و چهار ماه
 پیش از وصال حضرت قدس سره به شرف ارادت والا استعاده یافت - و اکثر اوقات
 در صحبت شیخ عبد الحکیم موهانی گذرانید و فایده ها اخذ نمود - شیخ عبد الحکیم موهانی از کمل
 خلفاء میرسد محمد کالپوی قدس سره بوده و سبت و هفتم ذی الحجه ۱۲۵۰ هجری و عشرين
 ومانه و الف در موهان محفوف سرادق رضوان گردیده شیخ عبد الحفیظ اگر چه مرید
 میرسد محمد است قدس سره - اما نعمت فراوان از غره ناصیه ولایت میرسد احمد
 قدس سره فراگرفت - و مثال خلافت و اجازت حاصل نمود - نسخہ اجازت نامہ او که
 آنحضرت به خط و املا خاص تحریر فرمودند این است :-

” چون فقیر حقیر احمد بن محمد شیخ پناه حقائق آگاه شیخ عبد الحفیظ را دید که به جمیع وجوه آراسته است
 ” و به شریعت عا پر است و بعد از اتمام مومی البیه سلوک طریقت اجازت داد که هر که خواهد که توبه
 ” نماید یا طریق حق خواهد و به آن شیخ پناه رجوع آرد بے تامل و بے درنگی اجرا و نفع نماید چنانچه
 ” بر این معنی عارف شیراز اشارت نمود ۵

د اگر شراب خوری جرعه نشان بر خاک	در آن گناه که نفس رسد به غیر چه باک
د خداوند سبحانه مشارالبیه را مقبول خویش و مقبول خلق گرداناد - بالنون و الصاد ،، انتہی -	

(۴۲) سید درگاه‌ی بلگرامی قدس سره

بن سید عبدالحجیر المعروف به سید کھاسی بن سید درویش بن سید حاتم بن سید بدرالدین
 عن سید بدلی جدا القبیله یکے از قبائل اربعه سید وارہ ادا اکل حال قدم در
 طلب علم گذاشت و قصبات اطراف بلگرام را سیر و دور کرد - و نزد علماء عصر
 کتب درسی علی الترتیب تحصیل نمود و به خدمت قاضی علیم اللہ کجندوی فاتحہ
 سراغ خواند - و از مراتب قال بہ منازل حال افتاد و بہ جناب شیخ عبد الرسول
 عجم حقیقی قاضی علیم اللہ مسطور و مرید و خلیفہ شاہ مجاہد ساکن لاہر پور من توابع خیر آباد
 دست ارادت داد و تربیت ہائے باطنی یافت - آخر عنان بوطن اصلی منقطع
 ساخت و تادم و اسپین بہ شغل درس و یاد الہی بسر آورد - و در عشرہ ثانی بعد مائتہ و الف
 از تنگنای امرکان بہ وسعت آباد لامکان شتافت - آرامگاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ

(۴۳) میر سید مبارک محدث بلگرامی قدس سره

صحیح الاصول و الفروع بود - و کوس احیاء سنت - و ازالہ بدعت می نوخت
 در علوم ظاہری و باطنی یگانہ - و در تقوی و طہارت ممتاز زمانہ می زیست - نسبش
 برین طریق سید مبارک بن سید فخر الدین بن سید بہار بن سید پیارہ بن سید بدر الدین
 جدا القبیله و ولادت او ششم شعبان المکرم ۱۲۳۳ سنہ ثلاث و ثلاثین و الف دست داد

در عنفوان شباب کمر سعی به تحصیل علم بست - و از بدایت تا نهایت علوم برنج
 وقت و اتقان تحصیل نمود - در سبادی حال نسخ تحصیل نزد میرید طیب بن میر
 عبدالواحد قدس الله امرارها و دیگر فضلا و بگرام و اطراف آن استفاده کرد - و در
 احدی و ستین و الف به اراده اکتساب علم به دلی تشریف برد - و در انجا مطول
 تفازاتی به خدمت خواجه عبداللہ المشهور به خواجه خرد بن خواجه باقی بالله نقشبندی
 قدس الله امرارها گذرانید و از اول تا آخر ایام اقامت دلی در خانہ شیخ نور الحق
 بن شیخ عبدالحق قدس الله امرارها سکونت ورزیده و علم حدیث از آنجناب اخذ کرد
 و درین فن اشرف مهارتی عالی بهم رساند - و تمام عمر در خدمت کلام نبوی فتناساخت
 و به لقب محدث بلند آوازه گشت و لهذا او را درین کتاب به قطب المحدثین یاد کرده
 ایم - و هفتم رجب السنه اربع و ستین و الف به خدمت شیخ نور الحق
 قدس سره فاتحه فراغ علوم خواند - و هم در دلی روز یکشنبه چهار دهم شوال السنه اربع و ستین
 و الف به جناب میرید عبدالفتاح العسکری الاحمد آبادی قدس سره در سلسله علیہ قادریہ
 دست بیعت داد - و بعد از این همه ملکات شریفه به وطن اصلی عود کرد و بر مسند توکل و
 قناعت متکی گردید - و بقیه عمر گرامی به تدریس علوم سیما حدیث شریف و ریاضت و یاد
 باری عز شأنه صرف نمود - و در امر معروف و نهی منکر پر پی و پیکس مجال نداشت
 که در حضور اقدس سمرقانی از جاده شرع متین انحراف نماید - بعضی فرزندان آنجناب
 در حین حیات ایشان قضا کردند و اصلا مرتکب رسوم تعزیه خلاف شرع نشد - و قتی

غیرت خان حاکم لکنو به ادراک شرف خدمت آمد - خان پایچه زیر جامه دراز شکن
دارناش دروغ پوشیده بود - میرا اعتراض کرد - غیرت خان احتساب میرا قبول داشت
و همان وقت پایچه را اندر ابه دست خود قطع کرد -

میر بسیار لطیف طبع نکته سنج لطیفه گو بود - و با وصف این مهابتی داشت که زهره
مردم در حضور مقدس آب می شد - و معاش به وضع صفا و نزاکت می کرد - نشگاه
خاص و پیش مسجد چنان مصفا و پاکیزه می داشت که نمونه سینه صاف دلان و دیده
پاک بینان توان گفت - و گویا راقم الحروف این بیت را از زبان میر گفته باشد

ز آب صرف بنا کرده اند منزل من

حباب خوش منشم می زیم به وضع صفا

استاد المحققین میر طقیل محمد بلگرامی طاب ثراه می فرمود روزی شرف خدمت
حضرت میر در یافتیم - برای تهیه وضو برخاسته بود ناگاه بر زمین افتاد - به سرعت تمام شافته
نزدیک رفتیم بعد ساعتی یافت آمد - کیفیت استفسار کردم بعد مبالغه بسیار فرمود
سه روز است که مطلقاً از جنس غذا ایستاده - و درین سه روز با هیچکس لب به اظهار نه کشود
و وام نه گرفت - مرا بسیار رقت دست داد - فی الفور از آنجا به مکان خود شافتم و طعامی
شیرین که مرغوب ایشان بود مهیا ساخته حاضر آوردم - اول خود شباشت بسیار نظام نمود
و دعا ها کرد - بعد از آن فرمود سخنی گویم بشرطیکه شما گران خاطر نه شوید - گفتم حضرت بفرمایند
فرمود در اصطلاح فقرا این را طعام اشرف گویند - هر چند نزد فقها اکل آن جایز است
و در شرع بعد از سه روز سیه حلال - اما در طریقه فقر اکل طعام اشرف جایز نیست من

چون این حسه شنیدم بے چون و چرا بر خاستم و طعام را همراه گرفته از آنجا بر آمدم و بیرون در
زمانے توقف کردم۔ و طعام را باز آوردم و عرض کردم۔ کہ ہر گاہ بندہ طعام را برداشته برد
حضرت را توقع بود کہ باز خواہم آورد۔ فرمود نے گفتم حالا کہ این طعام بے توقع حضرت آورد
ام طعام اشرف مانند حضرت میرا زین تاویل حطی کرد و فرمود شما عجب فراستی بہ کار برد
و طعام را بہ رغبت تمام تناول فرمود۔

و ایضاً استاد المحققین می فرمود کہ چون علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ خدمت
بخشی گری و دقلع نگاری گجرات شاہ دولہ از پیشگاہ سلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ
منصوب شدہ از دکن بہ بلگرام تشریف آورد۔ و از بلگرام عازم گجرات شد۔ مرا تکلیف
مراقت کرد۔ قبول کردم۔ و بہ خدمت حضرت میرا رادہ خود اظہار نمودم فرمود عمر من بہ پایان رسیدہ
می خواہم کہ درین وقت جدانہ شوید و بر جنازہ من حاضر آئید من متائل شدم کہ رفاقت
علامہ مرحوم ضروری بود۔ حضرت میر در مراقبہ رفت و بعد از دیر سہر آوردہ فرمود بروید۔ امید
ہست کہ یک بار دیگر ہم ملاقات دست دہد آخر چنان شد۔ سائے کہ حضرت میر انتقال
کرد علامہ مرحوم را ضرورتے داعی شد کہ مرا از گجرات بہ بلگرام روانہ ساخت بعد وصول
بلگرام در اندک فرصت میرا زین عالم رحلت کرد۔ و امامت نماز جنازہ بہ من وصیت فرمود۔
ملک بدہی بلگرامی ساکن محلہ سکنت از معتقدان حضرت میر اکثر اوقات حاضر خدمت
می بود۔ روزے می فرمود فلانے ہمیشہ نزد ما حاضر می باشد۔ اما بر جنازہ من حاضر نہ خواہد
چون میرا مرض موت عارض شد ملک بدہی شہار و ز خود را حاضر می داشت۔ اتفاقاً

متعلقان میروران ایام عسرت می کشیدند - و در عین روز وفات ملک بیهی در شکرت
متعلقان میرجانب دبی رفت - و عقب او قضیه وفات روداد همین که خاک مرقد
همواری کردند - ملک بیهی در رسیدن خاک حسرت بر سر کردن گرفت -

نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالمگیری در خدمت میراغتقا و عظیم داشت و
خدمات شایسته به تقدیم رساند - و میر از محله سیدوآره و عشیره خود برآوده جانب شرقی شهر
در میدانی اقامت گزید - و رعایا آباد کرد و مسجد و منازل سکونت تعمیر نمود - و گردآبادی
سوری محکم از خشت و گچ کشید - تا از آسیب زردان و وحش و سیاح محفوظ باشد
و بیشتر قوم حایک آباد کرد که اینها اکثر دیندار نماز خوان می باشند - و مقرر کرد که رعایا
مسلمین هر پنج وقت در مسجد حاضر شوند و نماز را به جماعت ادا کنند - حایکے عذر آورد
میر سبب استفسار کرد گفت چون به نماز می آیم از کار بازمی باتم و نقصان در اجرت من
راه می یابد - میر پرسید هر روز به قدر وقت نماز چه مقدار نقصان راه می یابد گفت یک
پیه میر فرمود یک پیه از مایه گرفت و نماز باید خواند قبول کرد - روزی بن حایک در مسجد آمد و طهارت
ناکرده به نماز ایستاد - میر وحشت کرد که نماز را به طهارت می خوانی به جواب داد که به یک
پیه دو کار نمی توان کرد - میر بے اختیار خنده زد و پیه دیگر برآئے و وضو اصفافه کرد - رفته
رفته حایت را رغبت دلی در نماز بهم رسید و از تقاضای اجرت در گذشت - عمارت
مسجد در حین حیات میر خام بود - قبل انتقال خود وصیت فرمود که کتب مرا در خشت
مسجد سازند - مسجد که الان موجود است بعد وفات میر به اتمام سید محمد فیض بن

سید محمد صادق که ذکرش در سلاک فضلامی آید در سنه ثمانیه عشر و مائه و الف
تعمیر یافت. و صال مبارک روز دوشنبه یک پاس روز بر آمده بستم شهر بیج^{۱۱۵} الاخر
خمسه عشر و مائه و الف واقع شد. علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی گوید ۵

مقدس گهر میر سید مبارک	جو فرمود در بحر رحلت شناده
په رحلت آن مطهر سرشت	خر و گفت تاریخ رضوان پناه ^{۱۱۵}

فرزند و صاحب سجاده او میر سجاد طاب مشواه فاضل بود. کتب
درسی نزد والد ماجد خود و استاد المحققین میر طفیل محمد قدس الله سرار بها عبور نمود.
و در نهایت خلق و شکستگی می گذرانید. و تخم عمل صالح در مزرع زندگی می افشاند
بست و پنجم رمضان ۱۱۶۱ هـ احدی و ستین و مائه و الف در ریاض حبا و دانی
آرمید. و پایان مرقده والد بزرگوار متصل دیوار بیرون حریم بریسه داخل مدفون گردید
نگارنده اوراق گوید ۵

آن شجره شجره مبارک	از دست زمانه حبیف افتاد
تاریخ وصال او خرد گفت	همان بهشت میر سجاد ^{۱۱۶۱}

مخفی نه ماند که نام سه استاد و الانثر ادد در ترجمه سید مبارک مذکور شد هر سه استاد
عمده عمده زاده و در فضائل صوری و معنوی ذکر استاد اول گذشت. و ذکر استاد ثالث
در فضلامی آید. و ذکر استاد ثانی و پیر بیعت درین جابر سبیل اجمال تمیناً مستور می گردد
و خواجہ محمد باقی بالله قدس سره را دگر گرامی گوهر بحر ولایت بود.

(۴۴) خواجه عبید الله المشهور به خواجه کلان قدس سره

ولادت ایشان عزه شهر ربیع الاول سنه ۸۰۰ عشر و الف اتفاق افتاد - چون
 هر دو فرزند در منتها عمر پدر بزرگوار پیرایه هستی پوشیدند - خواجه محمد باقی بالله به حضرت
 مجدد الف ثانی شیخ احمد سهرندی قدس سره فرمودند - امید از حیات کم مانده از احوال
 اطفالی خبر دار باید بود - هر دو طفل را که در ایام رضاعت بودند و حضور مبارک
 طلبیده فرمودند توجه باید کرد حضرت مجدد حسب الامر توجه کردند - به مشایبه که اثر از
 ناصیه اطفال هویدا گشت خواجه محمد باقی قدس سره بخت پنجم حمادی الاخره ۱۲۰۱
 اشنا عشر و الف به عالم قدس خرامید - خواجه کلان بعد وصول به سن تمیز اکتساب
 فضائل صوری و معنوی کرد - و به پایه کمال تکمیل برآمد - و تذکره مشلح مقدار یک لک
 بیت تالیف کرد - و هر دهم حمادی الاولی سنه ۸۰۲ ربيع و سبعین و الف بساط هستی چید
 و در مقبره والد ماجد مدفون گردید -

(۴۵) دوم خواجه عبید الله المعروف به خواجه خور قدس سره

ولادت ایشان ششم ماه رجب بعد چهار ماه از ولادت برادر کلان در سنه ۸۰۰
 از بطن مادر دیگر دست داد - در صورت و سیرت با پدر بزرگوار مشابیه تمام داشت
 قرآن را حفظ کرد - و علوم عقلی و نقلی تا آخر به استعداد تمام کسب نمود - درس به قدرت

می گفت و برخی حواشی بر بعضی کتب درسی تعلیق کرد - و در سرمد در سایه تربیت
حضرت مجدد قدس سره جا گرفت - و از معارف خاصه ایشان فراوان بهره برداشت
و به تفویض خلافت و ارشاد ممتاز گردید - و به وضع آزادگی و دارستگی عمر بسر آورد -
و در ماه و تاریخ انتقال پدر بزرگوار یعنی بست پنجم جمادی الآخره روز چهارشنبه ۹۴۵
خمس و سبعین و تسعماته به رحمت الهی پیوست و در مقبره پدر بزرگوار آسایش گرفت -

(۴۶) میر سید عبد الفتاح العسکری لاحمد آبادی قدس سره

از کبار اولیاست - مستجمع دانش ربی و معنوی - و فیض عام و مقبول تمام داشت
سلسله خلافتش به چند واسطه بنابر طول عمر مشایخ به غوث الثقلین رضی الله عنه
می رسد - برین طریق میر عبد الفتاح از شاه الهداد و ایشان از شاه غریب الله و
ایشان از شیخ تاج الدین و ایشان از شیخ سعید و از ایشان از سید عبد الرزاق
و ایشان از پدر بزرگوار غوث الثقلین قدس الله سره است -

چون صیبت کمالات میر عبد الفتاح به سامعه سلطان اوزنگ زیب عالمگیر
انار الله بر بانه رسید - استدعا و مقدم گرامی کرد - و به اعزاز و اکرام تمام از گجرات احمد آباد
به دار الخلافه دہلی طلبید - و در صحبت خاص برکات فراوان کسب نمود - میر عبد چندی
رخصت خواسته به وطن مالوف برگشت - و بست و چهارم ذی الحجه ۹۵۰ تسعین و الف
به رحمت حق پیوست عمر گرامی نو د سال خوابگاه احمد آباد - رغبت به شنوی مولوی روم

بسیار داشت همیشه در می گفت و شرحی در سلک تخریر کشیده که بین الناس شهرت دارد۔

(۴۷) سید مرئی

بن سید عبد النبی بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس اللہ اسرارہم
 مرید والد ماجد خود است بس بزرگ عالیشان ذات مقدس منور بود صاحب حسن شمائل
 و لطف خصائل حافظ کلام مجید۔ کتب مختصرات تا حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق
 نزد سید اسمعیل بلگرامی خواند بعد از آن بخدمت شیخ یس قنوجی تلمذ کرد و آخر در حلقہ درس
 ملا ابوالوا عظمی ہر گامی تہمتہ کتب گذراند و فاتحہ فراغ خواند و بہ وطن مالوف عود نمودہ بہ قفقاز
 اسم شریف خود و طلاب ظاہری و باطنی را تربیت فرمود۔ استاد المحققین میر طفیل محمد قدس
 سرہ می فرمود کہ شیخ محمد عاقل اترو لوی مردی صاحب کمال بود او را دیدہ بودم شیخ
 علوم ظاہری از جناب سید مرئی قدس سرہ فرا گرفت و بعد از اتمام تحصیل بخدمت بزرگی
 از سلسلہ امیر ابوالعلا نقشبندی اکبر آبادی قدس سرہ مرید گشت و حالتی قوی بہم رساند۔
 و قتی سید مرئی بہ تقریبی در قصبہ مارہرہ وارد شد و از آنجا با ترو لی تشریف برد۔
 شیخ محمد عاقل خبر مقدم حضرت سید یافتہ استقبال کردہ و بہ ادب و نیاز تمام ایشان را
 بہ منزل خود برد۔ و دستار خود را در صحن خانہ گسترد۔ و عرض کرد کہ قدم مبارک بر دستار گذاشتہ
 صحن خانہ طے فرمایند چون اصرار از حد گذرانید میر ملتیس او را قرین قبول ساخت
 روزے در اثناء صحبت با شیخ محمد عاقل فرمود استماع افتادہ کہ توجہ شما بسیار مؤثر است

حالت بخودی می آورد در علوم ظاهری آنچه دستمایه مایه بود از شمار لیغ نداشتیم الحال شمار می
 باید که توجه باطنی خود را از مادر لیغ نه دارد بدین شیخ به پاس ادب استادی و در مقام اعتذار
 در آمد - میر سببا لغه بسیار نمود - شیخ امتثال امر نموده مراقب نشست میر را معلوم شد
 که اگر به دفع نمی پرداختم توجه او موثر می افتد توجه دفع کردید - شیخ سر بر آورده تبسم کرد
 و گفت من خود اول عجز خود به عرض رسانیده بودم - میر تبایخ چهار دهم شعبان روز دوشنبه
 ۱۱۷۰ سببه عشر و مائه و الف جهان فانی را وداع نمود و درین سال سبست پنجم
 جمادی الاخره میر سید احمد بلگرامی نیز رحلت کرد - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی
 در تبایخ رحلت هر دو می فرماید :-

میر سید احمد آن بحر سخا	مولای سید عربی دین پناه
هر دو زین گلخن سراسر بے بقا	جانب فردوس سرگردند راه
عالم اندر دید با تاریک شد	مرد مک پوشید زین ماتم سیاه
تا قیامت از دل پر سوز خلق	بر هزار هر دو سوز و شمع آه
خواتم از بهر شان تبایخ سال	گفت با الف هر دو خلد آرا نگاه

و این میر سید احمد از اولاد سید محمود اکبر است که ذکرش ترقیم یافت - برین پنج سید احمد
 بن سید بدیع بن سید عبد الفتاح بن سید عبد القادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد
 بن سید محمود اکبر قدس سره سید احمد از عمده ملازمان شاهزاده محمد اعظم شاه بن سلطان
 اورنگ زیب عالمگیر بود و حکومت شاه جهان پور مالوه و دیگر محالات بتول شاهزاده

داشت و در ایام دولت خود عالی را از خویش و بیگانه به جود و احسان نواخت و در

شاهجهان پور به اهل طبیعی در گذشت و بهما نجا مدقون گردید. از آثار اوست قلمچین
متین در گوشه مغرب و جنوب محله میدا پوره در ۶۲۰ الی ۶۳۰ متین و مائت و الف

نسخه از کتاب گلزار ابرار در محروسه اوزنگ آباد بدست فقیر افتاد که شیخ محمد فاضل

نامی آن نسخه را بر اے سید احمد تسوید نموده در ذیل کتاب عبارت قلم زد ساخته

درینجا عبارت بعینہ نقل کرده می شود که فی الجمله احوال سید احمد از ان واضح می گردد و به

دو بنده عاجز قاصر شیخ محمد فاضل بن شیخ اسمعیل خشتی لکنوی مندومی این کتاب را به جهت مرکز

دو دائره مروتی و مروت هر شهر مجد و کرمست در دیار سیادت و نقابت گوهر بحر شرافت

دو و منزلت مروج مراسم ملک و ملت چراغ افروز نبوت و ولایت سید احمد بن سید بدعه

دو بن سید عبدالفتاح متوطن شگرت قصبه بلگرام بزرگ منصبدار سرکار دولتدار محمد اعظم شاه

دو که به تقریب خدمت فوجداری و امینی دیبا پور و غیره محالات صوبه مالوا تشریف از رانی

دو داشت نوشت چون از آغاز سال یک هزار و یک صد و هشت هجری برگشت سرکار

دو مند و از حضور خلافت و جهانذاری در اقطاع خان ذی شان افتخار خان تنخواه گشت خان

دو مذکور بر اے معاونت خویش و نظم و نسق و انتظام امور مالی و ملکی آن حاتم زمانه را که خوان

دو ابراهیمی اوبار عام زمانیان است بصدر آرزو و خواہش از دیبا پور به مند و طلبید چون

دو آن خدیو عرصه شجاعت سلوک خود را با که و مدد ساوی داشت پذیرا نمی نموده غم دیدن

دو خان معز الیہ نمود در بهان سال به قصبه لغلی تشریف آورد در آن هنگام سیادت

دو شرافت و ستیگاه سید محمد اشرف بن سید عبد الدائم متوطن همان شکران قصبه در رکاب خان مرقوم تسلط
 دو نعم صوری و معنوی می نمودند - و احقر نیز از برکات دورد دولت و صحبت ایشان کسب فیض
 دو ظاهری و باطنی می نمود سبحان الله چون بنده شنید که آن جوهر شناس فصاحت و بلاغت
 دو در دایره سید محمد اشرف نزول ارزانی فرموده است به هزاران هزار خرمی و خورسندی از بنگاه خود
 دو بر اے قدسوس شتافت - و بعد از ملازمت در نخستین تکلم از زبان گوهر افشان همین
 دو ترنم بر آورد - که فلان اتفاق چنان افتاد که نسخه گلزار ابرار که از خط شما در کتابخانه ما بود شیخ
 دو احمد لکنوی به فراوان تمنا از من بستاند اگر فرصت باشد - و زنگاشتن نسخه مسطور که اسل
 دو نه کند - همان زمان جزم من شد و بتاریخ غره رجب المرجب روز آدینه سال مذکور و روزگاری
 دو کتاب همت گماشت و سید دوسه روز و صحبت خان مذکور مانده باز مراجعت به دیباچه
 دو فرمود - و احقر کتاب مطلوب را به اتمام سیادت و نقابت پناه سید محمد اشرف و
 دو بیاری و یادی ایشان به تاریخ هفتم ربیع الاول سال یک هزار و یک صد و نه روز
 دو جمعه وقت ظهر به اختتام آورد - بمنه و کرمه - انتهی -

و میر سید محمد بن سید احمد مسطور از خوبان روزگار و عمده رفقا و نواب مبارز الملک
 سر بلند خان اتونی و در سرکار نواب صفدر جنگ ابوالمنصور خان نیشاپوری
 که در عهد احمد شاه به پایگاه اعلیٰ وزارت رسید نیز صاحب فیل و علم و اعتبار بود
 و شعر فنی خوب داشت و در حسن خلق و مروت و احسان ممتاز می زیست - و روز جمعه
 هشتم ماه صفر ۱۱۵۵ خان خمیسین و ائمه و اهل در و دارا خلافت و ملی دخت هشتی بر بست

و در جوارِ قدس سلطان المشایخ نظام الدین دہلوی قدس سرہ پہلوئے قبرِ نواب
 مبارک الملک مذکور مدفون گردید۔ میر سید محمد تخلص بہ شاعر سلمہ اللہ تعالیٰ خلف
 الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ہمنام مشار الیہ اند و فیما بین روابط محبت افزون
 از حد بود۔ ہر اے تاریخ وفاتش مصراع عجیبی تلاش کردہ اند۔ و این قطعہ در سلک
 نظم کشیدہ ۵

میر سید محمد احمد در سخاوت نظیر حاتم طے زین جہان رفت و نام او باقیست سال تاریخ رحلتش سعدی بشنو اکنون ز شاعر این مصراع	ذاتِ اورا توان یگانہ شمرد در شجاعت عدیلِ رستم گرد کی توان گفت زندہ را کہ بہ مرد زادہ طبع خود بہ بندہ سپرد خنک آن کس کہ گوی نیکی برد
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

درین مقام بہ آگاہی تمام نظر باید کرد و سرسری نباید گذاشت نسبت با درویشان
 چہ نسبتی است شریف ہر کس ادنی نسبتی باین طائفہ علیہ ہم رساند اورا از خاک برداشتہ
 بہ عالم پاک بروند و از انجمن عوام بہ خلوت سراے خواص راہ دادند مصداق این معنی
 معاملہ سید احمد است کہ بہ ادنی ملائسہ یعنی رحلت کردن با سید مرئی قدس سرہ در
 یک سال اولاً در قول علامہ مرحوم چون دو گوہر در یک سلک انتظام یافت و ثانیاً
 در ساحت این صحیفہ بہ ہم نشینی مقربان بارگاہِ الہی بلند پایہ شد۔ و پسر بہ تفضل پدر
 کامیاب گشت بجان اللہ موافقت سال این کرشمہ دانمود موافقت حال چہ کرشمہا

داشته باشد شبهه صوری مقلد موسی را با وصف کفر از غرق نجات داد. و فیض صاحبیت
ماهییت قطیر بدل ساخته تاج کرامت بر سر نهاد. خوشا سعادت مندانی که سر به فتراک
در ویشان بسته اند و کلاه گوشه به تاج شاهان شکسته ۵

انچه ز رمی شود از پر تو آن قلب سیاه	کیمیای ست که در صحبت درویشان است
-------------------------------------	----------------------------------

(۴۸) سید سعد الله

بن سید مرتضی بن سید فیروز بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارهم
مجمع البحرین فقر و فضل بود. و در صغر سن با ارادت جدا مجد سید فیروز سعادت اندوخت
ابتداء حال بخد مت ملا فیضی ساکن امر و همه که از شاگردان شیخ قنوجی بود. اکتساب
علوم نمود. و آخر به ملا عبد الرحیم که قاضی مراد آباد قریب نبیل و عالم کامل و تلمیذ بلاد اسطه
مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی بود پیوست. و تحصیل فضائل کرد و فاتحه فراغ علوم خواند و به
وطن آمده بر مسند تدریس نشست و مدت ها درس گفت. ناگاه ورق حالش برگشت یکبار
از همه پرداخته به حرمین شریفین شتافت. و به طواف بیت الله و زیارت مدینه النبی صلی
الله علیه و آله و سلم ذخیره آخرت فراهم آورد. بعد چندی عنان عزیمت به هند عطف
نمود. و در گجرات احمد آباد منزوی گشت. شیخ محمد طاهر احمد آبادی مرد فاضل معمر از
تلامذہ سید سعد الله و حیدر آباد کن یا فقیر بر خور. می گفت من شاگرد خاص سید سعد
ام حضرت سید و گجرات تشریف آور و ند در مدرسه مولانا نور الدین نور الله مرقدہ

اقامت گزیدند و از حجره خود کم حرکت می کردند شب به بیداری و آگاهی می گذرانیدند
 و روز به شغل درس و افاده مولانا نورالدین ادب و احترام بسیار بجای می آوردند. و اکثر نزد ایشان
 آمده می نشستند. وقت احتضار حضرت رسید حاضر بودیم. شگفته پیشانی به عالم
 روحانی شتافتند. و در روضه شاه بهیکن نبیره شاه عالم بخاری در کنار حجره خوابیدند. و کان
 ذلک فی السابغ عشر من شوال یوم الاربعاء وقت الصبح ۱۱۹۱ تسعة عشر و مائة و الف
 میر محمد یوسف برادر چهارم فقیر تاریخ به اقتباس آیه کریمه بر آورد. "یشرب من کاس کان
 من اجاکافوراً"

(۴۹) سید العارفین میر سید لطیف الله المعروف بشاه بلگرامی قدس سره

ترجمه والد ایشان سید کرم الله بانی مسجد جامع محله پیشتر گذارش یافت. آنحضرت از کمال ولیا
 بلگرام و باعث افتخار سلف و خلف این مقام اند. لقب ایشان سید العارفین
 و سید الاولیاست از آنجا که شوق الهی و ذوق نامتناهی در اصل فطرت عالی و دعوت
 بود. و در تباشیر ایام شعور با طائفه خدا شناسان سری داشتند. و صحبت جم غفیر این گروه
 و الا شکوه دریافتند. مرشد اسبق ایشان شاه اعظم اند قدس سره در عنقوان شباب
 همراه پدر بزرگوار بجانب بنگاله تشریف بردند. و در آنجا بخدمت شاه اعظم ریاضتها
 کشیدند. و مراتب بلند و مدارج ارجمند طے کردند. بعد ازان برای کسب معاش
 لابی نوکری نواب نجابت خان اختیار نمودند. و در جماعه چهل تن از شجعان که

نواب اینهارا ممتاز نگاه می داشت منسلک شوند - و بعد چندی در عمر بیت و دوسالگی
 دل از علائق صوری با کلیه برگرفتند - و اکثر بلاد هند را سیاحت کردند - و دارالسرور
 برهانپور خدمت شاه برهان راز آلهی قدس سره ادراک نمودند - و چندی در خانقاه
 شیخ اقامت گزیدند - و از صحبت ایشان تمتعی فرا گرفتند - اما مشیت آلهی در اندک
 فرصت صورت مفارقت را نمود - آن جناب از فقدان صحبت شیخ متاسف
 شدند - بعد از آن حالت در واقع می بینند که شیخ به جانب ایشان التفات می نمایند
 و به دوست مبارک خود غالیه در جاسه ایشان می مالند - ازین بشهره روح پرور را بحمد

فی ایام دهر کم نفحات الا فتقرضوا لها - استشام کردند و عنقریب به صحبت میر عبد الحلیل
 قدس سره رسیدند و فیضها برگرفتند - و رویاے غالیه را به ملاقات میر تعبیر نمودند -
 میر از اکمل اصحاب شاه برهان قدس سره بودند - و در لباس نوکری از فہم خلق دور می زیستند
 حضرت شاه برهان راز آلهی برهانپوری متوفی در ۳۱۰۰ھ احدی و نلشین و الف و ایشان
 مرید سید شکر محمد عارف متوفی در ۹۹۳ھ ثلث و تسعین و تسعمائے و ایشان مرید محمد غوث
 گوالیاری قدس سره از جمیع این اکابر قافله سالاران شاهراہ ولایت - و جس
 جنباتان کاروان شهرت اند - فقیر را عبور برهانپور بارها اتفاق افتاد - و سعادت
 زیارت قبور طیبہ دست داد و چون شهر برهانپور گرد بسیار دارد نوعی کہ هیچ شهر به گرو او
 نمی رسد - از فیض روحانیت سید شکر محمد عارف توحی بہ خاطر فقیر رسید و لباس
 نظم پوشید

فتاویٰ گزشتہ شکر محمد را

غبار خیز بود کوچه ہائے برہانپور

انقصہ حضرت سید العارفین بعد ایا می بجانب کاپی حرکت کردند۔ و برویت
 جمال باکمال میر سید احمد بن میر سید محمد قدس اللہ امرار ہا فایز گشتند و بہ تحصیل سعادت
 ارادت دست بہ عروہ وثقی زدند۔ حضرت سید را نسبت بہ آنجناب نظری و عنایتی
 خاص بود۔ در وقت بیعت فرمودند ما ہر و دیک ذاتیم۔ و این بیت بر زبان مبارک
 آوردند ۵

اینجا ز فیض پیرمغان نغم وحدت است

در پردہ وار دیدہ کثرت شامی را

و این عنایت مشابہ است بہ عنایتی کہ میر سید محمد در بارہ میر سید احمد نمودند و فرمودند
 محمد و احمد یکے است۔ شاہ فضل اللہ خلف الصدق میر سید احمد قدس اللہ امرار ہا
 فرمودہ اند کہ حضرت سید در وقت ارتحال بہ فرزند ان خود وصیت کردند کہ خلفاء جدید
 شما بسیار اند اگر بہ فقر و روشی عامہ خواہید در صحبت ہر کدم حاصل می تواند شد۔ و
 اگر روشی خواص منظور باشد صحبت میر سید لطیف اللہ مغتنم بایست نمود۔ و نیز شاہ فضل اللہ
 فرمودہ اند شراب ناب میخانہ سید احمد شاہ لدہا نوشیدند و دیگران در وحشیدند۔ و آن
 جناب با خرقة خلافت و مثال اجازت سلاسل خمسہ یعنی پشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و
 سہروردیہ و مداریہ و ودائع موفورہ رخصت انصاف یافتہ بہ بلگرام تشریف آوردند و قریب
 ہفتاد سال در گوشہ انزو ا قدم افشردند و بہ افاضہ النوار معنوی شہر را چراغان کردند
 طریقہ انبیقہ در تربیت طالبان آن بود کہ گاہے بہ کرشمہ کار طالب می ساختند و گاہے

به ریاضت و مجاهده مشغول می گردند و ریاضات شاقه که آدمی را از مزین سازد نمی فرمودند
 و اگر در اربعین می نشاندند اغذیه لطیف می دادند - می فرمودند باعث قوام انسان
 غذاست اگر تندرست است جهاد نفس از خوب می آید - و اگر ناتوان قصور واقع
 می شود - و از دلچ پویشیدن و مرقع دوختن و خود را در نظر خلق و انمودن منع می کردند
 و از تامل و کسب اش که سنت سنیه انبیا است علیهم الصلوٰۃ والسلام باز نمی
 داشتند می فرمودند مرد آن است که ظاهرش با معامله خلق متفق باشد و باطنش
 در یاد مولی مستغرق و فتوح را از خیره نمی ساختند و هر چه از غیب می رسید کشادگی پشانی
 صبر می کردند و جز فقراء و اود و صداد شهر می گرفتند و اکثر اوقات خصوص آخر شب
 به سیر صحرا بر می آمدند می فرمودند سیر صحرا دلکش است سرش این که صحرا نسبتی به مرتبه اطلاق
 دارد و شهر نسبتی به مرتبه تقید سخن در کمال خوبی و رنگینی و تکمین ادای فرمودند و هرگاه از
 حقائق و معارف سخن می رفت تمام ذوق و شوق از زبان اقدس می تراوید - و مستمع
 را حالتی و کیفیتی دست می داد - صاحب کمالاتی که به حضور مجلس نور مستفید شده
 اند اتفاق دارند که کیفیتی و حلاوتی که در مجلس اشرف یافته ایم جاے دیگر کمتر یافته ایم
 و با آنکه سن عمر از صد تجاوز کرده و حالت ذوق و شوق در عنصر مبارک همان تازه بود سلطان
 ابو سعید بن شاه فضل الدین میر سید احمد قدس الله سرار هم می فرمودند - وقتی
 از میر شاه لد با پرسیدم نماز تهجد خوانده می شود فرمودند سالهاست که شب مره
 بهم نمی رسد اما نماز تهجد از دیوانگی دل میسر نمی آید و صلوٰۃ فریضه بے اختیار ادا می گردد

و از عجایب مختار است والا این که اگر عارضه جسمانی رومی داد هر چند صعب بودی
از احتما بر میز می کردند و برخلاف ایام دیگر در تغذیه تکلفات به کار می بردند هر چند اطبا
در مخالفت می کوشیدند حرف اینها فایده نمی کرد - و این معنی ناشی بود از کمال توکل
بدات حکیم مطلق تعالی شأنه از انعام قدسیه است - که دید محمد شکل ترا از وید خداست
ایضا لیلی را تحمل ضرور است یعنی احسن آنست که هر حقیقت در پرده مجاز گفته شود
تا از چشم زخم ناقصان محفوظ ماند - ایضا اسلام عبارت از نفی وجود خویش و اثبات
وجود حق است ایضا محمد نام تشبیه است والله نام تمثیزیه - ایضا شریعت غیبیه
عروان است - ایضا شریعت رنگ است و حقیقت بوجون گل سرخ جامع جنتین
آمد بر سایر کلمات فوق یافت - و چون لاله یمن هر کدام منفرد افتاد آن مرتبه نیافت

کناره گرد خطر را بیکران دارد	میانه روز دو جانب نگاهبان دارد
------------------------------	--------------------------------

روز سه یکه از اعیان مشایخ بر قوی که از آنجناب منقول بود و خورده بجا گرفت
مخاطب فقیر بوم - ملتفت جواب نه شدم - همان روز قوی از تشریفات شیخ مذکور شد
و شخصی عمده آن را رو کرد - شیخ سخت متاثر گشت و آن نوشته در حضور شیخ حسب اشاره
شیخ بردست فقیر چاک گردید - فاعتبروا یا اولی الابصار رحلت آن جناب
شب یکشنبه چهارم جمادی الاولی ^{۱۳۳۳} ثلث و اربعین و مائه و الف و اربعه شد
کاتب الحروف از کلام ربانی این دو تاریخ بر آورد - فی جنات النعیم - و هم رزقهم
فیها بکرة و عشیا مرتد منوره در جوار حویلی سکونت میر نورش علی سلمه تعالی صلاه

سجاده برقرار فایض الانوار عمارتی و مسجدی بنا کرده اند را تم الحروف در بابه جمادی الاولی^{۱۱۳۷}
 سبع و ثلثین و مائه و الف در سلسله علیّه پشته با حضرت ایشان بیعت کرده و از ذات
 قدسی آیات فیضها اندوخت.

(۵۰) میر عظمت الله

ثمره شجره سید العارفین قدس السلام را بهما خاص النخاص طائفه علیّه صوفیه اند و
 از مشرب وحدت وجود چاشنی بلند داشته اند اگر چه ایام زندگانی در ملازمت امر السیر آوردند
 اما همه وقت جمال بے رنگی در آینه رنگ دیده اند و غنچه جمعیت از شاخسار تفرقه
 چیده و اصل طریقه سید العارفین همین است که ظاهر مشابیه عوام باشد و باطن مماثل
 خواص انبیا که اخلاص النخاوص اند علیهم الصلوٰۃ والسلام شبه به عوام بوده اند و به طور
 سائر الناس بسر برده و کسانی که جاده کمال تبعیت می پیمایند همین رویه مستقیمه اختیار
 می نمایند - شناخت مردان الهی کار هر کس نیست - صاحب بصیرت باید که محقق
 را در لباس مقلد و ریاء عوام از نقصان حس در غلط افتند و ایشان را از جنس خود
 شناسد لغیر مدارا اعتقاد عوام بر امتیاز وضع است شخصی را که وضع سائر الناس ممتاز
 یا بند ولی پندارند - و سر رشته اعتقاد به دست آرند طعن مالهذ الرسول یا کل
 الطعام و میثی فی الاسواق شاهد حال است و خطاب ادیکون لک بیت من
 ذخره اذ ترقی فی السماء مصداق این مقال - حضرت مجدد قدس سره در مکتوب دو صد و هفتاد

دوم از مجلد اول می نویسند که انبیا علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات در بسیارے از احکام
 و رنگ عوام زندگانی می نمایند و در معاشرت با خلق و با اهل و عیال مثل ایشان معامله
 می فرمایند اخبار حسن معاشرت خیر البشر با اهل و عیال خود علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات مشهور
 و منقول است که روزے سید البشر علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام تقبیل اما مین
 می فرمودند و به انبساط تمام با ایشان معاشرت می نمودند -

شخصی از حاضران گفت یا رسول اللہ من یا زده پسر دارم هرگز یکے را بوسه
 نه کردم حضرت فرمودند علیه وآله الصلوٰۃ والسلام که این رحمت است به بندهای
 رحیم خود عطای فرماید و چون اخص خواص در بعضی اوصاف به عوام مشارک اند اگر چه
 شرکت به اعتبار صورت باشد - ناچار عوام از نارسائی خود از کمالات ایشان قلیل انصیب
 اند و ایشان را در رنگ خود با خیال می کنند و آنکه در اوصاف و شمائل ازا ایشان جدا
 بود و او را می گردند و بزرگ می دانند از اینجا است که اوصاف و اخلاق اولیا که ازا اوصاف
 و اخلاق ایشان که مشابہ اخلاق ایشان است اگر چه آن اخلاق در انبیا موجود
 بودند علیهم الصلوٰۃ والتسلیمات -

بشنو نقل کرده اند از مخدوم شیخ فرید گنج شکر چون یکے از فرزندان ایشان
 می مرد و خبر موت به ایشان می رسید هیچ تغیرے در ایشان راه نمی یافت می گفتند سگ بچه مرده است
 بیرون پرتابید - و چون فرزند سید البشر ابراهیم نام علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام فوت کرد -
 حضرت پیغمبر علیه و علی آله الصلوٰۃ والسلام بروے گریه کردند و محزون گشتند و فرمودند

انا بقراقلک یا ابراهیم المحزون بتاکید و مبالغہ بیان حزن خود فرمودند۔

گنج شکر بہتر است یا سید البشر نزد عوام کمال انعام مسالک اولی بہتر است و آن را بے تعلقی می دانند و ثانی را عین تعلیق و گرفتاری می انگارند۔ اعاذنا اللہ سبحانہ عن معتقداتہم و چون این دارد از آزمائش و ابتلا است عوام را مشتبه ساختن و در شبہ انداختن عین حکمت و صاحت است اللهم ارنا الحق حقاً و از رقبا اتباعہ و ارتابا باطل باطلا و از رقبا اجتنبنا بہجرتہ سید البشر علی آلہ و اصحابہ من الصلوۃ افضلہا و من التسلیمات اکملہا۔ اکنون سر رشته مطلب اصلی بدست آریم۔

میر عظمت اللہ سپا خوش صحبت سنجیدہ وضع مقبول دلہا بودند و در کمال حسن خلق و تہذیب آداب می زیستند۔ در تصوف رسائل و پذیر پر داختم اند و شعر بیشتر موحدانہ ادا ساختہ تخلص ایشان بخیر است۔ فی الواقع با خبر بے خبر بودند۔ و بر قول حضرت لسان الغیب قدس سرہ عمل می کردند کہ ۵

مصاحت نیست کہ از پرده بردن افتد راز	ورنہ در مجلس ندان خبر بے نیست کہ نیت
-------------------------------------	--------------------------------------

برخی از اشعار ایشان در دفتر شعر اقلیمی می گردد۔ وفات ایشان روز دوشنبہ بیست و چہارم ذی القعدہ ۱۲۲۲ھ اثین و الربعین و ما تہ و الف در دہلی اتفاق افتاد و در وقت اختصار مردم استفسار کردند کہ اگر حکم شود بخش را بلگرام روانہ کنیم۔ و اگر درین شہر مکانی اختیار افتد اشارہ فرمایند کہ موافق آن عمل نموده شود۔ فرمودند این مشیت خاک را ہر جا خواہید بہر جا بید۔ و نیز در حین اختصار شخصہ کہ او را در مسئلہ وحدت وجود با ایشان

راه سخن بود پرسید حالا چه می فرمایند - جواب دادند - سخن مردان یکی است - قبر ایشان
 در جوار مرقد سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی است قدس سره - بر سر شاه راه
 متصل دیوار شرقی بلخ دریاخان تقاے اعظم شاه بن سلطان اورنگ زیب
 و قبر سید درویش بهمنجا برابر قبر ایشان واقع شده - قبر میر عظمت الله جانب غرب
 است و قبر سید درویش جانب شرق - و این سید درویش برادر اعیانی شاه جمعت
 الله است که ذکر شریف او می آید - و هم عمر و هم دست میر عظمت الله بنخیر اسمی باسمی
 بوده و نشاء فقر بلند داشته - و با وصف تاهل و رکمال و استگلی می گذرانید
 آخر کار از همه گذشته در شاهجهان آباد منزوی گردید - و بقیه ایام زندگانی را بے تعلقات
 بسر آورد تا آنکه به رفیق اعلی پیوست -

(۵) میر نوارش علی سلمه الله تعالی

فرزند زاده صاحب سجاده سید العارفین قدس سره ولادت ایشان نوزدهم شهر
 رمضان المبارک ۱۲۴۷ هجری و ماه و الف و ست و او از ابتدا سن تمیز تا عنفوان
 شباب در حجر عنایت جد بزرگوار تربیت یافته اند - و حظی کامل و نصیبی وافر اندوخته
 و در عمر نه سالگی به پیچیت و الاشرف اندوخته شده - سید العارفین را با ایشان و راه رفته
 فرزندی عنایتی و مجتبی خاص بود - چون والد ایشان میر عظمت الله بنخیرشش ماه پیش
 از رحلت سید العارفین قدس سره ازین عالم انتقال کردند - سید العارفین قریب به زمان

ارتحال خود میرنوازش علی را به خلافت و اجازت ممتاز ساختند و خرقة خلافت که
از مرشد برحق میرسید احمد قدس سره پوشیده بودند - بدست مبارک خود میر را
پوشانیدند الیوم میروارث کمالات جد بزرگوارند - صاحب مشرب یلند - و معارف
ارجمند - دوام اوقات به یاد آئی محمودی دارند - و طالبان را سر مہ بینائی در چشم
می کشند زاد الله عمره -

(۵۲) میرسید نورالحق سلمه الله تعالی

خلف الصدق دوم سید العارفین و داماد صاحب البرکات سید برکت الله بلگرامی
که ذکر شریفش می آید - ولادت ایشان در ۹۶۰ هجری است و تسعین و الف اتفاق افتاد
علامه مرحوم میر عبد الجلیل لفظاً "نجیب منہ" تاریخ یافته اند - از آغاز ایام شعور خود تا انجام
حیات سید العارفین در ظل رافت ابوت تربتیا یافته اند - و راه به مقصد اعلیٰ برده
از بلگرام کم برمی آیند و محل سفر در وطن صورتی معنی می آرایند - الا گاه گاه به سلسله جنبانی
قرابت جانب قصبة مارہرہ کہ اقامت گاہ حضرت صاحب البرکات است قدس
سره حرکت می کنند - سید العارفین قدس سره قبل زمان ارتحال خود ایشان را به
اجازت ارشاد طالبان مورد عنایت ساخته اند بعد از رحلت والد ماجد پائین
مزار فالپن الا نور مقیم اند - و دائم الاوقات بر جادہ خدا پرستی و رہنمونی مستقیم
مد الله حیاتہ -

(۵۳) سید نور اللہ قدس سرہ

برادر صغیر اعیانی سید العارفین شاہ لدہا بلگرامی صاحب دل بریان و دیوبند
 گریبان خدا دوست - دنیا دشمن - ابتداء و حال و در طلب علم و امن برز و بخت دست
 شیخ ابوالفتح ساکن نیوتنی من توابع او ده تلمذ نمود - و فاتحہ فراغ خواند - ملا ابوالفتح
 اند اولاد قاضی ضیاء الدین است کہ از اعیان نیوتنی بود - وہ احمد آباد رفتہ بہ خدمت
 شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہ کسب کمال نمود و فضیلت برجستہ بہم رسانید -
 شیخ اور امور و عنایت خاصہ ساخت - و حبیبہ خود در سلک تزویج کشید - تاضی
 ضیاء الدین بعد چندی با حلیلہ خود بہ وطن اصلی عود کرد - ملا ابوالفتح در ایام شباب
 بہ شوق تحصیل علم در قصبات متر و گردید - و از ملا محمد زمان ساکن کاکوری و دیگر
 فضلاء عصر تحصیل نمود - بعد از ان بہ خدمت میر سید حسین شاگرد رشید میرزا ہد رفت
 و چندی تلمذ کرد - آخر کار بہ خدمت میرزا ہد شافت و تحصیل را بہ انتہا رسانید - وہ
 وطن اصلی معاودت نمود - و دست بیعت بہ شیخ پیر محمد لکھنوی داد و مدۃ العمر بہ درس
 و افادہ مشغول گشت - و مردم بسیارے را فیض رسانید - القصدہ سید نور اللہ بعد و اع
 از تحصیل جانب دہلی رفت - و در جوار مرقد مقدس سلطان المشائخ نظام الدین
 قدس سرہ معتکف گردید - و ایام اعتکات بعضی امور اسدیومیہ و اراضی مدومعاش
 بہ خدمت آوردند - دست رز و - و سدر اپارہ کرد - آخر بہ خدمت سید العارفین قدس سرہ

مرید شد و ریاضات شاقه فوق الطاقه کشید۔ و حالت عجیبی بهم رساند شبها چشم
 کم برهم می زد۔ اکثر اوقات می گریست گاهی در رکوع و گاهی در سجود شب را صبح
 کردی۔ و مصداق حدیث شریف حتی تلو دست قدماء مشاهده شدی۔ و احیاناً حالتی
 رومی داد که تالیان زده روز بیشتر به اکل و شرب نمی پرداخت روزی ایتاده بود خواست
 تا آفتاب بر آید وضو از زمین بردارد و خم شد ناگاه حالتی طاری شد که تا سه روز
 به همان شکل رکوع خم ماند۔ اکثر به دیوانگی می زد۔ و بے طاقتی با می گرد۔ و گریبان چاک
 می گشت۔ نزد سیم به دست نمی گرفت۔ می فرمود این مردار است۔ دست آلودن
 باین جایز نیست۔ از تبس تشرع لواے احتساب بر دوش داشت روزی قلندر
 از طائفه بے قیدان نزد سید العارفین نشسته بود ناگاه آواز مزاری به گوشش رسید
 قلندر گستاخانه به خدمت سید العارفین گفت جاکے که مزا میراست روان باید شد
 سید نور اللہ از راه زجر گفت در آنجا چیست ؟ قلندر گفت اللہ است۔ سید نور اللہ
 برخاست و گفت برخیز اللہ را بنما قلندر گفت نجاست را از خود دور کن۔ گفت نجاست
 چیست۔ گفت این لباس دنیوی کہ در برتست۔ سید نور اللہ دستار بر زمین زد و جامه
 چاک کرد و گفت بیا اللہ را بنما۔ قلندر را حیرت دست داد و در مقام عجز و تضرع
 درآمد۔ سید نور اللہ تنگ گرفت آخر سید العارفین در میان آمد قلندر را از دست ایشان
 وارہا نیندند۔ شبے نماز تراویح به جماعت میخواند۔ امام بر سر این آیه رسید فلیضکوا قليلاً
 ولیبکوا کثیراً در عین نماز میپوشش افتاد۔ و تا چند روز از گریه نیا سود۔ و قتی او را

در طے این راه مشکلی پیش آمد۔ بہ خدمت سید العارفین اظہار کرد۔ حضرت شغلها فرمودند عقدہ وانہ شد۔ آخر فرمودند۔ برو قرآن مجید حفظ کن۔ چند جزو از قرآن حفظ کرده بود کہ عقدہ انحلال پذیرفت آمدہ بہ پاسے حضرت افتاد و باقی قرآن یاد کردن گرفت۔ بست و پنج جزو یاد کردہ بود کہ درین اثنا ہر دو قدم او از کثرت قیام شبہا آنا سید و بہ ہمان عارضہ قدم ازین عالم بیرون گذاشت در وقت احتضار اورا پرسیدہ اند کہ تمنا سے یہ خاطر دارید۔ فرمود ہمین تمنا با خود دارم کہ پنج جزو از قرآن باقی ماندہ فرصت حفظ نیافتم۔ و فاتش سیزدہم ماہ شعبان ۱۱۳۳ ھ ثلاثہ عشر و مائۃ و الف واقع شد۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ بشارتکم الیوم جنات تاریخ یافت بعد از فوت او مردم خانہ قرآن تلاوت اورا گم کردند و متاسف شدند شخصے اورا در واقعہ نمود کہ قرآن در خانہ فلان کس در فلان محل است۔ چون خبر گرفته اند ہانجا یافتہ اند رحمۃ اللہ علیہ

(۵۴) سید محمدی قدس سرہ

بن سید بدیع الدین عرف سیدنتہا بن سید تاج الدین حجرہ نشین مذکور قدس سرہ سابق الخلفاء سید العارفین است در صغر سن کلام اللہ را از بر کرد و بہ خدمت مولوی عبد الغفور متولی بلگرامی تلمذ نمود۔ و کتب درسی را مرتب گذراند۔ و بہ تحصیل ارادت سید العارفین ابواب سعادت بر روی خود کشود۔ و جادہ سلوک بہ قدم آگاہی در نور

۱۱۳۳ ھ
سورۃ الحديد آیہ - ۱۲ (بشارتکم الیوم جنات۔)

و مسدود را به منتی رساند - و به لیس خرقة خلافت و اجازت پیرایه کرامت در بر کرد - و مقید
 به خلوت گزینی نه گشت - و با شاه عالم بهادر شاه بسمی بود - بادشاه ادب و احترام بسیار
 می کرد - روزی در خلوت با پادشاه حرف می زد - در اثنا کلام دست برزانوی
 بادشاه می رسانید ناظر گفتم قواعد ادب نگاه باید داشت - بادشاه ناظر را منع
 کرد و فرمود اهل الله را در هیچ حال تعرض نه باید کرد - بسیار عالی مشرب بلند حوصله بود
 و قوت باطن به درجه کمال داشت - هر صاحب دلی که با او بر می خورد مطیع و متقاد می گشت
 روزی بایکے مشایخ ملاقات نمود حرف توحید در میان آمد - شیخ رارقته دست داد و
 گفت سقائی می کنی - شیخ گفت این سخن را ما هم می دانیم - سید گفت این سخن نفس است
 در توحید من و تو گنجایش نه دارد - و فاش در ۲۳ الة ثلث و عشرين و مائة و الف اتفاق
 افتاد - خوابگاهش بلخ شمالی محله میدان پوره نزدیک مزار شهدا طرقت آبادی حیدر آباد
 و در همین سال قاضی محمد حافظا که ذکرش می آید در گذشت - علامه مرحوم میر عبد الجلیل
 می فرماید ۵

چون میر محمد و قاضی حافظا	بر دند یک سال سو و حبت راه
گشتند به رضوان الهی و اصل	هاتف تارخ گفت - رضوان الله

(۵۵) سید برکت الله الملقب به صاحب البرکات

بن سید اویس بن سید عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله سرارهم -

۵ این حیدر آباد محله ایست من محلات بلگرام -

شاهبازی است آشیانش سدرۃ المنتهی ویکه تازی است میدانش سموات علی شعشعہ
 ولایت از جنبش پیدا - و جبروت فقر از ناصیه اش هویدامده العمر سر بر آستان خالق
 گذاشت و قدم بر در مخلوق نه فرسود - امیر و فقیر فرش آستانش بودند - و گوی سعاد
 عرصه علوی و سفلی می ربودند - اگر چه او ازل حال دست بیعت به جناب سید مرئی بن
 سید عبد النبی بلگرامی قدس اللہ اسرارهما داد - اما از مبادی عهد شباب تا آغاز ایام
 کسوت صحبت سید العارفین قدس سره لازم گرفت - و عقیق استعدادش به فروغ
 باطن اقدس رنگ کمال پذیرفت - و از مشرب خاص آن حضرت حظی مستوفی انداخت
 و سند خلافت و اجازت اخذ نمود - سید العارفین را نسبت به ایشان معاملات معنوی
 خاص بود و مکاتیب محتوی بر اسماء حقائق و معارف اکثر به نام مشارالیه شرف صدور
 یافت بسیار از ان مکاتیب در نسخ انیس المحققین مندرج است و طالبان را از
 مطالعہ آن حظ و حافی حاصل می شود - و نیز صاحب البرکات به دار الولاية کالپی رفته
 از خدمت مخدوم زاده قدس سره التفات و عنایت تمام بدول داشت - و به عطاے
 شال خلافت پایه اش بلند گردانید - و به اعزاز و اکرام فراوان رخصت فرمود
 صاحب البرکات همین سلسله را جاری کرد و به علاقه مرقد بزرگوار خود سید عبد الجلیل قدس
 سره به قصبه مارهره من توابع مستقر الخلافه اکبر آباد تشریف برد - و در ان مقام طرح
 توطن ریخت - و جلوه ظهورش عرصه آفاق را فرا گرفت - خلایق بے شمار از اطراف و اکناف
 از زمین تربیتش به مقصد اعلیٰ پیوستند - و اوراق تفرقه را شیرازه جمعیت بستند - همواره

دست ایشار کشاده می داشت و ذخائر مشوبات اخروی فراهم می آورد - تصانیف ایشان رساله مسمی به سوال و جواب در حل معانی حقائق و رساله مسمی به چهار انواع در آداب و رساله مسمی به عوارف هندی که امثال زبان هندی را به سمت معانی حقائق کشیده - و لطافتها به کار برده - و دیوان شعر موجزی و مثنوی موجزی مسمی به ریاض عشق و رساله مسمی به بیم پرکاس شتمل بر اشعار هندی قدری از اشعار فارسی و هندی ایشان در فصلین آخرین دفتر ثانی ایراد نموده می شود انشاء الله تعالی - تولد آن جناب در ششمه سبعین و الف دست داد - عظیم الهدی تاریخ است - و روز عاشورا ۱۲۲۰ ششمه اثنین و الربعین و ماته و الف عنان از عالم سفلی تافت - و باروح مقدس امام علیه السلام به گلگشت فرودس اعلی شافت - عمر شریف هفتاد و دو سال و قبر لطیف در مار بهر هزار ویتبرک به و چون روز عاشورا و ز شهادت امام علیه السلام است مجمع عرس ایشان پانزدهم محرم کرم قرار داده اند را قم الحروف گوید ۵

بیدار دلی رفت سوئے محفل قدس	بر بست ز صحراے جهان محل قدس
تاریخ وصال او خرد کرد رسم	صاحبہ برکات وصل منزل قدس

(۵۶) سید آل محمد رحمة الله تعالی

بن سید برکت الله مذکور قدس سره نوزدهم رمضان المبارک روز پنجشنبه ۱۱۱۰ هجری
احدی عشر ماته و الف در بلگرام متولد گردید - و در ظل رافت پدر بزرگوار خود تربیت باطنی

یافت - و خرقة خلافت پوشید - و به اجازت سلاسل خمسلسل سعادت به دست آورد
 و بعد رحلت والد بزرگوار به دارالقرار بر سجاده آباء کرام قرار گرفت و از سید العارفین قدس
 سره نیز التماس خلافت نمود - حضرت قدس سره به ارسال خلافت نامه و دستار مبارک
 سرافتمارش به آسمان رسانیدند - مشارالیه در مارهره کوس شیخت می لواخت - و حمای
 شریعت را به جد تمام نگاهبانی می کرد - و در ازاله امراض قلبی سیحانی داشت - و گشتگان
 وادی شوق را از تلویین به تمکین می آورد - و به اتباع سنت سنیّه نبوی تیر خوب می انداخت
 و دست و بازویش به صفای شست تیر و کمان را می لواخت - و بیشتر اوقات
 به کتب تصوف خصوص مولفات والد ماجد خود مشغول بود - و مردم بسیار از اطراف
 و اکناف به ارادت او کامیاب بودند - سید بتایخ پانزدهم ۱۱۶۲ اله ربیع و ستین و مائه
 و الف در نزهت کده قدس خرامید - و در مارهره مدفون گردید - مولف اوراق گوید ۵

فزود جلوه او رونق حریم بهشت
 نصیب آل محمد بود نعیم بهشت
 ۱۱۶۲ اله

چراغ آل عبا شمع و دودمان عسلا
 افاده کرد به من سال جلش با تف

(۵۵) سید نجات الله المعروف به شاه میان سلمه الله تعالی

بن سید برکت الله مسطور قدس سره مجمع فضائل و کمالات است - و مستجمع شرافت

حالات صاحب خلق عظیم - وجود کریم - ولادت او در سال ۱۱۷۰ اله سبعة عشر و مائه و الف در بلگرام
 اتفاق افتاد - و همین جانشین نمایافت - و از اول عمر تا آخر ثمرات معارف از شجره طیبه والد

بلند قدر برچسبید - و حظی وافر از لذات روحانی فرا گرفت - و پس از انتقال آن بزرگوار
 سجاده ارشاد را رونق تازه افزود - و به خدمت رسید العارفین قدس سره علیهم السلام
 استدعا و خلالت و الابه قلم آورد - جناب ایشان قدس سره به عنایت مثال خلالت
 و دستار فیض آثار نوازش فرمودند - الیوم در ماره رایت هدایت می افرازد - و ادراکات
 طرق کثرت را به دائره وحدت می کشد - و در احیای قلوب فیض میجائی دارد
 و بادل شکستگان لطفش کار مومیائی می کند طبعش و قادداشت - و ذهنش نقاد
 به قماش شعر نیک می رسد - و اوقات را به تلاوت قرآن و مطالعه کتب حدیث
 و تصوف و حق پرستی معمور می دارد - و عالمی از ان دیار به شرف ارادت استغیض
 است صاحب البرکات قدس سره در بعض رسائل خود موعظتی به هر دو فرزند ارجمند
 خود قلمی فرموده هر دو برادر به مفهوم آیه کریمه و تعییمها اذن و اعیسه بر آن کار بستند
 و به توفیقات ربانی و تائیدات یزدانی فائز گشتند - عبارت موعظت در این
 جا بعینها نقل کرده می شود :-

« آل محمد و نجات الله سلامت باشند - این چند نصیحت نوشته شده بر آن عمل نمایند و این رساله
 را همواره با خود دارند باید که مشغول به یاد آئسی باشند - و به کتب فقه و سلوک الفت نمایند
 و از مقام خود ها جنبش نه نمایند - و به خانه مخلوق و مردم رنیا نه روند - و به زیارت قبور و به
 دیدن عالمی که دلی داشته باشد یا آنکه ظاهرا و به دین و دیانت آراسته باشد البته
 روند - و دیدن او را سعادت گویند دانند - و به هیچ کاره و مطلبی به حاکم و به کسی رجوع

دو نه کنند که سازنده کارها کار ساز است - و حسبته لیدر اے کار خلق با هر کس تعلق و بجا جیت
 دو نمایند که باعث ثواب است - روزی حاکمی با این عاجز بر اے کارے مخالفت کرد
 دو در گذر کرده شد - اکثر عزیزان به او ملتی شدند قبول نه کرد گفت اگر فلانی مرا رقعہ نو بسد
 دو ازین کار دانکار بگذرم - عزیزان به این محتاج الی الله تقاضاے رقعہ نوشتن به کد و جبه
 دو پیش کردند ناچار این بیت نوشته شد ۵

دو	آنکه خسار ترا نگ گل و نسیرین داد	صبر و آرام تواند به من سکین داد
----	----------------------------------	---------------------------------

دو خواند و باز آمد - و موافقت نمود - بهر حال در یاد او باشند و بهر آن فقر و الی الله ولا تقنطرو
 دو من رحمة الله و توکلوا علی الله بر دل و جان و زبان جاری دارند - و طریقہ ظاہر را
 دو به اسلوب لار و دلا که پیش سازند - و شعار دین را هر چه تقید و تکلف کرده آید دریغ نه کنند -
 دو جاهدانی سبیل الله آری حیا و اکبر سمن است که خود را آرام نه دهند تا که آرام نیابند محارب
 دو بالنفس کنند - و به محکم رجوع نشوند - و بر خلق هرگز هرگز اعتماد نه کنند - و به اینها محتاج نه شوند ۵

دو	بانغ مرا چه حاجت سر و صنوبر است	شمشاد خانه پرور ما از که کمتر است
----	---------------------------------	-----------------------------------

۵

دو	نصیحتی گنمت یاد گیر و در عمل آ	که این حدیث ز پیر طریقتم یاد است
دو	مجدورستی عهد از حبان سست نهاد	که این عجز عروس هزار داماد است

دو المقصود علم و عمل پیش گیرند و بران مغرور نه شوند - و آرزوے آن کنند که چشم گریان و دل
 دو بر بیان و عمل خالص و اجابت دعا و رفاقت درویشان و مسکن سجد و آه در و ناک و اخفای حال

” از مدد آگهی و از فیض عالم پناهی میسر شود - آیین شمع آیین - هم درین بودم که دل با من عتاب کرد
 ” و جانم بیج و تاب نمود - مطابق قول مشهور که خود نصیحت و دیگر آن را نصیحت -

” اے ناہموار مویت سفید شد و دولت همچنان سیاه است - ظاہرت آراستہ و باطنت تباہ
 ” پس کار خود بنشین و بر حال خود غم و الم نما - کد ام حسنہ از تو سرزدہ کہ دیگرے را بہ نصیحت
 ” پیش می آئی - و کد ام حمیدہ را سرانجام دادہ کہ ارشاد می فرمائی - پس کن و وقت از دست
 ” مدہ ۵

”	بنشین پس کار و دیدہ بر دوز	از نا فرساق خود ہمین سوز
---	----------------------------	--------------------------

” این گندم نمائی و جو فروشی تا چند آنچنان باش کہ می نمائی - و آن چنان نما کہ می باشی -
 ” چون نیک نگریتم از ان ہم بترم کہ دل گفت آہ صد آہ ۵

”	وقت عزیز رفت بیا تا قصا کنیم	عمرے کہ بے حضور صراحی و جام رفت
---	------------------------------	---------------------------------

” بس کردم توبہ نمودم - خموش گشتم بہ جوش و خروش آمدہ بودم باز بہ ہوش رسیدم بخیرہ الحی
 ” من المیت بمنہ و کر مہ ۵

(۵۸) سید عین الدین

بن سید حسین بن سید ابوالفتح بن میر عبد الجلیل بن میر عبد الواحد اکبر بلگرامی
 قدس اللہ اسرارہم در مبادی شعور کلام اللہ را یاد گرفت - و در عنفوان شباب میل حق
 جوئی بہم رساند و عقبہ علیہ سید العارفین را ملتزم گردید - و بعد کشف برہان شرف
 بیعت دریافت - و در بوٹہ ریاضت کد اختہ طلاے خالص برآمد - و مشق ذکر قلبی

بجائے رساند کہ شہا چون می غنود از دل او اسم جلالہ با و از بلند مردم می شنیدند
از ابتدا و عمر تا انتها در گوشہ قناعت قدم افشرد۔ و بہ مزرع زمین قلیلے کہ بہ طریق
دراشت رسیدہ بود اکتفا کردہ بہر می برد و بہ اختلاط مردم کم می پرداخت۔ و در
احضار جن و احرار شیاطین نصرتی عالی داشت و فائش در عشرہ ثانی بعد ماۃ و الف
آرام گاہش بلگرام رحمۃ اللہ علیہ۔

(۵۹) سید محب اللہ بلگرامی قدس سرہ

از احفاد سید محمود اکبر مذکور است۔ بدین ترتیب۔ سید محب اللہ بن سید محمود

بن سید محمد فاضل بن سید عبد الحکیم بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر
قدس سرہ در عنقوان جوانی ذوق حفظ کلام ربانی بہم رسانید۔ و بہ بالا خانہ جوئی خود نشسته
در عرصہ شش ماہ قرآن را یاد کرد۔ و تا این مدت گاہے از آنجا فرو دنیا مد۔ و در داء و رع
و تقوی بردوش گرفت۔ و خود را بہ فتر اک ارادت سید العارفین بست۔ و کتان ہتی
بہ متاب فنا دادہ در انوار سرمدی مستلک گردید۔ و ستر حال شعار خود ساخت۔ بہ شاہ
کہ ہچکس اور ازین طائفہ نمی دانست۔ صورتہ در زمی سپاہی و معنی در یاد آہی۔ و در
شجاعت و مردانگی تمام عیار بود و بارہا کارہا از وہ ظہور رسید۔ و اولو کر شاہنژادہ محمد اعظم
بن سلطان عالمگیر بود۔ چون صوبہ دار الفتح اچین از پیشگاہ خلافت بہ شاہنژادہ محمد اعظم
تفویض یافت۔ و نیابت بہ میرزین العابدین پسر فضائل خان مقرر گشت سید محب اللہ

در زمره منصبداران متحین میرزین العابدین به آجین رسید - و در آن سمر زمین بسرمی برد
 اتفاقاً در بعضی اسفار روزی از فوج جدا شده متصل سراسی سیکی رسید - و پیش درواز
 زیر درختان سایه دار از اسپ فرود آمد و زمین پوشش فرش کرده نشست - و با آنکه محل نزول
 لشکر پیشتر بود خدمتگاران را فرمود تا احوال و اثقال فرود آوردند - و لباس سفید برآورده
 تجدید لباس کرد و شربتجی ساخته نوش فرمود - و به تلاوت قرآن مشغول گشت - بعد فراغ
 تلاوت بالائے کست آمد و چادر بر سر خود کشیده به خواب رفت - مقارن این حال
 میرزا سلطان نظر که از اقربای میرزین العابدین و بخشی فوج بود - و با سید محب الله
 ربط داشت از آنجا گذر کرد و اسپ سید محب الله را شناخت - نزدیک رسیده
 خدمتگاران را فرمود منزل پیشتر است بیدار باید ساخت - و خود از بالائے اسپ
 دوسه بار آواز کرد و جوابی بر نیامد - آخر خدمتگاران را فرمود چادر بکشید چون چادر کشیدند - دیدند که
 جان بحق سپرده است - میرزا سلطان نظر تجمیز و تکفین کرده با خنجا به خاک سپرد -

میر سید احمد بلگرامی که در آن وقت به حکومت شاهجهان پور و سجاد پور و اندور
 محالات صوبه مالوای پروخت - و میر لطف الله برادر اعیانی سید محب الله که همراه
 میر سید احمد بود اینها شخصه را باز رفته فرستادند که قبر آن مرحوم را بخت ساز و چون فرستاده
 آنجا رسید دید که حاکم سراسی مذکور قبر ابا جبهوتره از خشت و گچ پیشتر تعمیر کرده است
 و اسپ ایشان دانه و کاه را ترک داده شب در روز اشک از چشم می ریخت اندک
 بعد سه روز اسپ را دفن کرده پائین مرقد دفن نمود - و قبر اسپ مریع ساخت و چاه کنده

آن را نیز به خشت تعمیر نمود - مردم آنجا به زیارت سید می آیند - و تقاره می نوازند - و نیازها
 می گذارند و قاتش چهار و نیم ماه شعبان ساله هزار و صد و سی و اتفاق افتاد - سرای سیدی
 حصار سنگین دارد - قریب متصل دروازه جانب اکبر آباد است و این سیدی از توابع
 سیدی است مابین نزور و کالاباغ - نسخه کلام الله جمله سی جز در پانزده مجلد به دستخط
 سید محب الله که صحت تمام دارد و از موجوده است مردم تلاوت می کنند - و نسخه
 های دیگر از روی آن تصحیح می نمایند - سید العارفین قدس سره می فرمودند
 سید محب الله می گفت در وقت ذکر کلمه طیب هرگاه لا اله الا الله می گویم هیچ چیز در نظر نمی آید
 و هرگاه الا الله می گویم همه موجود می گردد - و نیز سید العارفین قدس سره می فرمودند که وقتی
 خطی به سید محب الله نوشتم این بیت مندرج ساختم ۵

غیرت روانه داشت که برق بر افگم	تا جمله بنگرند که حبانان خودم
--------------------------------	-------------------------------

سید محب الله در مقابل بیت مذکور این بیت نوشت ۵

جز تو کس نیست تا ترا بیند	ز چه برق غمی کشا فی تو
---------------------------	------------------------

سید العارفین فرمودند کلام سید محب الله از کلام من سبقت برد -

(۶۰) میر سید لطف الله المعروف به خور و میر قدس سره

برادر حقیقی و طریق سید محب الله مستور است - اگر چه ظاهر حال به ملازمت

امرامی پرداخت اما فی الحقیقه شمع خلعت در انجمن می فروخت و خطی و افزای ثروت صورتی

داشت - و دوام بهمت برانجام مطالب مستمندان صفت می کرد - بے تصنع تشریف
 مروت و احسان بر قامت او دوخته بودند - و با وصف ملازمت امر او کوشش بلیغ در صلاح
 و تقوی داشت و دقیقه از دقائق فرد نمی گذاشت - گاهی نماز تهجد فوت نه کرد - و جمعیت
 ظاهر و باطن روزگار بسر آورد - و در سالهای شصت و نهمین و مائت و الف از دار الخلافه شاهین
 آباد به بلگرام می آمد - قضا را مابین سکندره و قنوج قطع الطریق رنجته زخم با - کاری
 رسانیدند - به همان حال در وطن رسیده بعد یک هفته از زخمی شدن - ساغر موت
 احمر چشید - و در قبرستانی که متصل دیوار قلعه سید احمد بن سید بده جانب شمال است
 آسایش گزید - آیه "رضوا عنه" تاریخ یافته ام استاد المحققین میر سید طفیل محمد متجدد تجمیر
 و تکفین او شدند رحمة الله علیه -

(۶۱) شیخ محمد سلیم قدس سره

از قبیله قضاة بلگرام است و از احفاد قاضی یوسف عثمانی ممتاز اقران خود بود
 و کمال تمکین و وقار و اخلاق سنیه داشت - در بدو حال چندی به منصب قضاة بلگرام
 پرداخت و به کمال دیانت و امانت سرانجام داد - آخر به اقتضای علم و بهمت خود را کنار کشید
 و منصب قضاة برادرزاده خود قاضی محمد حافظ تفویض نمود - و به اعتضام جبل المتین یعنی
 ارادت سید العارفین سعادت اندوخت و سالها که به خدمتگزاری بست و هلال استعداد
 خود را به اقتباس اشعه قدس بدر کمال ساخت و بست و هشتم محرم ۱۱۱۴ هجری قمری و مائت و الف

در سلک منهم من قضی سجنه منتظم گردید - مرقدش در باغچه ایست که قریب قلعه میر سید احمد واقع شده بر چوبوتره کلانی مربع را قلم الحروف تاریخش از آیه کریمه و بحری الذین احسنوا بحسنی استخراج نمود - چون میر نو ازش علی سلمه الله تعالی صاحب سجاده سید العارفین قدس سره متولد شدند - شیخ محمد سلیم اهل خانه خود را در عالم رویا بشارت داد که امشب حضرت شاه لهار انبیره کرامت شد پاره شعیری که در خانه حاضر است به طریق نیاز ارسال باید داشت چون اهل خانه بیدار شد - موافق اشاره به عمل آورد در حمت الله علیه -

(۶۲) شیخ محمد حافظ

برادر زاده شیخ محمد سلیم مذکور است قدس الله امرار بهادر عصر خود به غایت مکرم و مجل می زیست - و اکابر و اصاغ شهر ادب و احترام به تقدیم می رسانیدند - در آدان خور و سالی قرآن مجید را حفظ کرد - و در ربیعان شباب به کسب علم پرداخت - و در حلقه درس قاضی علیم الله کچندوی تلمذ نمود - و در زمره مستعدان به امتیاز برآمد - و خط نسخ و نستعلیق در جودت می نوشت - چون شیخ محمد سلیم منصب قضا به او تسلیم کرد - چندی این امر بنا به ضرورت وقت تمشیت نمود - دل به یار و دست به کار داشت - و متاع دنیا را در میزان اعتبار می بنجید و سیم وزر در دست نمی گرفت - آخر الامر عهده قضا را به دستور عم بزرگوار به یکے از اقربا سپرد و سر بر خط ارادت سید العارفین گذاشت در ریاضت لایهای کشید و سبیل حال به مهر داغ عشق مزین ساخت بسیار خوش صحبت بود و سر پایا ذوق و شوق

مجموع اشعار را مستانه می خواند و بهتر از می کرد و می گریست - میر سید محمد سلمه الله تعالی
 خلف الصدوق حضرت علامی میر عبد الجلیل بلگرامی فرمود که روزی از سر راه حسانه
 قاضی محمد عافقامی گذشتم قاضی بر بلندی ایستاده بود سلام کردم و خواستم بگذرم که آواز
 داد ایستاده باشید و منی از میرزا صاحب گوشش کنید

ساعید سمن اورا تا کلیم الله دید	نسخه افسوس شد دستی که در اعجاز داشت
---------------------------------	-------------------------------------

و حالتی در ایشان مشاهده افتاد که دامن تاثیر تمام کرد و نیز فرمود که روزی بخانه
 قاضی رفتم بشارت بسیار نمود و گفت ایات امانت پدر خود به گیرید و این غزال میر خسرو
 علیه الرحمة را که از علامه مرحوم میر عبد الجلیل شنیده بود خواندن گرفت به ذوقی و کیفیتی
 که به زمان قال تعبیر نتوان کرد

یار قبا جست کرد رخس به میدان برید غمزه زن مار سید ساخته دارد جان مست خراب مرا حاجت نقل است اگر نیست دل چون منی در خورشاهین شاه بر دو رخ از خون توشت خسرو دل خسته حال	این سرود هر مهر که هست در خم چوگان برید یوسف مایا ز گشت فرو به کنعان برید این جگر خام سوز را به نمکدان برید پاره مرور را بر سگ در بان برید ده ز دل مانده ام قصه به سلطان برید
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وفات ادبست و چهارم ماه محرم ۱۲۳۳ هجری و مائت و الف در مقام
 موهان من توابع لکنو واقع شد - نعش را به بلگرام آورده بست و هفتم ماه مذکور به خاک
 سپردند قبرش پائین مرقد قاضی محمد سلیم بر چوبه علییه قطعه تاریخش در ترجمه سید محمدی گذشت

(۶۳) شاه رحمت اللطیف اللہ سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرامی قبیلہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدانی پورہ است۔ وی
 سلطان العاشقین و برہان العارفین است حضور بود۔ از عتقوان شعور اورا در طلب
 نعل در آتش کرد۔ خانمان را ترک دادہ۔ دست توسل۔ و ارادت بہ دامان سید القادر
 زد۔ و ساغر عرفان نوش کرد۔ و مستانہ در نہایت الوصال خرامید۔ و طریق آزادگی
 و گذشتگی پیش گرفت سال دو از دہ ماہ بہ یک چادر و کلاہ و زیر جامہ اکتفا کرد۔ و در کینج
 مسجد جامع محلہ میدانی پورہ مسکن گرفت۔ از حطام دنیا ذرہ بر نہ داشت۔ و مدۃ العمر
 سیم و زہر را دست نہ کرد۔ و گاہے لب بہ سوال ہیج چیز باہیچکس نہ کشود از حنا نہ
 مرشد خود قوت سہلی کہ سدر مق می تواند شد قبول کرد۔ ابتداء حال مشرب سکرو
 مستی بر مزاجش غالب بود آخر حالت اطمینان بہم رسانید۔ مریدی نمی گرفت۔ می گفت
 پیش باپیری و مریدی محبت است عزیزے با فقیر نقل کرد کہ من بادشاہ اعتقاد خالص
 داشتم و ہمیشہ عرض می کردم کہ می خواہم شرف بیعت حاصل کنم۔ و انکار می کرد۔ روزے
 بجد شدم فرمود از ارادت مقصد چیست اگر این است کہ روزاے قیامت بہ کار
 شما بیایم از دو حال خالی نیست در ان روز کلمہ من نافذست بیعت در صورت ثانی
 مرید شدن بے فائدہ و در صورت اول ما و شما آشنایم حیث آشنا کہ با وصف قدرت
 از خدمت آشنا خود را مقصود از ان روز کہ ارشاد فرمود دست از داعیہ بیعت برداشتم

رغبت به نظام هر صورتی بیشتر داشت تحضض حسن انسان نبود بلکه هر شے که در نظرش خوش
 می نمود فریفته آدمی گشت و می گفت سرشوق من سلامت هر جا نظرمی افکنم تمام حسن
 به نظرمی آید و بر دست خان ناظم صوبه اوده از راه بلگرام عبور کرد و فیضان آدمی گذشتند
 فیله را خوشش کرد و او را دیده و دیده قریب هفت هشت کرده راه طے کرد - فیل بانان نگا
 کردند که فقیر بے برهنه پا بے زولیده مو بے همراه می آید پرسیدند که اے فقیر چه می
 خواهی فرمود نزدیک بودن به این فیل و خوب ملاحظه کردن حال آنکه آن فیل مست
 بود و در زنجیرها مقید و زنگا هیا نان نیز با در دست گرد فیل می رفتند فیل بانان عرض
 کردند که فیل مست است مبادا آسیبی رساند فرمود شمارا چه کار فیل بانان فیل را
 ایستاده کردند - شاه نزدیک رفت و خوب ملاحظه کرد - حضار نقل می کنند که فیل در آن
 وقت گویا تن بے جانی بود چون فیل بانان این معامله مشاهده کردند به تراض پیش
 آمدند و بجد شدند که امروز منزل ما را شرف اندوز باید ساخت - فرمود ذوق مآتا همین
 جا بود و برگشت - و هرگز نظر او انتخاب می زد با آنکه سابق منظور مردم نه بود بے از پر تو
 التفات او قبول خاص و عام بهم رساند - و قتی بایک از نظامی تعلق خاطر پیدا کرد
 بسیار سیاه نام بود - عزیز بے در محلی که اقامت الحروف در آنجا حاضر بود زبان اعتراض نشود
 که عجب از شاه است که برین سیاه التفات کرده اند حرف تمام نه شده بود که حضرت شاه
 از غیب پیدا شد و با متمرض خطاب کرد که لیلی را چه چشم مجنون باید دید و با منظور تنها
 نمی نشست و تا که ثالثی حاضر نمی بود اختلاط نمی کرد اکابر و اساعز فریفته آزاد منشی او بودند و به

ادب و به اعتقاد تمام سلوک می کردند و او آئینه دار همه کس را به یک نگاه می دید هر کس می نشست
بر من مهربان تر است از غلبات سکر مقبیده نماز نه بود مردم زبان طعن در از ساختند و به خدمت
سید العارفین عرض کردند حضرت فرمودند باشه من بیک پانزشته اورا هیچ نه باید گفت -
تمنا سرگ بسیار داشت و با ذم لذات را اکثر یاد می کرد و وقتی بار بار به گرفت خضر دست
راست او را گزید زهر سرایت نه کرد و کرتی هر دو دست خود را نشتر زد و خون سرداد
تا وقتی که خون در عروق نه ماند - و بدن سفید گشت و بارها سم قاتل فرود برد - چون اجل موعود
نه رسیده بود هیچ کدام کار گر نیفتاد -

فرمود و وقتی از شاه جهان پور به بلگرام می آمد چون به سرحد آٹھ کنوه که دهی ست عمره
رسیدم شخصی از ساکنان دیه زیر درختی نشسته بود از دور به من گفت چادر خود را بپنداز
منو ز سخن تمام نه شده بود که چادر را از خود کشیده جانب او بر تافتم و سر راه گرفتم - بعد دوسه روز
روح الامین خان بلگرامی که در آن ایام به حکومت بعضی محالات صوبه اوده می پرداخت
بر سر آٹھ کنوه رفته تاراج نمود و هزار دصد کس را از مردم آنجا به قتل رسانید - خلایق حمل بر کرامت
شاه کردند و افسوس و سرش این است که چادر من مملو از پشها بود و من آنها را از چادر
جدا نمی کردم که رزاق حقیقی قوت آنها را از جسم من میرسانید - قاطع الطریق جمعی را به زرق
ساخته در معرض هلاک انداخت - و به شامت یک کس جم غفیر را غیرت الهی در زیر تیغ
کشید - چه اصناف آفرینش همه هم رنگ اند - و در میزان عدل خداوندی هم سنگ و
ماسن و ابته فی الارض و لا طائر یطیر یجتاحیه الا هم امثالکم ازینجا است - که طائفه ابدال قدس ^{لله}

اسراہم مووی راہم نہ رنجائند۔ وہریشے کہ پیش آید بجاے نوش درکشند۔ وازالم کشیدن شاہ
توان دریافت کہ گویا در مقام ایوبی بود۔ عزیزے نقل کرد کہ من و شاہ از قصبہ ساندی بہ بلگرام
می آمدم در باغستان ساندی وزدی را کشتہ از درختے آویختہ بودند شاہ مرا گفت باش و
خود پیش رفتہ پاسے دزد را بوسید۔ سوال کردم کہ این چہ بود۔ فرمود این دزد شیوہ خود را
بہ کمال رسانید۔ حق تعالی ہر کس را در ہر راہی کہ اختیار کند مثل این دزد ثابت قدم دارو۔
وقتے جمعی از مردم بلگرام بہ تقریبی طرف جاجو گزشتند وہ دریاے گنگ کہ از
زیر جاجو می گذرد۔ شاہ ہم در ان کشتی نشست۔ آشناے بر کنار دریا کہ در آنجا ساحل بسیار
بلند واقع شدہ شاہ را در کشتی دید و بغل اشتیاق واکرودہ خود را در دریا افکند۔ شاہ
نیز بغل واکرودہ در دریا افتاد و ہر دو ہم آغوش شدہ در آب فرو رفتند۔ غوغا از اہل کشتی
برخواست۔ ملاحان بہ سرعت رسیدند و آن ہر دو آشناے دریاے محبت را بر آودہ در
کشتی گرفتند۔

شبے از بلگرام قصد ملاوہ کرد و آخر شب در آنجا رسید۔ طائفہ عس در وقتے
اورا گرفتند۔ و در زندان نگاہ داشتند۔ و صبح عس را خبر کردند عس اورا طلبید
چون جال مبارک مشاہدہ کرد و در قدم افتاد و معذرتھا نمود۔

روزے سید محمد باقر فاضل بلگرامی طفلی را نزد شاہ آورد و التماس کرد کہ این طفل
یتیم است۔ در حق این دعاے کنند فرمود این طفل یتیمیت چرا کہ فراست و عقل صحیح
دار و یتیم کہے است کہ فراست و عقل صحیح نہ داشتہ باشد۔

قصه وفاتش چنین است که شبی در شهر تقریب اجتماعی در میان بود. اتفاقاً
 مردم هر محله در یک مکان جمع شدند. و محفل عظیمی به جلوه افروزی حسن و دل فریبی لغمه
 اتفاقاً یافت شاه در آن هنگامه طرقة ذوقی و حالتی داشت ناگاه برخاست. و از فرد
 حضار مجلس رخصت گرفت. به عنوانی که گویا به سفر دور و راه می رود. مردم استفسار کردند
 به جواب مبهم گذرانید شب به قصد ملاوه که از بلگرام به مسافت شش کرده است.
 شافت و با قاضی آنجا بنا بر سبق ارتباطی که داشت ملاقات کرد. و علی الصبح به اتفاق
 قاضی به موضع فرحت نگر به مسافت یک کرده از ملاوه متوجه گردیده و به گلگشت چمنستانی
 که در آن موضع قاضی ترتیب داده بود خرامش نمود. و درخت گلے را خوش کرده با قاضی
 تبسم کنان فرمود اگر اجل من در رسد نزد این درخت دفن باید کرد. قاضی عرض
 کرد که بر مرقد ایشان گنبد عالی شانی تعمیر می کنم به این مصراع جواب داد

بر سر گور غریبان گنبد گردون بس است

تمام روز اثری از کس نه داشت. چون شب شد با قاضی فرمود امشب وعده
 من در رسیده پاره از شب گذشته پیشی در شکم عارض شد و در عرصه دوسه ساعت
 جان بحق تسلیم نمود در نفس و پسین دوسه مرتبه فقط حق بر زبان آورد. در وقت اختصار
 سید عبدالوهاب بلگرامی پرسید چه حال دارید این بیت برخواند

مست ذوق عرفیم که لغمه توحید تو	لذت آوازه در کام جهان انداخته
--------------------------------	-------------------------------

و این واقعه شب چهاردهم شهر ربیع الآخر ساله ثلاثین و مائه و الهی اتفاق افتاد

قبرش در همان موضع است راقم الحروف گوید سه

یافت در عالم تقدس راه
گفت مشمول رحمت الله

رحمت الله شاه کشور دین
سال تلخیص حالتش آزاد

(۶۴) سید محمد بلگرامی قدس سره

از قبیل سادات پنج بهیج سیدان پوره است مرید سید العارفین و از دیدار مشایخ
مرزوق بود پیش از بیعت مرشد سیاحت بسیار کرد - و به صحبت خیل از صاحب دلان
رسید و فیضها گرد آورد - و سالها ریاضت جسم شکن روح پرورشید - در علم دعوت و تکیه و
جفر و طولی داشت -

روز نقل کرد که وقتی غم به گل پور از توابع بهار کردم - روز داخل شدن شهر
باران به شدت گرفت و آفتاب قریب به غروب رسید - و رسوا در شهر تکیه هندوی جوگی
به نظر درآمد در آنجا پناه بردم - چون صبح دیدم که از کلفت سفر و آبله پا آن روز در تکیه توقف
کردم هندوان بسیار در حال و نسا از معتقدان جوگی هجوم آوردند - و در حضور نماز من خلل کردند
مزاج من بر آشفت - با جوگی گفتم این چه دام مکر و فریب چیده - جوگی جواب تلخ داد - حرف
طول کشید جوگی گفت باش و الا ترا هلاک می کنم - گفتم آنچه توانی دریغ نکن - جوگی قدری
شکر آورد و افسونی خوانده بر شکر دمید - و گفت اگر مرد باشی این را بخور - فی الفور از دست
او گرفته فردی بر دم اصلا تاثیر نکرده - پس با جوگی گفتم اکنون خبردار باش و سنگریزه

از زمین برداشته و اسمی از اسماء جلالی دمیده بر جوگی زدم فی الحال بر زمین افتاد -
 روزی به دعوت اسماعیل بود - ناگاه دیوے به شکل مہیب بہ نظر درآمد - دیو اور
 از جہا برداشته بر زمین زد و پیوش گشت - و بعد افاقہ سوزشی قوی و دردی سخت در سینہ
 یافت بہ اضطراب تمام پیش سید العارفین قدس سرہ شتافت - و خواست کہ ماجراے
 خود بہ عرض رساند حضرت قلیان می کشیدند پیش از تکلم او فرمودند بر خیز آب قلیان
 را تازہ کن - سید محمدی برخاست - و بر اے آب کشیدن دلور چہاہ انداخت - بہ مجرد
 استماع صداے کہ از پر شدن دلور بہ گوش رسید سوزش و درد و بہ کمی آورد چون آب
 قلیان تازہ کرد - و قلیان را آوردہ پیش حضرت گذاشت بہ مجرد استماع صداے قلیان
 سوزش و درد باقی زائل گشت - و بعد ازان کہ بہ شرف بیعت حضرت فائز شد
 طرفہ حالت و کیفیت ہی ہم رساند برق و سوختگی در خرمن افتاد دنیا و مافیہا را پشت پا زد
 وزن و نہ زند و یار و آشنا از ہمہ بیگانہ گشت - و دوام بہ اداے صلوٰۃ و نوافل و اورا
 اشتغال گرفت - و خود را در انوار سرمدی محو ساخت و غلبہ جذبات بجاے رسید
 کہ بہ اندک آہنگ نغمہ از خود می رفت - و قلق و اضطراب می کرد - از صدا ہاے موزون
 بے خودی دست می داد - و مضمون این شعر معائنہ می شد ۵

کسانیکہ یزدان پرستی کنند	بہ آواز دولابستی کنند
--------------------------	-----------------------

و صبح تا شام نالہ ہاے دل سوز و صیحہ ہاے جان کہ از می کشید و ساعتی نمی آسود
 مردم می گفتند عجب است کہ با این ہمہ فریاد و گلوشتن نمی شود با این حالت عزیزے اورا

نظر به سبق الفتی که داشت به اله آباد برد - و در آن جا نیز همان شورش درس داشت
 از آنجا به طور خود به کاپی شتافت - و در حجره پائین مرقد قطبین فلک ولایت میر سید محمد
 و میر سید احمد قدس الله اسرارهما ننزوی گشت - و در زادیه خمول و گم نامی پافشرد
 و در اختلاط خلق بر بست و شورش که داشت روز به روز دراز دیا بود - تا آنکه سر
 به سمتی کشید - و را او از داعیه حج مصمم داشت ظن غالب آنکه میر خود را در راه حسین
 شریفین باخت و سانحه مقصود شدن او در سال ۱۲۴۱ هجری در بعین و مائه و الف
 واقع شد رحمه الله علیه -

(۶۵) سید غلام مصطفی قدس سره

بن سید عبداللہ برادرزاده حقیقی سید العارفین از خواص مریدان آن جناب
 است قدس سره - صاحب مشرب عالی بود - و نشاء فقر و درویشی دو بالاداشت و در کمال
 حسن خلق و تواضع می زیست - ابتدا در حال چندان سواد نه داشت در ربیعان شباب
 قس آمد توفیق دلالت کرد و کمال تهذیب ظاهر و باطن بهم رساند و دست انابت به سید العارفین
 قدس سره داد و طریق ریاضت و مجاهده پیش گرفت - و قدم بر سلم کمال گذاشته به ذروه تکمیل
 برآمد و همواره به شیوه سپاهگیری کسب معاش ضروری می کرد و نعل و اثر و ن زده شبدریز
 سیر فی اللہ جولان می داد - اما چون آثار ولایت از بعین او هویدا بود در آن لباس بهم مردم
 به او گردیدگی داشتند - و معتقدانه سلوک می کردند - بحال را قم الحروف شفقت و مهربانی

خاص داشت و تاج طبع خود اکثر در مراسلات می فرستاد. در ۳۶ سالگی است و تلمیذین و
 مائتة و الف مولف اوراق در دار الخلافه شاه جهان آباد زیر سایه عنایت حضرت علامی میر عبد الحلیل
 بلگرامی جاداشت مشارالیه نیز بران مقام و ایامه علاقه نوکری نواب مبارز الملک سر بلند خان
 تونی وارد شد و مشنوی ترجمان اسرار قیومی مولانا فی رومی قدس سره از خدمت حضرت
 علامی سند کرد در آن نزدیکی نواب مسطور را ایالت صوبه گجرات احمد آباد از پیشگاه خلافت
 مفوض گردید مشارالیه در رکاب نواب بآن دیار شافت و چون حکومت گجرات از غل
 نواب به راجه ابے سنگ ولد راجه اجیت سنگ مرزبان خطه ماروار مقرر شد. و بانواب
 و راجه صورت مخالفت رو نمود. و در رسوای احمد آباد جنگی صعب واقع شد مشارالیه در آن
 معرکه جرعه شهادت چشید. و در سلک احیاء عند ربهم یدنقون غنظم گردید. و این
 واقعه هشتم شهر ربیع الآخر ۱۲۳۳ هـ ثلث و اربعین و مائتة و الف رو داد. بعد انفصال
 محاربه اجساد جمیع شهدا در میدان یافتند. الاسید غلام مصطفی که هر چند تفحص کردند اثری
 گل نه کرد و او به چند روز پیش از شهادت رباعی گفته بود و از حال آئنده اخبار نموده رباعی
 این است ۵

در خلوت ماورای مایاری نیست	یعنی که به عرش و فرش غیاری نیست
ماروے مجہدیم ز آرایش مرگ	مارا بہ جہت ازہ و کفن کاری نیست

دورین حرب سید نجابت نیز به مرتبه علیاے شهادت فایز گردید. سید نجابت برادر
 اکبر اعیانی سید غلام مصطفی است. و مرید سید العارفین قدس سره به حلیه صلاح و

تقوے آراسته بود - و سرآمد شجاعان عصر می زیست - و در محارک با و پا کلاه دست بسته
کرد محرر سطور گوید

چو میرنجابت به شهادت رسید	وین با دۀ غلام مصطفی نیز چشید
از با لطف غیب خواستم تار یخی	فرمود شدند هر دو همراه شهید

(۶۶) سید فریدالدین

المعروف به سید بدلی بن سید خواجہ معین الدین بن سید عبد الوہاب بن سید علی
بلگرامی قدس سرہ کہ ترجمہ اش تقدیم یافت - بزرگ عہد - متقی - متورع فاضل جید بود
و خصائل رضیہ و شمائل مرضیہ داشت - در بدو حال مشارالیه و میر سید قادری خلفا حضرت
سید ضیاء اللہ بلگرامی ہر دو بہ خدمت - شیخ احمد المعروف بہ ملا جیون ایتوی طلبہ شراہ
تحصیل علوم نمودند - بعد ازان در حوزہ درس شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سرہ رسیدند
و تتمہ کتب گذرانیدند - سید فرید الدین بہ خدمت شیخ فاتحہ فراغ خواند - و سید قادری
جزو انداخت - سید فرید الدین بعد از فراغ تحصیل علوم بہ خدمت شیخ جنید معروف
بہ شیخی میان بن شیخ عبد الواحد بن شیخ شبلی بن شیخ سری سقطی بن شیخ محمد بن شیخ نظام
الدین ایتوی قدس اللہ سرار ہم مرید گردید - و بہ اتفاق سید قادری ارادہ حرمین شریفین
زاد ہما اللہ شرفا ذکر امتہ کرد - و بعد از نیل این سعادت عطف عنان نمود - و در بند مبارک
سورت لشکر انداختہ بہ افادہ علوم و طاعت حی قیوم بسر می برد و در عشرہ ثالثہ بعد از وفات

سفر گزین عقبی گردید - و در همان شهر مد فون گشت کتب فراوان درسی از مختصرات
و مطولات صحیح و محشی به خط او در بلگرام موجود است رحمة الله علیه -

(۶۶) سید قادری بلگرامی قدس سره

سید قادری الاسم والطریقه صاحب العرفان کاشف الحقیقه است جامع فضائل
صوری و معنوی بود - و شان شریعت غار انبیایت اعتنا می کرد - در صغر سن نزد پدر بزرگوار
خود سید ضیاء الدین بلگرامی که ترجمه اش در فصل ثانی می آید - کلام الله را حفظ کرد - و تجوید آجوت
و مبادی کتب تحصیل را گذرانید - بعد از آن به اتفاق سید فرید الدین بلگرامی چنانچه گذشت
در خدمت ملا جیون امیتوی تلمذ نمود - از آنجا به حلقه درس شیخ غلام نقشبند لکنوی پیوست
و بقیه نسخ درسی استفاده کرد و مقید به رسم فاتحه نه شده جز و انداخت انگاه قائم توفیق زمام
اورا به جانب حرمین محترمین شرفها الله تعالی کشید - سه نوبت مناسک حج ادا کرد - و به زیارت
طیبه مقدسه علی ساکنها الصلوٰة و التحیة مستعد گردید از آنجا عازم کربلائے معلی و بغداد گردید
آباد شد - در اثنا راه قطاع الطریق ریخته به سلاح جنبیه زخم های منکر زدند - و ساز و سامان
غارت کردند - بعضی به رویان آن ناحیه ترحم کرده در قریه خود پروند - و به تیمار پرداختند - بعد منزل
شدن جراحتها به کربلائے مقدس شتافت و شرف زیارت سبط شهید رضی الله عنه سرخ
روئے نشاتین حاصل کرد بعد از جانب دار السلام بغداد متوجه گردید و در حدود ۱۱۵۰ هجری
عشر و مائت و الف به وصول دار السلام از پنج سفر آسود - و مزارات بایرکات آنجا را ایام قد

شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ زیارت نمود۔ از آنجا به سمت حمانضت کرد و به ملازمت
 سیدس حموی صاحب سجاده غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سرایه افتخار اندوخت و دست
 به دامان ارادت زد۔ صاحبزاده از کمال قدر شناسی مقدم اورا گرامی داشت و در خانقاہ
 شریف جا داد۔ و به تفویض خلافت و لباس خرقة و تسلیم بعضی تبرکات غوث الثقلین
 رضی اللہ عنہ نوازش فرمود سلسله ارادت او برین منج است۔ اخذ السید قادری
 الطریقه القادریه عن شیخه السید یس وهو من والده سید عبد الرزاق
 وهو من والد السید شرف الدین وهو من ابن عمه السید جلال الدین
 وهو من ابن عمه السید شهاب الدین احمد وهو من شفیقه السید
 جمال الدین عبد الله وهو من ابن عمه السید شمس الدین ابو الوفا وهو من شفیقه
 السید شهاب الدین احمد وهو من والده السید قائم وهو من ابن عمه السید عبدا
 وهو من والده السید شهاب الدین ابو العیاس احمد وهو من والده السید
 بدر الدین حسن وهو من والده السید علاء الدین علی وهو من والده
 السید شمس الدین محمد وهو من والده السید شرف الدین محیی و
 من والده السید شهاب الدین احمد وهو من والده السید عماد الدین ابی صالح نصر وهو من
 والده جمال الدین السید عبد الرزاق وهو من والده القطب الربانی الشیخ
 عبد القادر جیلانی قدس الله اسرارهم سید قادری از حجاباز به بغداد آمد۔ و مدتی در
 غوث الثقلین قدس سره را مجاورت نمود۔ و علم تجوید از مولانا سلطان بن ناصر بن احمد خابوری

قدس سره اخذ کرد. و شا طبعی را نزد مولانا مذکور خواند. و سند علم تجوید و سند صحاح سته و سایر مفردات
 مولانا از کتب تفسیر و حدیث و فقه و غیر ذلک حاصل کرد و اسانید اجازت هر کدام معنن بیاسمی
 کتب به ترتیب و تبحر در اجازت نامه او مسطور است و طریقه رفاعیه و شاذلیه نیز از مولانا سلطان
 خابوری قدس سره فرا گرفت. شجره هر دو طریقه در اجازت نامه او مندرج است مولانا سلطان
 قدس سره در عنوان اجازت نامه بعد حمد و صلوة می گوید لما کان فی حدود سنه ^{عشر} خمس
 و مائة و الف قدم دار السلام بغداد الامام العالم و البحر الهام الكامل ^{هذا} الزا
 الورع العابد بقية السلف عمدة الخلف نخبه ائمة الاقتداء وعین نجوم
 الاهتداء الحبيب النسیب المتخلق بکمال اخلاق المفضیة المقتضی آثار السنة
 النبویة السيد محمد قادر بن السيد ضیاء الله الحسینی الواسطی ثم الهند البکرا
 الخفی عاقل الله بلطف الخفی وقد جاوز حرم الغوث الصمدانی والقطب الربانی
 السيد عبد القادر جیلانی قدس الله سره العزیز و قرع علی هذا العبد الکسیر
 الشاطیبه قراءة بحث و اتقان و نظر و امعان ثم حركه الشوق الی زیارة
 الاهل و الخلائ و کان ینبغی لكل طالب علم ان یعلم بمعرفة انساب و اقرباء
 و معرفة ما یأخذ عنه عن الاشیاء و فرر وافی هذه الصناعة ان الشخص لا
 یطلق علیه اسم المحدث الا اذا علم رتبة الحدیث و حال راوی
 و تحمل الحدیث عن من هو اعلی منه و من هو دونه و من یساویه
 و لولا ذلك لما سأل العبد الفقیر سیده و مولاه العالم الخیر

” السيد محمد قادري حفظ الله ان يجزيه بما يجوز له وعنه
 ” رواية عن الائمة المعتبرين من حديث وتفسير وفقه
 ” وغير ذلك فاجبته راجيا منه الدعاء في خلواته
 ” وخلواته ١٢ انتهى.

ونيز مولانا سلطان قدس سره در خاتمه اجازت نامه مي نويسد :-

” وقد اخرجت السيد محمد قادري مذكور بالكتب المذكورة
 ” وما تضمنت هذه الاوراق وباحراب الشيخ ابي الحسن شاذلي
 ” واوراده ويلقن ذلك الفقراء والاخوان اي وقت شاء في اي
 ” مكان شاء وكيف شاء لاهليته لذلك سلك الله بنا وبه
 ” احسن المسالك سائل من السيد محمد قادري وانا العبد الفقير
 ” سلطان بن ناصر بن احمد النخا پوري بلد اشم البغداد ي
 ” الحبيوري بضمين قبيلة الشافعي مذهب الا شعري اعتقادا
 ” القادري الرفاعي ثم الشاذلي طريقتا ان لا ينساني من صالح دعواته في خلواته
 ” وخلواته بحسن الخواقم مع العافية والحمد لله وحده والسلام على من لا نبي بعده ١٣

ونيز مولانا سلطان قدس سره در همين رساله اجازت مي فرمايد :-

” وقد اجزته الضياء بشرح المسمى بالفقود المجره واللالى المبتكرة على القواعد
 ” المقررة والقواعد المجره للشيخ محمد البقري ١٤

القصه سيد محمد قادری با فراوان برکات عنان مراجعت به هندوستان معطوف داشت
 و چندی در دار الخلافه شاهجهان آباد اقامت گزید. و به هدایت ارشاد طالبان مشغول
 گردید. مردم کثیر داخل طریقه شدند. عاقبت الامر به بلگرام تشریف از ذاتی فرمود و خلوت
 گزینی اختیار کرد و سواے اوقات نماز از خانه کم برمی آمد. صلوات خمس و مسجد جامع
 محله ادا می کرد. و امامت می نمود. و به احسان دلپذیر قرآن می خواند. روزی از
 زبان شریف ایشان سموع افتاد که مردم هند و بمن چون از راه دریای محیط به زیارت
 بیت اللہ می روند. در عین دریا محاذی یلم احرام می بندند. حالانکه احرام بستن از جده هم
 درست است. مشقت احرام در دریای کشیدن ضرورت نیست چه سکه این است که
 که از غیر راه میقات قصد مکه معظمه کند محاذی میقات احرام بندد. و معنی محاذات این است
 که مسافت از جابای که احرام بسته شود تا مکه برابر مسافت مابین میقات و مکه باشد. یلم
 میقات اهل بمن و هند است. و به ثبوت پیوسته که مسافت مابین جده و مکه مثل مسافت
 مابین یلم و مکه است. و دریا خود خارج از میقات است. احرام بستن در دریا چه لازم
 و در آن وقت که این سکه از ایشان شنیدم به خاطر نه رسید که استفسار نمایم که از کدام کتاب
 می فرمایند تا آنکه در عین تحریر این کلمات سکه در تحفه شرح منہاج از شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 به نظر درآمد. کلام تحفه در این جا نقل کرده می شود :-

۱۰ لوجا و نالمیقات یمنه اویسیرۃ ای کالای جهة الحرم فله ان یوخر حرامه
 ۲۰ لکن بشرط ان یحرم من محل مسافه الی مکة مثل مسافه ذلک المیقات

" قاله الماوردي وجزم به غيره وبه يعلم ان الجائي من اليمن في البحر
 " له ان يوجر احرامه عن محاذاة يللم الى جدة لان مسافته الى مكة
 " كمسافة يللم كما صرحوا به بخلاف الجائي فيه من مصر ليس
 " له ان يوجر احرامه عن محاذاة الحجفة لان كل محل من
 " البحر بعد الحجفة اقرب الى مكة من راء

سيد قادري به تاريخ سيزدهم شهر ربيع الاول شب پنجشنبه ۱۴۵۵ هـ خمس واربعين ومائة
 والاف در جوار رحمت اسود قبر شريف در حويلي شستگاه را تم احروف گوید ۵

رحل القادري سيدنا	صاحب الكشف والكرامات
الهم الحق عام رحلته	ان للمتقي لحنات
	۱۴۵۵ هـ

و از ابناء اوسيد محمد مقتدي بن سيد محمد بن سيد قادري سطور كتب عربي تحصيل کرده و در
 حادثات بن توفيق زيارت حرمين شريفين يافته - و در ۶۴۲ هـ اربع و ستين ومائة والاف به
 اين سعادت فايز گشته - و در اماكن متبركه علم حديث تحصيل نموده درين ايام در زمين اقامت
 دارد و نزد شيخ عبدالحق زبيدي فن حديث سندی کند حق تعالى در عمر او بيفزايد - و ترقيات
 ديني کراست نمايد -

(۶۸) مير طيفيل محمد بلگرامي قدس سره

مجمع البحرين معقول و منقول و مطلع النيرين فروع و اصول - در تجرد و تفرد يکتا - و در خصايل

رضیہ و شمائل سنیہ بے ہمتا۔ والد آن جناب سید شکر اللہ طباطبائی شہزادہ ایشان را در صغر سن
 مرید سید سعد اللہ بلگرامی ساخت۔ آن جناب برہمین اکتفا کرده اند۔ و از رلیان شعور
 طریقہ ترک و تجرد و انقطاع از علایق دنیوی قاطبتہ اختیار نموده۔ اصل ایشان از سادات
 معتبر شہر اترولی من اعمال آگرہ است و ہما نجا در تاریخ ہفتم ذی الحجہ ۱۰۸۸ ثلاث و سبعین
 و الف از خلوت کدہ علم در انجمن عین جلوہ فرمودند۔ و در سن ہفت سالگی با عم بزرگوار
 خود سید احسن اللہ نور اللہ ضریحہ از اترولی بہ دارالخلافہ شاہجہان آباد تشریف بردند و
 سبق اول عربی بہ تمنا بہ خدمت سید حسن رسول نما قدس سرہ خواندند۔ و تا شرح ملاحبامی
 بر کافہ ابن حاجب از خدمت عم بزرگوار استفادہ نمودند و در پانزدہ سالگی در حدود ۸۸۸
 شان و ثمانین و الف بہ ارادہ کسب علم از اترولی بہ بلگرام تشریف آوردند۔ و مختصرات
 اوائل بہ خدمت میر سید عربی بلگرامی و پیر خود سید سعد اللہ قدس اللہ اسرارہا گذرانیدند
 و متوسطات از خدمت قاضی علیم اللہ کچندوی و بعضے فضلاے اکبر آبادیہ گرفتند۔
 و منتہیات را در حوزہ درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی بختم رسانیدند و در طلبہ علم
 بہ جودت طبع و قوت مطالعہ و مباحثہ اشتہار داشتند و اکثر آن بود کہ ہر کتابے کہ خود می خواندند
 بہ تلامذہ خود درس می گفتند قوت طبع اقدس ازین جا فہم توان کرد۔ می فرمودند۔ در حین
 کہ من و علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بہ اکبر آباد رفتیم و در مجلس نواب فضائل حسان
 اول مرتبہ وارد شدیم۔ نواب با جماعہ فضلا شستہ بود۔ اتفاقاً در اثنای ذکر علمی از
 زبان نواب برآمد کہ در آیہ کریمہ و علی الذین یطیقون قسۃ طعام مسکین بعضے مفسران

لا تقدیر کرده اند به خاطر من توجیهی گذشته که بے تقدیر لا معنی سلبی پیدا می شود یعنی
 یطیق از باب افعال است همزه افعال برائے سلب هم آمده پس لطیقونه بمعنی لا یطیقونه است
 حاضران لب به تحسین و اگر دندمن گفتم اگر امر شود بنده حرفی التماس کنم - نواب اجازت
 داد - گفتم این توجیه به غایت مستقیم است - به شرطی که معنی سلبی در اطاقت سموع باشد
 چه همزه سلب در باب افعال سماعی است نه قیاسی - تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی و کشف
 و بیضاوی و دیگر تفاسیر و از کتب لغت صحاح جوهری و قاموس و غیرها ملاحظه کردند هیچ
 جامع معنی سلبی درین ماده بر نیامد - نواب داد انصاف داد و گفت اعتراض شما بجا است
 و به این تقریب گرم جوشی نمود - و مراد علامه مرحوم را در رفاقت خود گرفت می فرمودند این حرف
 او اکل تحصیل است بعد از آنی که بر تفاسیر دیگر عبور درست داد معلوم شد که شمس الائم
 برین است که همزه اطاقت همزه سلب است و بعضی علما توجیه او را مستحسن داشته اند
 و بعضی دیگر اعتراضات متوجه ساخته اند آن جناب بعد از تکمیل تحصیل در بلگرام طرح
 اقامت ریختند - در اوائل به خانه سید محمد فیض زمیندار که از اعیان سادات بلگرام است
 اقامت داشتند - بعد از آن قریب سی سال تا دم واپسین در محله سید انپوره در دیوان
 خانه علامه مرحوم میر عبد الجلیل نور الله مرقدہ سکونت ورزیدند - و درین مدت احیاناً به جانب
 گجرات شاه دولا و کشمیر و اکنه دیگر به طریق سیر برخواستند - و در هر نوبت به فرصت تلیل
 سجاد و دست فرمودند - و بسیار به وضع لطافت و نزاکت و مکین و وقار زندگانی می کردند - و بزبانی
 لطیف و بیانی شیرین داشتند - و در مقامات عقل و ذرات را به و ظرافت طبع

مستثنی می زیستند - هر کس به حضور محفل اقدس فائز می شد - از کسب آداب صحبت خطی
 اندوخته تشنه تر و فریفته تر می گشت قریب هفتاد سال بر سنده تدریس به احیاء علوم
 پرداختند - و عالم عالم طلبه را از حفیض شاگردی به اوج استادی رسانیدند - اکابر و اصناف
 شهر همه غاشیه عقیدت بردوش و حلقه ارادت در گوش داشتند - درین کتاب آن
 جناب را به استادان محققین یاد کرده ایم - در ماه صفر ^{۱۳۵۶} هجری شمس و ماهه و الف در
 نجسته بنیاد او رنگ آباد فقیر راتب عارض شد - و امتداد کشید - و شبی بر بستر
 ناتوانی خوابیده بودم - آن جناب در عالم رویا در خانه چشم تشریف می آرند و می فرمایند
 سلامی بسیار تصدیق کشیدی - فردا انشاء الله تعالی تب مفارقت می کند خاطر جمع دار
 آخر شب از خواب بیدار شدم - و ازین مبشره راحت افزا عافیتی در مزاج احساس کردم
 و در همان وقت ملهم غیب این رباعی در خاطرم انداخت **۵**

نیرنگی قدرت چه نماید فردا
 شب حامله است تا چه زائد فردا

کس را خبر نیست چه آید فردا
 نومید مشور مزده عالم غیب

می فرمودند شکست نفس معراج انسان است - و می فرمودند حرف خاصی از عامی
 شنیده ام که هیچ وقت از خاطر نمی رود - روزی در دارالخلافت شاهجهان آباد از کوچه
 می گذاشتم جمیع کثیر از کناسان به تقریب طوی کناسی در مکانی مجتمع بودند - و با و فروشی
 شناخوانی این قوم می کرد - یک کلمه او در دل من موثر افتاد - حاصل کلامش این که شما
 بهترین مردم اید در آخرت زیرا که در میزان قیامت صحیح عمل ثقیل تر از شکست نفس نیست

و این وصف در شمایه مرتب اتم یافت می شود

مے فرمودند شخصی حاکم بلگرام بود و فی الجمله سنا بستے به علم داشت - روزے
با من سوال کرد که معنی "فرض کفایه" به فهم من نمی رسد که اگر یکے فعل را بجا آورد همه بری الذمہ
می شوند و الا همه آثم - گفتم این خود ظاهر است - مثلاً شما بر سر قریہ می روید - اگر یکے از اہل
قریہ آمدہ اظهار اطاعت کرد و ہمہ مامون می شوند - و الا همه ما خود -

مے فرمودند - طالب علمی نزد من ہدایہ فقہ می خواند گاہ گاہ ہے برسبیل ہدیہ جنس قماش
یا شیرینی برائے من می آورد - زرگران شہر آمدہ ظاہری کردند کہ فلا نے شاگرد شما کی میا سازا
اکثر اوقات نقرہ نزد ما می آورد می فروشد - من این حرف را گاہ ہے بر روی طالب علم
نیاوردم تا آنکہ روزے طالب علم نزد من آمد و رخصت خواست و خود بہ خود لب بہ اظهار
کشود - من کہ کی میا سازم استاد من در کوہ سوا لک می باشد - عمل قمری مرا تعلیم کردہ است
و فرمود بعد ہفت سال دیگر عمل شمسی ہم تعلیم می کنم موعدا حال رسید می خواہم کہ در کوہ
سوا لک پیش استاد بروم و عمل شمسی یاد گیرم - گفتم از عمل نقرہ می توان عالم عالم نقرہ حاصل
کرد - این قدر راہ دور و دراز پُر دشواریستن و خود را در تعب انداختن چرا - گوش نہ کرد
و عزم مصمم ساخت - و مرا مقید شد کہ حق استادی شما خیلے ثابت شدہ - خدمت من
ہمین کہ این عمل را یاد می دہم - ہر چند مراتب مبالغہ طے کرد استین افشاندم - آخر گفت
یک مرتبہ این عمل در نظر شما می کنم تا گمان راہ نیابد کہ حرف من مجرد دعوی است آتش آورد
و بوتہ وار زیر از جیب بر آوردہ از زیر راگہ اخت - و خاکستری از کاغذ پارہ پیچیدہ بر آوردہ

اندکے دراز ریز نخت - فی الفور قرص نقرہ پر بست - بعد ازان طالب علم رخصت شدہ
رفت و باز نیامد -

آن جناب بتاریخ بست و چارم ذی الحجہ ۱۲۵۵ھ احدی و خمین و مائتہ و الف انجمن
روحانیان برا فروختند - و مطابق وصیت در باغ محمود متصل مرقد علامہ مرحوم میر عبد الجلیل
نور اللہ مضجیحہ جانب مشرق مدفون گردیدند - مولف اوراق گوید ۵

از حلقہ آسمان برون رفت

علامہ از جهان برون رفت

افسوس کہ آفتاب معنی

تاریخ وصال او خرد گفت

ایشان بقیۃ السلف علماء اعلام بلگرام اند و برکات والابۃ تمامی شہر سیما اہل بیت
علامہ مرحوم شامل گشتہ و چنانچہ ابوالطفیل صحابی رضی اللہ عنہ آخر جمیع صحابہ روے
زمین اند کہ در ۱۲۵۵ھ اثنین و مائتہ و ر کمہ معظمہ ازین عالم رو بہ عالم قدس آوردند آن جناب آخر علماء
سلف بلگرام اند کہ از دار فانی بہ ریاض جاودانی انتقال نمودہ اند - راقم الحروف و میر محمد یوسف
کہ ذکرش در فصل ثانی می آید تربیت کردہ جناب فیض انتسابیم - میر محمد یوسف ایشان را
تجئز و تکفین کرد و بہ منزل رسانید - و بندہ در بہان ذی الحجہ ماہ وصال مبارک فریضہ
حج ادا نمود و در جمیع اماکن فیض موطن بہ ادعیہ زاکیہ رطب اللسان گشت - و یک
عمرہ مستقل بنام نامی بجا آورد و بعد استماع خبر رحلت قصیدہ عربی در مرثیہ املا نمود - درین
جریدہ قصیدہ قلمی می شود بہ اقتداء شیخ عبد الحق دہلوی قدس سرہ کہ در اخبار الاخیار دو
قصیدہ اثبات نمود یک والیہ از مولانا احمد تھانیسری کہ مطلعش این است ۵

اطار الحسین الطائر الفرد	و ارج لوعة قلبی التایه الکمد
--------------------------	------------------------------

دوم لایق قاضی عبدالمقتدر دهلوی مطلعش این است ۵

یا سابق نطعن فی الاسرار والاصل	سلم علی دار سلمی فاکم ثم سل
--------------------------------	-----------------------------

اما سخنان چه تحریف ها که درین قصائد نه کرده اند - را تم الحروف چندین نسخه اخبار الاخبار
به تصحیح رساند اگر درین صحیفه هم زبان قلم ناسخان غلط کند و استادی را عبور افتد - چشم دارم
که به تصحیح افکار نیمه من خاک شده را از خاک بردارد و تصحیده این است ۵

فاسو دیوهی کا حدائق العیافیر

وخلقونا کما مثال لتضاویر
غنی الحدادة باقسام المزامیر
یا حادی العیش زقا بالقواریر
ایسکن القلب عن تلك المعاذیر
الاوقد لسقنة كالزنا بیر
تشق قلبی کاسنان المناشیر
کما مه فی فوادی کالمسامیر
فیا حمامة عن روض الحی طیری
فلا یقاس علی نقش الدنانیر
والطیب یزداد من سحق العقاییر

یا للاحبة سادوا فی التباشیر

نحن الجسوم هم الارواح فارتحلوا
لقد اجبننا بانواع الدموع متی
کم من قلوب رقاق اثر عیهم
عجبت منهم فضوا بالبین واعتدوا
ما بن لیل وماراعت انجمه
هی المجرّة فانظر فی کواکبها
وما لروض الحی من بعد فارحلوا
تساقط النور والاعضان قد یلبست
قلبی اذن وبفیه الحب مرثسم
لان نخلت فقد زادت مودتهم

احوم حول فوادي وهو مسكنهم
 كم من عقايق دمع ان لقيتهم
 ان المهوم التي حلت بانفسنا
 من لي ببراء امر اض زفنت بها
 السيد القدوة المختار ضئض
 عوني ملاذي معاذي سيد سندی
 من الاسماء الاشرف الاعلى طفيل محمد
 صدر الاماثل في مجد وفي شرف
 العلم عقلا ونقلا قد احاط به
 مدارس العلم احبي فهي تشكركه
 كم صير الترب تبر من له نظر
 لله دسر امام كان منقر د
 كم من جواهر لفظ جاد مقوله
 تقا طرد مع عن براء عته
 لم اس عهد الحى والنور مبتسم
 وكنت ملزما اغتاب خدمته
 وقد كسبت علوما من افادته

وتسكب الماء عيني كالنواخير
 افدى اولاء بها لا بالقنا طير
 فحالب في شرائين العصا خير
 راح الطبيب المداوى بالتدابير
 من ال احمد اقمار الدياجير
 وقوتى عضدى خير المناصير
 ومن هو مقبول الجاهير
 راس المعاريف اكليل المشاهير
 واستوفر الحظ من فن التخابير
 كالروض يشكر احسان النواطير
 تاثيره فوق تاثير الاكاسير
 في حسن نطق وفي حسن التقابير
 بها فز بن احياد المناسير
 الا وضحك اوراق الدساير
 والقلب منشرح مثل الازاهير
 وكنت لم ارض فيها بالتقاصير
 عقلا ونقلا الى فن التقاسير

سقاء صوب الغيوم الهاطلات كما ثم النجوم أصابتني بأعينها والدهر مديد العدوان حيث طوى فصار مولاي روح الكون مرتحلا إذا تذكرت أياها به هملت ضاقت على الطباق السبع واضطرت لا يبرحني الصبر منه في مصيبة ورب معتصم بالصبر صبرة لا يحل الصخر نار تلك في كبدى حامة بالحمة ناحت مورخه أقره الله في روض النعيم على	روى الغليل بسلسال التقادير ومر عن كبدى سهم التقادير بساط عافيتى طى الطول صاير وزلزل الحزن أركان الدهاير عيناي كالسحب لبض المطاير بما رج من عذاب كالتنانير أذخرته جل عن حصر المقادير عصب المصيبة مقطوع النوا ^{شير} فكيف يحملها سلك الأساطير قد راح نجم اليها بدو النخاير أريكة بين ربات التقاصير
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

معنى بعضى لغات قصيده

فى القاموس التباشير أوائل الصبح وفى المنتخب يعفور بالفتح آهوبره يعافير جمع فى القاموس
مزامير داود ما كان تمنى به من الزبور وضروب الدعاء جمع مزمار ومزمور فى الحديث رفقا بالقوا^{يم}
كان النبى صلى الله عليه وسلم فى بعض الاسفار ونخشته بجدود هو كان حاديا حسن الصوت
فنهاه عن الحدى وقال يا نخشته رفقا بالقوارير شبه النساء بالقوارير بسرعة الانكسار فيها و

بنماهی سدا تر مجسم الابل فاهنا تسرع باسماع الحدی اولسدا یقع فی قلبه من فان
 السنار رقیته الزنار فی القاموس حسب اللیل وعلیه ستره فی القاموس راعی
 الخوم راقبه فی المنتخب مجر وکسر میم وفتح جیم وراشده مفتوحه کهکشان فی القاموس
 الکرم وعا النور جمع الکام فی تاج المصادر نخل گداخته شدن من باب فتح عتاقیر
 ادویه خوشبو کب رنجتن ناعوره دولاب نواعیر جمع عتائق جمع عقیق قنطار یک پوست
 گاو پر زرقنا طیر جمع فی القاموس الشریان واحد الشرا یمن العروق النابضه فی القاموس
 الوجع محرکه المرض جمع اوجاع ووجاع کجبال فی المنتخب ضغنی کسر بر دو ضا وجمه
 و سکون همزه اول اصل - اقمار جمع قمر - دیا حیر جمع دیکور - مناصیر جمع منصار اکلیل تاج
 فی القاموس الناطور حافظ الکرم والنخل جمع نواطیر - تبر بالکسر زر غیر مسلوک مقول بالکسر
 زبان - مناشیر جمع مشور - یراعه بالفتح قلم - دستور بالضم نسخه جامع کل حساب که نسخه
 های دیگر از آن بردارند - نور بالفتح شکوفه - از اهر جمع از بار و آن جمع زهر بمعنی شکوفه
 صوب بالفتح رنجتن - روی مشتق از تردیه بمعنی سیراب کردن - غلیل تشنگی سلسال کسر
 آب شیرین روان - فی القاموس الدہاریر اول الدهر فی الزمن - الماضی بلا واحد فی القاموس
 هملت عینه فاضت فی القاموس سحاب مقطاع کثیر القطر جمع مقاطر فی تاج المصادر
 اضطرام زبانه زدن آتش - بارح شعله بے دود - تنابیر جمع تنور - معتصم جنگل زنده عصب
 بالفتح شمیر - فی القاموس النواشیر عصب الذراع من داخل وخارج فی القاموس التقصار
 بالکسر القلاوه جمع تقاصیر بات التقاصیر یعنی حوران -

(۶۹) شیخ فخرالدین احمد مانکیپوری بلگرامی

پسر ملک بہار الدین المعروف بہ ملک پہلی ست کہ ذکرش در فصل فضلامی آید۔ انشا اللہ تعالیٰ ملک بہار الدین از بلگرام بہ جانب مانکیپور بہ تقریبی رفتہ بود۔ شیخ فخر الدین احمد در انجا متولد گردید لہذا بہ مانکیپوری اشتہار یافت۔ مختصرات کتب درسی بہ خدمت پدر خود تحصیل کرد بعد از ان حسب الارشادہ پدر بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی تلمذ نمود و سائر کتب گذرانند و در فقہیت ید طولی بہم رساند۔ دست بیعت بہ میر سید قادری بلگرامی قدس سرہ داد و توشیح یاد آئی بر کمر بستہ مراحل زندگانی بہ حضور طے کرد و در نیف واربعین و مائتہ و الف بسر منزل عقیقی واصل گردید۔

(۷۰) میر سید اسماعیل بلگرامی قدس سرہ

از سادات حسینی واسطی بلگرام عشیرہ پنج بہیہ ساکن محلہ میدانپورہ است نسبش برین پنج سید اسماعیل بن سید ابراہیم بن سید شاہ میر بن سید نعمت اللہ برادر اعیانی سید تاج الدین حجرہ نشین قدس سرہ بن سید طیب باقی نسب سابق مذکور شد۔ سید اسماعیل مقتداے انام و مرجع خاص و عام بود۔ در مبدیہ حال بہ اکتساب فضائل رسمی پرداخت۔ و کتب درسی مرتب عبور نمود۔ بر نخے بہ خدمت استاد المحققین میر طفیل محمد قدس سرہ و برخی جائے دیگر بعد از ان شورش خدا طلبی در سرافتاد۔ و بہ ملازمت شیخ عبد الرزاق

ساکن بانہ قدس سرہ رسیدہ مورد عنایات گروید و شرف بیعت حاصل کرد و قریب
دوازده سال در ظل تربیت حضرت شیخ ریاضات شائستہ کشید۔ و فیض ہادیوزہ کرد و بہ منتہائے
معارج فقر برآمد۔ و بعد از انتقال شیخ بر سجادہ خلافت مقدم نشست۔ سایر خلفا و مریدان
حضرت شیخ اور مقتدای شناختند۔ و شرائط ادب و اعتقاد بجای می آوردند۔ و علامۃ العصر
مولوی نظام الدین خلف الصدوق مولانا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ ضریحیما کہ در فضل
فضلا مذکور می گردد بعد وفات شیخ بہ خدمت میر جوع آورد۔ و از باطن انوار پر توہا اقتباس
کرد۔ میر و رسولی من توابع لکنوا قامت داشت۔ و اکثر بہ بلگرام تشریف می آورد
و ہمیشہ بہ ہدایت و ارشاد طالبان اشتغال داشت۔ و خلقی کثیر بہ تمسک ارادتش دست
بدامن مدعا ند۔ میر بہ تاریخ چہار دہم ذی الحجہ ۱۲۶۲ لہ اربع و ستین و مائتہ و الف بہ رفیق علی
پیوست۔ و در سولی آرام گرفت۔ خاک پاکش زیارت کدہ خاص و عام است رقم الحروف گوید

آفتاب سحر آگاہ ہے	پیر روشن دل صاحب تکمیل
گفت تاریخ وصالش ہاتف	زیب خلد آمدہ سید اسمعیل

درین محل دو کلمہ احوال شاہ عبدالرزاق بانسوی قدس سرہ تیمنا در قلم می آید۔

(۱۷) شاہ عبدالرزاق

ساکن بانہ من توابع لکنوا صلش از قبضہ محمود آباد ست کہ در جوار بانہ واقع شدہ
پدرش با دختر بعضی از شیوخ قدوائی ساکن بانہ کہ خدا شد۔ شاہ عبدالرزاق از بطن

ان عجیفہ متولد گردید و بہ علاقہ داشت مادر در بانشہ آمدہ توطن گرفت - ابتدا سے حال بہ نوکری
کسب معاش می کرد - آخر ترک دادہ عمرے در سیاحت گذرانید - و در سواد گجرات احمد بابا
شرف خدمت شاہ عبدالصمد خدائے مقدس سرہ در یافت در حلقہ ارادت در گوش کشید
و بہ مقصد اعلیٰ قانز شد - و بہ وطن مالوف برگشت - دوام لباس بہ طور اہل دنیا می پوشید
و بخیل زراعت کسب قوت حلال می کرد - چون برہانی ساطع داشت و وضع و شریف
منقاد شدند - و علما و فضلا غاشیہ ارادت بردوش کشیدند - و با آنکہ اُمی محض بود
آیات قرآنی را از بر خواندہ نوے تفسیر می کرد و حقائق و معارف بیان می فرمود کہ دشمنان
را حیرت دست می داد - و قاتلین پنج ماہ شوال ۱۲۱۰^{۱۲۱۱} دست و تلشین و ماتہ و الف واقع
شد بدفن قصبہ بانسہ یزار و تیرک بہ -

(۷۲) راقم الحروف فقیر آزاد

اچھنی نسا والواسطی اصلا والبلگرامی جوارا و منشا و حنفی ندرہا و اچھتی طریقہ در تاریخ
بست و پنج ماہ صفر ۱۲۱۰^{۱۲۱۱} دست عشر و ماتہ و الف لباس ہستی پوشید - و از رلیان آگاہی
سرشتہ تحصیل علم بدست آورد - و کتب درسی از بدایت تا نہایت در حلقہ درس استاد
المحققین میر طیفیل محمد بلگرامی طاب ثراہ مرتب گذرانید و لغت و حدیث و سیر نبوی و فنون
ادب از خدمت قدسی منزلت جدی و استاذی حضرت علامی میر عبدالجلیل بلگرامی
طاب مضجعہ اخذ نمود و عروض و قافیہ و بعضی فنون ادب از خدمت والادرجت میر سید محمد

خلف الصدق علامه مرحوم مرقوم تلمذ کرد و در ۱۳۷۰ هـ سبع و ثلثین و مائه و الف شرف بیعت
 جناب مستطاب سید العارفین میر سید لطف الله المعروف به شاه لد با بلگرامی قدس سره
 اندوخت. و در ۱۳۷۵ هـ خمسین و مائه و الف مطابق کلمه سفر خیر از بلگرام به اراده حرمین شریفین
 زاد بها الله شرفا و کرامته برآمد. و در ۱۳۸۵ هـ احدى و خمسين و مائه و الف مطابق کلمه عمل اعظم
 این سعادت عظمی حاصل کرد. و در مدینه منوره علی منور با الصلوٰه و التحیته بخدمت شیخنا و
 مولانا الشیخ محمد حیات السدی المدنی الحنفی قدس سره صحیح بخاری قرات نمود. و اجازت
 صحاح سته و سایر مفردات مولانا فرا گرفت. و در مکة معظمه صحبت شیخ عبد الوهاب
 الطنطاوی المصری دریافت و برخی از فوائد عظمی کسب نمود شیخ عبد الوهاب نور الله مرقدہ
 سرآمد علماء عصر و نزیل مکة معظمه بود و همیشه به نشر لوا مع علوم حمی پرداخت. و در ۱۳۸۵ هـ سبع و
 خمسين و مائه و الف به حبه المادی خرامید و در حین المعلى آرامش گزید. شیخ عبد الوهاب
 علیه الرحمة اشعار عربی فقیر را بسیار تحسین کرد و هرگاه آزاد و تخلص بنده شنید و معنی آن را
 فهمید. فرمود یا سیدی انت من عتقاء الله و ازین نفس مبارک حضرت شیخ قدس سره
 که در حق این سراپا گرفتار سرزده امید داری با دارم. الحاصل فقیر در مکة معظمه چنان
 شیخ عبد اللطیف قدس سره اقامت گزید و در ۱۳۸۲ هـ اثنین و خمسين و مائه و الف مطابق
 کلمه سفر بخیر جانب هند عطف عنان نمود و تفصیل سفر حرمین شرفها الله تعالی در آخر این
 مجلد می طرازد. و ذکر اماکن قدسیه خیر انخاتمه کلام می سازد. انشاء الله تعالی. و درین
 سعادت پنج ماه اقامت بتدریس و تدریس صورت بست. از آنجا سر به دیار دکن کشید

دبست و هفتم ذی القعدة ۱۵۲۰ هـ اشین و حسین و مائت و الف وارد حجة نبیاد و رنگ آباد
 گردید و در تکیه بابا شاه سافز نقش بندی قدس سره گوشه انزوا گرفت. و از برکات روح مقدس
 طرفی بر بست بعد چندی سلسله جنبان ازل تعالی شاه سکون را با حرکت بدل ساخت
 اکثر بلاد کن سر مشق قدم سیاحت شد. و عجایب صانع الهی کحل الجواهر بصیرت در چشم کشید
 لعل احمد و المنه ازان روزی که ناصیه اخلاص با آستان بیت الله آشنا شد بیگانگی
 از رسوم انبیا روزگار بهم رسید. و محنتی تخلص آزادی به قدر استعداد جلوه افروز گردید. فقیر را
 بالواب نظام الدوله ناصر جنگ شهید خلف نواب آصف جاهه رابط عجیبی اتفاق افتاد
 و موافقتی که بالاتر ازان متصور نه باشد دست بهم داد.

چون نواب نظام الدوله بعد رحلت پدر بر سرند ایالت دکن نشست. بعض
 یاران دلالت کردند که حالا هر تبه که خواهید میراست اختیار باید کرد. و وقت را غنیمت
 باید شمرد. گفتم آزاد شده ام بنده مخلوق نمی توانم شد. دنیا به نهر طالوت می نماید
 غرقه ازان حلال است زیاده حرام و این شعر فرمود خوانده شد

درین دیار که شاهی بهر گدابخشند	غنیمت است که مارا همین با بخشند
--------------------------------	---------------------------------

کلاه تزکیه نفس شکستن عهد هم رنگی با آئینه جوهر نمابستن است اما نعمت الهی را حق
 بر زبان که بے تحدث ادا نه تواند شد. این دو سبانه سرو آزاد بهمت را نشو و نماست
 کرامت نماید. و گل سبزه توفیق را آب رنگ ثبات مرحمت فرماید آن علی بابا
 قدیر و بالا جابته جدیر. اکنون من تقریب جوید که بعضی کابر که درین سطور اسم را ایشان بر زبان

قلم گزشت می پردازم - و او هم خامه خوش رفتار را جلوریزی سازم -

(۴۳) شیخ محمد حیات السندی المدنی قدس سره

از علماء و ربانین و عظامه محدثین است - روزی از اصل و نسب شیخ استفسار کردم
به خط شریف بر قطعه کاغذی نوشته داد - والد الفقیه محمد حیات السندی المدنی رحمه الله ملاقلاریه
من قبیله چاچر الساکن فی اطراف عادل پور و السید موسی القادری الساکن فی کوته یعرفه بکثرت
چاچر به جمین فارسیین بر وزن ساغر قومی از کشور سند و عادل پور از توابع بهکمر فقیر آن را
دیدم - و سید موسی قادری از اعیان حوالی بهکمر است و کوه او مشهور مولد و منشا
شیخ محمد حیات قدس سره سید در عتقوان شباب توفیق زیارت حرمین شریفین یافت
و در مدینه منوره توطن و تاهل گزید و مکرر تحصیل علم ربست - و با وجود فقدان وجه معاش
استقامت را کار فرمود و نزد علماء و حرمین معظمین سیما شیخ ابوالحسن سندی نزیل مدینه منوره
نور الله مضجعه کسب کمالات نمود و برخی پیش شیخ عبدالعزیز بن سالم البصری المکی قدس سره
تلمذ کرد و تمام عمر در خدمت حدیث شریف صرف ساخت - و بحرح عظیم درین فن
اشرف اندوخت و همیشه ناشر علوم لطیفه و عامه اوقات شریفه بود - خواص و عام حرمین مکرمین
و مصرور و موشام اعتقاد و اخلاص خاص داشتند و از ذات بهایون کسب برکات می نمود
و قتی که فقیر از مدینه منوره به مکه معظمه زادهما الله شرفا و کرامه معاودت نمود - شیخ قدس سره
مکتوبی نامزد فقیر نمود و اسم فقیر سید علی بیاضافت غلام تحریر فرمود از جهت آنکه در حدیث

شریف آمده که همه کس عباد الله اند اطلاق عبودیت نسبت به مخلوق نباید کرد - فقیر در جواب
 نامه نوشت باین مضمون که مسلم روایت میکند "عن ابی هريرة رضي الله عنه
 ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يفلح احدكم
 عبدى وامتنى كلهم عباد الله وكل نساءكم اماء الله ولكن يقل غلامى وجاديتى
 وقتاى وقتاى و بخارى روایت میکند لا يفلح احدكم عبدى وامتنى و يقل فتاى فتاى و غلامى"
 نیز قلمی ساختم که اگر واضع اسم غلام را به معنی عبد اراده کرده باشد و دیگرى معنی فرزند اراده کرده
 تلفظ نماید اورا مى رسد که لكل امرء ما فوى شيخ قدس سره بعد وصول خط وادانصاف داد
 و بعد ازین اسم فقیر غلام علی تحریر فرمود و چه خوب واقع شد آنچه این بخار و تاریخ بغداد در ذکر احمد
 غزالى آورده که نوبته قارى در مجلس او این آیه خواند قل يعبادى الذين اسرفوا على انفسهم
 آلايه فقال شرفهم بيا الاضافة الى نفسه بقوله يا عبادى ثم اشد

وهان على اللوم في جنب حبها

وقول الاعادى ان الخليع

اصم اذا نويت باسمى وانى

اذا قيل لى يا عبد ها السميع

شيخ محمد حیات قدس سره در تاریخ بست و ششم صفر روز چهارشنبه ۱۲۳۰ لیلث و ستین مائت
 و الف و دلیعت حیات سپرد - و در بقعه مبارک بقیع مدفون گردید - "رحلتہ شیخی، تاریخ یافته ام
 تا در حلیت پنج عدد محسوب است زیرا که معتبر در قاعده جمل صورت کتابت باشد نه تلفظ مثلی
 در عقد الجواهر گوید - و قتیکه لفظ در اسم الخط مختلف واقع شد مثل حصی و یحی که در نطق الف است

۵ نوٹ لفظ مثلی معلوم نشد که کدام نسبت است ۱۲

و در رسم یا - و مثل حمزة و طلحة که در نطق تا است و در رسم یا - بعضی گویند معتبر مکتوب است
نه ملفوظ - و بعضی گویند معتبر لفظ است نه رسم - سید عبد الله مدبر مینی یکی گوید قول اول معتبر علیه است
و قول ثانی نادر -

(۷۴) شیخ عبد اللطیف

مولد و منشا او امر و به از مضافات دہلی نسبش به شیخ عبد الله المعروف به شیخ ابن
قدس سرہ می رسد کہ از مشاہیر اولیای آن مقام است - و در تاریخ پانزدہم ذی الحجہ ۹۷۷ھ
سبع و سبعین و تسعمائے متوجہ عالم قدس گردید - شیخ عبد اللطیف در عنفوان شباب بہمت بہ احراز
فضائل صوری گماشت - و از امر و بہ برآمدہ مدتہا در بلگرام و قنوج بہ کسب علوم پرداخت
و اکثر کتب درسی در حوزہ درس میر سید نعمت اللہ بنیرہ و وارث سجادہ میر عبد الواحد اکبر بلگرامی
قدس اللہ اسراہما گذرانید - و فیضہا برگرفت - و بہ خدمت شیخ حبیب اللہ قنوجی بیعت کرد -
و نقد ہستی در بو تہ ریاضت گذاختہ سرمایہ کنز مخفی بدست آورد - آخر بہ حریم شریفین شتافت
و در مکہ معظمہ بار اقامت کشاد - بعد چند سہ قصد ہند کرد بہ ارادہ این کہ والدہ خود را از ہند بہ حریم
شریفین برد - چون بہ وطن اصلی برگشت والدہ ازین عالم انتقال کردہ بود - باز بہ حرم محترم معاودت
نمود - و قریب پنجاہ سال در ام القری شرفہا اللہ تعالی بسر برد - ہر سال مناسک حج بجامی آورد
و قریب سی نوبت بہ زیارت مدینہ منورہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ سرمایہ افتخار اندوخت -
بسیار لطیف طبع رقیق القلب بود - و در مروت قدر دانی ارباب کمال نظیر نہ داشت - ہر سال
در موسم حج تلاش می کرد کہ اگر صاحب کمالی یا احدی از شرفا و نجباء ہند وارد شدہ باشد

ملقات کند - و به قدر استطاعت خدمتی به تقدیم رساند - محررا و راق بهر گاه از مدینه منوره به
 ام القری عود کرد - شیخ عبداللطیف خبر مقدم فقیر یافته به استقبال شتافت و مقید شد که در مخلص
 خانه نازل بایستد - قریب پنج ماه درین بلد طیب به خانه شیخ اقامت داشتیم - مروت با ازین
 عزیز مشاهده شد که جز به زبان بے زبانی ادا نه توان کرد - جز اه الد عنایه خیر الجزاء و به مصاحبت
 و مجالست او اوقات به حضور وافر گذشت -

می گفت - روزی پیش باب السلام حرم مکی درویشی هندی نژاد به نظر درآمد به غایت
 کثیف و بد معاش به مجرد افتادن نظر کراست دست داد - در همان لحظه بر تو غیبت آلهی بر دل
 تافت - نفس خود را ملاست کردم که از بنی نوع خود این قدر وحشت و نفرت چرا - احوال سزایت
 این است که با این شخص در یک ظرف هم طعام شوی - بخانه آدم و طعامی مهیا ساختم و نزد
 درویش رفته گفتم که سرے جانب غیب خانه بایکشید - درویش دم نه زد و به خانه من قدم نه
 فرمود و طعام پیش آورد - و با او در یک ظرف هم لقمه شدم - درویش از اول صحبت تا آخر حرفی نه زد
 و طعام را تناول نموده به محل خود برگشت - روز دیگر باز طعامی مهیا ساختم - و درویش را از باب السلام
 به خانه آورده در یک ظرف هم لقمه شدم چهل روز کامل برین منوال گذشت - روزی بهلم درویش به سخن
 درآمد و گفت عمر با سیاحت کردم انسانی به قماش تونه یا فتم و من کیمیا سازم - در پاداش خدمتی که
 بجا آوردمی ترا این صنعت تعلیم می کنم - گفتم من هم کیمیا سازم - گفت چگونه ؟ گفتم قوت بازو
 که بآن کسب قوت حلال می کنم کیمیا کسب من است و لب بوریا را اگر دانیدم - در اہم و دانیری
 که از کسب بازوے خود حاصل کرده بودم افتاده بود و التفات نه کرد - و به دستور او در مقام اصرار بود

ومن در مقام انکار - آخر خود به خود آتش و بولته آورد و مس را در بولته گداخت و خاکستر از کاغذ
پای پیچیده بر آورده در بولته ریخت - فی الحال قرص طلا بر بست - گفت این را غنیمت باید
شمرد که من اکنون قصد هندوستان دارم مبادا بر فقدان این نعمت حسرت کشی - گفتم
حرفی دارم گفت چیست - گفتم اگر در و صحرا ای اتفاق شود که در آنجا سبیم نه رسد می توان
خاک را از ساختن - گفت این خود مقدور انسان نیست - گفتم پس چرا نظر بر آن کس نه باید
داشت که خاک را از زمی سازد - درویش بر استقلال من آفرین کرد و در خصصت گرفت
و باز در نظر نیامد -

شیخ عبداللطیف در اوایل قدم خود به مکه معظمه یک سال کامل در جبل ثور منزوی
بود و ریاضت شاقه کشید این جبل از شهر سافت دو فرسنگ دارد و بر قله این کوه خار
نمونه برج ثور واقع شده و شب هجرت ماه جهان افروز رسالت را در بر کشیده به تقریب
جبل ثور نقلی از خود میآید که در موسم تابستان که هوا به سموم برق تاز و جوش حرارت
خار اگداز بود بست و نهم محرم مکرّم ۱۲۵۲ هجری شمسی و ماه ذی القعدة قصد زیارت جبل ثور
کردم همین که قدم از شهر بیرون گذاشتم - حرارت تشنگی غلبه کرد آب همراه نه گرفته بودم به خیال
آنکه در اثناء راه بهم می رسد در راه جز عرق سعی آب تراوش نه کرد و چند کس دیگر در عرض راه بهم
آمدند - این با آب قلیله با خود داشتند اما شرم زبان سوال را بر بست که آب به نفس این با
کفایه نمی گردد به دیگران چه رسد - این مسافت نشیب و فراز به چه مشقت طے شد بگر از
التهاب حرارت کباب گشت - و نفس از طغیان پیوست موج سراب به پای کوه رسیده

صعوبت دیگر پیش آمد که با وصف این حالت کوه آسمان شکوه را به قدم صعود باید پیود تا کوه
افتان و خیزان خود را رسانیدم بیشتر طاقت طاق شد - و شوق آب در مرآت خیال به
کیفیت عجیب نقش بست - عزیزم از فقیر دوسه قدم بالاتر می گذشت و صراحی سفا
در دست داشت - ناگاه صراحی با سنگی ملاقات می کند نصف اعلی در دست او می ماند و نصف
اسفل بشکل کاسه امانت نزول می کند - و به حفظ قادر مطلق تعالی شانه قطره آب می ضایع
نمی شود کاسه را بهر دو دست از هوا گرفته و از ان عزیز اجازت خواسته تجرع نمودم بحق آفریننده
که جان شیرین را خلق کرد آب سرد به این شیرینی خوش طعمی یاد نه دارم هنوز لذت آن
در کام من است - و هرگاه تصویری کنم ذوق خاص در می یابم و شک نیست که کار ساز
بے نیاز جل شانه در آن ساعت ترحم را کار فرمود و بنده سوخته را به ساغر رحمت سیراب نمود
فبجان الذی هو یطعم منی و یسقین -

وفات شیخ عبد اللطیف در یکم عظیمه ۵۰۰۰ الهمین و مائتة و الف اتفاق افتاد و در حبست
معلی مدفون گردید - بهشت نشین - تاریخ یافته شد رحمة الله علیه - شاه حبیب الله قنوجی
پیر بعیت شیخ عبد اللطیف حاوی علوم ظاهری و باطن بود - و همواره به لوازم ریاضت و درس
علوم می پرداخت - در ایام طلب علم به مطالب کتاب چنانچه باید نمی رسید - ازین وجه
خارجاری در دل داشت - شبی حضرت رسالت صلی الله علیه و سلم را در خواب دید و التماس
کرد که این هیچچیز را کتایب من در علوم نصیب شود - التماس او در حبه قبول یافت - همین
که از خواب بیدار شد ابواب علوم بر او مفتوح گشت - و بر مسند تدریس نشسته عالمی را

به تکمیل علوم ظاهر و باطن کامیاب ساخت. و در سال ۱۰۴۰ هجری بمکه و الفارویه عالم
 قدس آورد. کاتب الحروف فخره الموت جبر واصل الجلیل الی المولی الجلیل - تاریخ یافت قبرش در قنوج است
 او مرید شاه عبدالجلیل آل آبادی و او مرید شاه محمد صادق و او مرید شیخ ابوسعید گنگوهی
 از احفاد امجاد شیخ عبدالقدوس گنگوهی قدس الله سرار هم. بر ناظران این سواد روشن باد
 که بابا شاه مسافر از رنگ آبادی قدس سره که فقیر در تکیه آن حضرت مدت هفت سال
 طرح اقامت ریخت. سلسله ایشان به مخدوم اعظم قدس سره منتهی می شود. مناقب و آثار
 حضرت مخدوم از غایت ظهور ستغنی از بیان است احوال اکابر مشاخر مجلای قلمی می گردد.

(۷۵) مولانا میر خورده عزیزیان بلخی قدس سره

خواهرزاده مخدوم اعظم است. صاحب حالات سینه و جذبات قویه بود و در بلخ کوس
 پیشخت می زد. صاحب طبقات شاه جهانی گوید "در سال نه صد و نود و سه به عالم علمی عروج نمود"

(۷۶) مولانا پایسته خشیکتی قدس سره

اکبر خلفاء مولانا میر خورده عزیزیان است. او را نقش بند ثانی و شیخ ولی تراش می گفتند
 خضر راه از خود رفتن بود. و بلد کوچ به خدا پیوستن ناظران از مشاهده جمال باکمالش مدیهوش می گشتند
 و خدا طلبان در اندک فرصت به سر حد کمال می رسیدند. در بخارا مسند نشین ارشاد بود و همواره
 بآب سخا و ایشا بر روی خلافت می کشود. صاحب طبقات شاه جهانی گوید "در سال هزار و دوه"

عالم فانی را پدر و نمود

(۷۷) شیخ درویش عزیزان قدس سره

اکمل خلفاء مولانا پائنده خشکیتی است اورا احراز ثانی می گفتند که جامع غنائی
 صوری و معنوی بود. قریات فراوان در ملک داشت. حاصلات آن راهمه صرفا دارد
 و صا در می ساخت. پادشاه عصر نذر محمد خان در وقت نماز جمعه به دیدن او آمد شیخ در عرقبه
 بود یک دست بالا کرده تلبه حدی که نزدیک شد که وقت نماز جمعه بگذرد. کس را قدرت
 نداشت که تعرض کند. آخر دست فرود آورده اشاره به اقامت فرمود. بعد فراغ نماز پادشاه
 به ادب تمام استفسار نمود که این توقف به کیفیت خاص چه بود. فرمود در هفت کردی بلخ
 دهنی است در آنجا عبد اللہ خان آدینه مسجد نام مسجدی عالی بنا نهاده در آنجا همه مخلصان
 نمودند. وقت نماز جمعه همه به نماز مقید بودند که سقف مسجد آغاز فرو رفتن کرد. دست بالا کرده
 به زنگ داشت سقف مشغول بودم تا همه بیرون آمدند بعد از آن گذاشته شد تا فرو رفت
 پادشاه مردم را به تحقیق فرستاد همان تاریخ برآمد. موضع اقامت او عجدوان در جوار خواجہ
 جهان بعد وفات همانجا دفن گشت.

(۷۸) بابا شاه سعید پلنگ پوش

از کمل خلفاء شیخ درویش عزیزان است. وجه تعلق آنکه همیشه پوست پلنگ در بر

داشت - مولد بابا غجدان است - پدر ایشان متمول بود - بابا در او اکل تحصیل علوم رمی می پرداخت - و براقران لواے فوقیت می افراخت - روزے بعد دس با شرمکامقابلہ داشت - در آن حال دید که جوتی از قلندران در گذر است و شخصے است در میان ایشان بس منور به مجرد دیدن منجذب شده در پے اورفت چون شخص بسکن خود رسید التماس ہم رنگی نمود - او فرمود فقیری کار دشوار است ب تحصیل مقید بایستد که سن شصت و نھاے آن دارد - در آن وقت هفت ساله بود - دست از طلب باز نه داشت آن بزرگ اورا برهنه ساخته از ارے مرحمت نمود همان ساعت آن قدر جذب قوی در گرفت که راه بیابان پیش گرفت و قریب یازده سال در صحرا با برین منوال برهنه می بود در قرشی هفتہ دو بار بازار علی العموم می شود گاہے روز بازار می آمد ہر چند مردم لباس می دادند قبول نمی کرد و بین الجھور بہ دیوانہ سعید مشہور بود - بعد یازده سال روزی در بازار قرشی در ہجوم مردم بہ اتفاق آمد و لباس شخصے را گرفته خود را پوشیدہ مردم در شگفت ماندند کہ دیوانہ سعید ہشیار شد - و آن شخصے کہ ایشان را جذب کردہ بود بابا قتل فرید نام داشت - بعد اتفاقہ بازار بخارا بہ خدمت بابا قتل فرید رسید و ہمراہ بہ حسین شریفین رفت - وہم در رکاب سعادت بہ بخارا مراجعت نمود تا آنکہ روزی بابا قتل فرید دست اورا گرفته بہ خدمت شیخ درویش عزیزان گفت کہ این فرزند ماست تربیت ادحوالہ شہامی کنم کہ مراد وقت نزدیک رسیدہ است بابا قتل فرید در همان ایام رحلت کرد - بابا شاہ سعید خدمت شیخ لازم گرفت از فیض تربیت والابہ جب کمال و تکمیل فائز گشت بابا قتل فرید پیر خرقہ است و حضرت

شیخ پیر ارادت بابا شاه سعید بعد در دهنند و ستان به حراست شکر نواب غازی الین خان
فیروز جنگ پدر نواب آصف جاه مامور گردید لهذا همیشه همراه این شکر می بود - و او را اشراق
عام و خارق عادات بسیار است -

خلیفه شیخ عبدالرحیم بلخی که از اعظم خلفاء بابا شاه مسافر است و در ششمین
دعوت و الف مطابق قطب المحققین در دار السلطنت لاهور متوجه ملک بقا گردید - نقل فرمود
که وقتی ایشان خورد یعنی بابا شاه سافر قدس سره از اورنگ آباد مرا به خدمت ایشان
کلان یعنی بابا شاه سعید قدس سره در شکر نواب فیروز جنگ فرستادند در اثناء راه در خواب
می بینم که دو فیل پیش من می روند و فقیر در میان است - فیل پیش صغیر اکبشه است در کمال
مستی و شورش و فیل قفا عظیم اکبشه با تمکین و کمال استی در رفتار - بعد بیدار شدن
چنین به خاطر رسید که فیل پیش ایشان کلان اند و فیل قفا و ایشان خورد و اگر ایشان خورد در مرتبه
عظیم تر باشند - چون به خدمت ایشان کلان رسیدم شش ماه در خدمت بودم
گاهی هیچ خاطر را به خود راه نمی دادم مگر روزی به سعادت حضور فائز بودم - سخن در
حقائق و معارف می رفت همان واقعه رویا در باطن ظهور کرد ایشان کلان دفعه این آیه
فرمودند که انفرق بین احد من دسله و کثرت دیگر روزی با جمعی حشر می نمود
که به خاطر گذشت چون اندیشه را پیوستگی به کلی حاصل شود چرا به معاش و معاشرت رو آورد فوراً
ملفت شده فرمودند تقاضای این نشان چنین است - انبیا علیهم الصلوٰۃ والسلام با وجود
مرتبه نبوت ازین فارغ نبوده اند - روزی فرمودند چهل سال است که خواب از چشم من هریده

و آئی تصنیف نموده رحلت ایشان هفتم رمضان ساله عشر و مائه و الف در شهر
نواب فیروز جنگ در سواد شهر گلبرگ واقع شدش مبارک را به اوزنگ آباد آورده در تکبیر
شریف دفن کردند این مصراع تاریخ است ع -

قصه رحلت بود مکان سعید

۱۱۱۰ هـ

(۷۹) بابا شاه ساف قدس سره

لواست ولایت بردوش دار شد خلفا و بابا شاه سعید پلنگ پوش است

قطب زمان صاحب شاه عظیم	مولفه	شاه سافر به در حق مقیم
خسرو بے تاج و نگین و علم		تاج ده قصید و خاقان و بیم
ریشه به اسرار حقیقت و دانند		دامن بهمت به دو عالم فشانند
خود شکنی با اثر ذکر او		روشنی دل اثر فکر او
پادشاه سلسله نقش بند		یک نظر او دو جهان را پسند

بابا شاه سعید می فرمود شانزده کس از امام خاص شدند همه مخفی رفتند - مگر شاه سافر که
شیخی مارا ظاهر کرد - مولد و منشأ بابا شاه سافر غجدان است و نام اصلی او حافظ محمد عاشور
بابا شاه سعید ایشان را سافر خطاب فرمود و را وائل به خدمت میر عطاء الله ساکری
پیوست و به طریق کبرویه ریاضت پاکشید - بعد چند سالی میر عطاء الله ایشان را مخلص
به سیاحت نمود از آنجا در غور آمده و دوازده سال اقامت نمود - و با مشایخ آنجا صحبت داشت

از آنجا به کابل آمده بپادشاه سجید را دریافت و به حلقه ارادت در آمد و بعد هفت سال
 خدمت گرفته به حرمین شریفین شتافت و بعد تحصیل این سعادت در اوایل عهد
 خلد مکان به هند معاودت نمود و در او رنگ آباد جای که الان تکیه مرقد مبارک است
 طرح اقامت ریخت و تالفس و اسپین بر نه خواست و حاشیه نشینان بساط ارادت
 ربه صدر کمال و تکمیل رسانید و چهارم رجب ۱۲۳۰ است و عشرين و مائه و الف
 دامن از عالم سفلی بر چید و پلوسے پیر خود جانب قبله آسایش گزید میرزا عنایت اللہ بیگ
 اند جانی متخلص به راجی گوید ۵

مقیم عرش شد از فرش این طاق	مسافر شاه از باب معارف
مسافر شد ز عالم قطب آفاق	خرد تاریخ سال جلش گفت

۸۰۰ بی بی خور و تدریس سرها

مولد و منشاء او بلگرام است - آورده اند که پدر و مادر خواستند که او را که خدا سازند
 ابا کرد آخر نه گذاشتند و مراسم طوی شروع کردند و قتی که مشاطه او را آراسته به جلوه آورد -
 جلوه دیگر نمود و تبسم کنان در انجمن روحانیان خرامید - مادر و پدر از مشاطه این حال داغ
 شدند و با همان لباس و زیور زیر خاک سپردند - و زردان خبر یافته شب بر سر تربت او آمدند
 و خواستند که قبر او را و اگر ده زیور و لباس به دست آرند به حکم قادر مطلق تعالی شانه همه دنیا
 شدند - و در مقام حیرت فرو ماندند - صبح از ظهور این کرامت شورے در خلق افتاد و خاک پاک
 او تا صبح قیامت زیارت گاه خلایق شد محله خور و پوره به نام دوست رحمتہ اللہ تعالی علیہا -

فصل دوم

در ذکر فضلاء نور اللہ رضا جہم

و پیش از شروع تراجم اکابر گلی چند مناسب فصل در دامن قرطاس ریخته می شود که اگر
 همیشه از مغزی چشم التفات کشاید به استشام روح میل نماید -

بر ضما بر و افتان منازل اخبار و عابران مراحل آثار مبرهن است که در قرون سالقه

پیش از ان که دین اسلام بر منصه ظهور جلوه افروز شود عالی فطرتانی گذشته اند که خود را در بوته
 ریاضت گذاخته روح مجرب ساختند و عالم ملک و ملکوت را به نظر و قوت سیر کردند و حقایق
 اشیا را به قدر طاقت بشری دریافتند و ضوابط و قوانین علوم وضع کردند و احسانی عظیم
 بر زمانیان استقبال و اگذاشتند - صاحب کشف الظنون به عبارت عربی گوید - خلاصه
 کلامش این که

مردم عالم دو قسم اند فرقه هستند که به شان علم اهتمام کرده اند و اصناف معارف به
 ظهور آورده و فرقه دیگر اند که اعتنا کرده اند به شان علم به حیثیتی که اسم عالم بر ایشان اطلاق
 توان کرد -

از جمله قسم اول اهل مصر و روم و هند و فرس و عرب و عبرانیین یعنی بنی اسرائیل
 و کلدانیین و آن گروهی بودند در زبان قدیم مسکن این با زمین عراق و جزیره عرب و لغت این با
 سریانی بود و از جمله قسم ثانی بقیه امم سوا - مردم چین و ترک و چون آفتاب عالم تاب اسلام

سزاقت عرب بر آورد و مضمون قول خیر الانام علیه الصلوة و السلام مکل کرد که ادایت لی
 الارض فادایت مشارقتها و مفاربیها و سیبلغ امتی هادی لی
 اوائل برانداخته شد. و مسلمانان کتب عمل سابقه فراوان سوختند. و علما مطالعه توریت
 و انجیل و غیره را منع کردند بلکه بعضی به تحریم رفتند. کرمانی شارح بخاری گوید در تحریف
 توریت و انجیل اختلاف کرده اند. آیا در لفظ است یا در معنی بعضی میل کرده اند به شق
 ثانی و جائز داشته اند مطالعه و این قول باطل است و جائز نیست مطالعه به اجماع
 حضرت صلی الله علیه و سلم یا عمر رضی الله عنه صحیفه توریت دید و غضب فرمود:
 انتهی کلام الکرماتی.

چون سعد بن وقاص ملک فارس را فتح کرد و کتب فلاسفه پیش از حصر بدست افتاد
 امیر المومنین عمر رضی الله عنه را نوشت چه باید کرد. عمر رضی الله عنه نوشت :-

اطرحها فی الماء فان یکن هدی فقد هدانا الله باهدی منها وان یکن
 ضللا فقد کفاناها الله فطرحوها فی الماء و النار

الحاصل جمیع مسلمین اتفاق کردند بر اخذ و عمل کتاب الهی از دست رسالت پناهی
 صلی الله علیه و سلم و صحابه کرام رضوان الله علیهم اجمعین از جهت برکت صحبت رسول صلی الله
 علیه و آله و سلم و قرب عهد مبارک و کثرة علم و این چنین تابعین رحمهم الله تعالی حاجت
 به تدوین علوم شرایع نه داشتند به حدی که بعضی کتب است علم را مکرده پنداشتند و استدلال
 کردند به حدیث ابی سعید خدری رضی الله عنه که استاذ النبی صلی الله علیه

وسلم فی کتب العلم خلد یا ذن لک و شخصی کتابے نوشتہ بر عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
 عرض کرد - عبد اللہ کتاب را گرفت و بہ آب محو ساخت - آن شخص سبب استفسار نمود و فرمود
 از بیم آنکہ سبب ابر کتاب اعتماد کنید و حفظ را ترک دهید و چون ملت اسلام وسعت گرفت
 و بلاد شرق و غرب بہ تصرف اسلامیان درآمد و صحابہ رضی اللہ عنہم در اقطار امصار متفرق
 شدند و رخت زندگانی از حبان فانی بر بستند و فتنہ ہا سر از گریبان بر آورد و مخالف عقول و آرا
 گل کرد و جوہ علماء و حفظہ علوم رو بہ کمی آورد و بہت ہا قاصر افتاد - و خلایق بہ بقیہ علماء و مجتہدین
 رحمہم اللہ تعالی رجوع آوردند و امر فتوی شیوع گرفت - و بیم آن شد کہ احکام شریعت
 غفلت از ضحلال پذیرد - و حق با باطل التباس گیرد و در اواخر عہد تابعین رضی اللہ عنہم اجماعین
 علماء ملت اسلام اساس تدوین گذاشتند و حقی عظیم برین است مرحومہ ثابت کردند جزاہم
 اللہ عنا خیر الجزاء و اختلاف است درین کہ اول کیکہ در عہد اسلام تصنیف کرد و کیت بعضی
 گفته اند عبد الملک بن عبد العزیز بصری متوفی در ۶۵۱ھ است و خمیس و ماتہ بعضی گفته اند
 ربیع بن صبیح متوفی در ۶۷۱ھ است و بعد از ان تصنیف کرد سفیان بن عیینہ - بعد از ان
 امام مالک رضی اللہ عنہ موطا را اورندینہ منورہ - بعد از ان عبد اللہ بن وہب در مصر و مصر
 بن عبد الرزاق در کمن - و سفیان ثوری و محمد بن عقیل و ابن عران در کوفہ - و حماد بن سلمہ
 و روح بن عبادہ در بصرہ - و ہشتم در واسط - و عبد اللہ بن مبارک در خراسان - و مطلق نظر
 این اکابر در تصانیف خود ضبط مبانی و کشف معانی قرآن و حدیث بود رحمہم اللہ تعالی
 و چون امر خلافت بر نبی عباس قرار گرفت خلیفہ ثانی منصور و وائقی از اثر صحبت اعاجم غلبتی

به علوم فلاسفه بهم رسانند - خصوص تنجیم را بسیار دوست گرفت - و همچنین را فراوان تربیت و نوازش نمود - چون نوبت خلافت هفتم مامون بن هارون رسید میل کلی به این علوم پیدا کرد - و بنیادی که جدا گذاشته بود به اتمام رسانید - و علوم فلاسفه را از معادن و مواضع اصلی استخراج نمود - و ایلچیان نزد ملک روم فرستاد و کتب فلاسفه را خواش نمود - ملک روم آن قدر کتب که بهم رسید از افلاطون و ارسطاطالیس و بقراط و جالینوس و اقلیدس و بطليموس و غیرهم پیش خلیفه ارسال داشتند - خلیفه ترجمانان ماهر را فرمود تا ترجمه ساختند و در حلقه درس انداختند - دانش پژوهان روزگار کمربست بر بستند و حسب الطاقه ورزش و اتقان علوم را به درجه کمال رسانیدند - و تصانیف لطیفه براسه نوسان ریاض استقبال و گذاشتند و عمده این ها معلم ثانی ابو نصر فارابی است و ابو علی سینا و قاضی ابو الولید بن الرشیدی و وزیر ابو بکر مشهور به ابن الاصابع اندلسی و غیرهم کشف الظنون گوید و درین بابا ملخص کلاشش نقل کرده می شود -

از غرائب آنکه علماء ملت اسلامیة در علوم شرعیة و عقلیة اکثر اعاجم اندالافن فصاحت و بلاغت و نظم اشعار آید و ترتیب خطب و اخبار که مجموع این فنون را **عبث** به درجه قصوی رسانیده اند اما علوم شرعیة بنا بر مجموع بر قوانین و ضوابط است و محتاج به علوم دیگر اند که وسیله علوم شرائع باشد مثل قواعد عربیت و قوانین استنباط و قیاس و اذکة قاطعه که به آن رد عقائد باطله توان کرد - و مجموع این فنون مفتقر به تعلیم و تعلم اند و مستدرج تحت صنائع که اهل حضارت رومی باشد و گفته اند که جمیع حصر در صفت حضارت تابع عجم است چه این

در صنایع و حرفه ملکه راسته دارند و دین باب از سائر اعم فائق اند لاجرم در ضبط و اتفاق
 علوم و تدوین فنون هیچکس به اعاجم نمی رسد و از جمله علماء و عجم در صناعت نجوم سیبویه
 و ابوعلی فارسی و زجاج که همه عجمی الاصل اند و از فحاشی لغت عرب زبان را کس ننمودند
 و قوانین عربیت به ضبط و قید کتابت در آوردند و همچنین محدثین و حفاظ مثل اصحاب صحاح
 سته و مفسرین و اصولیین و غیرهم رضوان الله تعالی علیهم اجمعین اما علوم عقلیه جمیده
 صناعت اند و قرعه این علوم بنام اعاجم افتاده تا اینجا خلاصه کشف الضنون است
 و چون ولایت روم و ایران و توران قدیم الاسلام است نهال علم اول دین سمرقند
 ریشه دو انید و رتبه اصلها ثابت و فرعها فی السماء بهم رسانید و بعد از آن که طلیمه اسلام
 الویه تسخیر مهند برافراخت و پرچم اعلام و ظفر انجام برین مملکت سایه انداخت جمعی از علماء
 و الاقدار به پرتو و درود خود شبستان مهند را منور ساختند و به افاضه انوار علوم عقلی و نقلی
 چراغانی برافروختند و بعد از آن در هر عصر جمعی ازین طائفه علیه قدم در شهرستان وجود گذاشتند
 و رایست ترویج علوم و تهید فنون برافراشته تفصیل از کتب تواریخ باید جست و در
 مختصر تمینا چند از مشاهیر این گروه و الاشکوه را بیان می سازم و بعد از آن به ذکر
 فضلاء بلگرام که محرک سلسله تدوین است می پردازم.

۱) مولانا حسن

بن محمد بن حسن بن حیدر الصفائی اللاهوری نور الله ضریحه عالم ربانی و دانا غوغا

سعانی بود و در فقه و حدیث و علوم دیگر پایه عالی داشت. ولادت او در لاهور پانزدهم صفر
 سبع و سبعین و چهل و شصت واقع شد. صغاری او را به اعتبار اصل گویند. صغاری به فتح
 صدا و مملکت و غنیمت شهری است از بلاد ماوراءالنهر ابتدا و حال نزد والد خود تلمذ کرد و فنون کثیره
 تحصیل نمود و استعداد عالی بهم رساند و در سال ۶۱۵ هجری ختمه عشر و ستمائیه به بغداد رفت و سالها
 در آنجا رحل اقامت افکند و به تدریس و تصنیف مشغول گشت از آنجا به مکه معظمه شتافت
 و مدتی به مجاورت بیت الله سعادت اندوخت و جانب عراق عطف عنان نمود
 و در سال ۶۲۳ هجری سبعة عشر و ستمائیه خلیفه وقت او را بر سبیل رسالت به هند فرستاد. و در سال ۶۲۴
 اربع و عشرين و ستمائیه از هند به عراق برگشت و کثرت ثانی بر سبیل سفارت از آنجا
 به هند آمد. و در سال ۶۳۳ هجری سبع و ثمانین و ستمائیه به بغداد معاودت نمود و او در مکه معظمه و عراق
 هند از شیوخ فرادان حدیث را سماع نمود. و تصانیف غراپر دخت مثل مشارق الانوار
 که شصت و تمام دارد. و شرح بخاری. و مصباح الدجی و الشمس المبینة. و در السحابة و شرح
 آن همه در فن حدیث و کتاب شوار و عباب و شرح القلاوة السمطیه فی توشیح الدریدیه و کتاب
 الافتعال در لغت. و کتاب الفرائض و کتاب العروض.
 و فاش در بغداد و ستمائیه در عهد معتصم ختم خلفا عباسیه اتفاق افتاد
 فرزندان خود را وصیت کرد که نعش او را به مکه معظمه نقل کنند. اول او را در حرم ظاهری واقع بغداد
 به خانه خودش امانت گذاشتند. و در سال مذکور به مکه مقدسه آورده و دفن ساختند مولانا در
 آغاز مشارق الانوار تمنا سے قبر خود در آن بلد فاخره بیان کرده و گفته احاطه بها جمید افاقه

ثم اذا شاء النشره رحمة الله تعالى -

(۲) شیخ حمید الدین دہلوی

دانش مند و الا قدر بوده و شرحی مفید بر ہدایہ فقہ نوشتہ - و در ۶۲ شہ ربیع و ستین
وسیع مائتہ متوجہ دار البقا گردید - صاحب کشف الظنون گوید :-

” شرح شیخ حمید الدین شرح لطیف مزوج - اولہ ” الحمد للہ الذی ہدانا فی ہدایتنا الی خدمتہ کتابہ
” المبین الی آخرہ ” قال العلامة ابن الکمال ہو شرح جلیل جمع فیہ لب شروح کثیرہ لکنہ اطنب
” فی موضع الاستیجاز و اوجز فی موضع التفصیل فلذلک یحت علیہ الاعتراضات اقوال العلامة ابن الکمال و
” ان کان فرید و ہرہ بلا مانع و جدید عصرہ بلا مانع لکنہ صنف عنان منہ عن التحقیق فی اکثر معنیات
” و سلک طریق الجدل فی اشہر مولفاتہ سیما فی شرحہ علی الہدایۃ فانہ وصل فیہ للجدل الی النہایۃ
” انتہی کلام کشف الظنون بالمختصا -

(۳) مولانا شمس الدین یحیی الاودی نور اللہ مرقدہ

آفتابے است مفیض انوار دانش و عالی جناب ست مفید انواع بنفش - تلمیذ

مولانا ظہیر الدین بہکری و مولانا فرید الدین شافعی شیخ الاسلام اودھ است - شیخ نصیر الدین
محمود اودھی چہراغ دہلوی قدس سرہ بہ خدمت مولانا شمس الدین تلمذ نمود و در مدح استاد می گوید

فقال العلم شمس الدین یحیی

اسالت العلم من احياء حقا

مولانا از اجله خلفاء سلطان المشايخ نظام الدین دہلوی است قدس سرہ
 زی علماء داشت و ہموارہ بہ اشاعہ علوم و افاضہ تصانیف می پرداخت - و کار علم و تبحر مولانا
 بہ جائے کشید کہ استادان شہر دہلی در حلقہ درس او بہ زانوئے ادیب نشستند و در ذیل
 تلامذہ منسلک گشتہ بہ شاگردی افتخار نمودند - مولانا تصانیف دارد - اما درین عصر کم یافت
 می شود - آرا مگاہ دہلی -

(۴) قاضی عبدالمقندر

بن قاضی رکن الدین الشریحی الکندی الدہلوی قدس سرہ آمد روزگار و در فضائل
 صوری و معنوی عظیم الاقدار است - در آوان تحصیل بہ شرف ملازمت شیخ نصیر الدین
 محمود قدس سرہ می رسید - و ذکر مقدمات علمی در میان می آورد - شیخ اورا بسیار دوست
 می داشت - و ابجاث اورا تحسین می کرد و بہ تحصیل علم ترغیب می نمود - آخر الامر
 دست بہ دامن ارادت زد و کمال صوری را با جمال معنوی ہم آغوش ساخت - ہموارہ
 بہ افادہ طلبہ می پرداخت - و لب تشنگان را بہ سبیل علوم سیراب می ساخت و طریقہ
 انیقہ شیخ نصیر الدین محمود و اکثر خلفاء اولوئہ اللہ مضاجعہم حفظ آداب شریعت و اشتغال
 درس بود - شیخ نصیر الدین می نمود یک مسئلہ شرعی فضل دارد و ہزار کہتے کہ
 آئینخت بہ اعجاب وریا باشد -

قاضی عبدالمقندر در تاریخ بست و ششم محرم ۹۱۰ھ احدی و تسعین و سبعائہ مقام
 عند ملک مقدر قرار گرفت و ہشتاد و ہشت سال عمر یافت - خواب گاہ دہلی - قاضی

درسان عربی شاعر بارتبه است قصیده لاسیه اورا شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره در اخبار
الاخیار ذکر کرده درین صیغه چند بیت به اتباع حضرت شیخ درج می شود

یا سابق الطعن فی الاسرار والاصل	سلم علی دار سلمی وایک توصل
عن الطباء التي من دابها ابدا	صيد الاسود بحسن الدل البخل
وان ملوک الکرام قد مضوا قد و	حتى یحبیبک عنهم شاهد الطلل
اضحت اذ ابعدت عنها کوا عبرها	اطلالها مثل اجنان بلا مقل
ان الطباء التي یصبحن رافلة	فیرهاها حورضت عن الحول
ان کن مستفیئات فی تزیینها	عن الحلی وکل العین والحلل
فان من ملکت قلبی لها شرف	علی المهر العین والارام بلا ^{طل}
فدی فوادی اعلی بیه سکنت	بیتا من القلب معمر بلا حول
یا طالب الجاه فی دنیا تكون غدا	علی شفا حفرة النیران ولشغل
یا طالب العز فی العقیة بلا عمل	هل تنفعک فیها کثرة الاصل
مکارة اکلت کالهرة ولدت	حیالة قتلت من جاء بالجل
فلا تکن لزیل الورق مضطربا	واقنع بما قسم القسام فی الازل

(۵) مولانا معین الدین عمرانی دهلوی قدس سره

از علماء فنون و حکم فروع و اصول بود - و استاد شهر دہلی عمرنا اللہ تعالی و معاصر سلطان محمد بن تغلق شاہ

آورده اند که سلطان محمد مولانا معین الدین را به ولایت فارس نزد قاضی عسکری فرستاد
و التماس نمود که به هندوستان تشریف آورد - و متن موقوف را به نام او سازد - سلطان ابوالحسن
والی شیراز مانع شد - و فرمود تحت سلطنت به ثبات سلیم می کنم - و هر خدایتی که باید به تقدیم می رسد
قاضی چون تواضع سلطان را به این مرتبه مشاهده کرد از عزیمت به هندوستان درگذشت
و در وطن خود قدم اقامت افشرد و موقوف را به نام سلطان ابوالحسن موشح ساخت - و نام او را
تا دور روزگار به کرسی عزت نشاند -

مولانا معین الدین عمرانی وقتیکه به خطه شیراز وارد شد در آنجا آثار فضل و دانش
از وی ظهور رسید و به مزید اعزاز و اکرام اختصاص یافت - از تصانیف او دست حواشی کثر
و حسامی و مفتاح -

(۶) مولانا خواجگی دهلوی نورالله مضعبه

عالم ربانی و تلمیذ مولانا معین الدین عمرانی است - پس از طے منازل فنون ظاهر جاده
پیمائی طریق باطن شد - و سعادت ارادت شیخ نصیر الدین محمود اودی قدس سره دریافت
و مراتب تزکیه و تصفیه به کمال رساند و خلعت خلافت و ارشاد پوشید و بر طریق ایتقه
حضرت مرشد و برادران طریقت قدس الله اسرار هم شغل درس پیش گرفت - بهمواره به دانش
آموزی می پرداخت - و طائفه تحصیلیان را از سرمایه علوم بهره مند می ساخت بهنگامی
که امیر تیمور صاحبقران قصد دہلی کرد میر سید محمد گیسو در آن قدس سره در عالم رویا بر نهضت

افواج تیموری و خرابی ولایت دہلی آگاہ شد۔ و مردم را ازین واقعه بیدار ساخت۔ مولانا خواجگی بر رویا سے حضرت سید قدس سرہ از دہلی برآمد و خست سفر جانب کالپی کشید و بقیہ ایام زندگانی ہما نجا بہ پایاں رسانید۔ مقبرہ او بیرون شہر کالپی است۔

(۷) مولانا احمد تھانیسری روح اللہ رحمہ

فاضل بے نظیر و شاعر خوش تقریر است و مقتبس النوار معنوی و مرید چراغ دہلوی نور اللہ مرقدہ اور ابامولانا خواجگی دہلوی طاب ثراہ مواخات بود۔ اما در ہجرت از شہر دہلی موافقت اتفاق نیفتاد تا آنکہ عسا کر تیموری در رسید و ولایت دہلی را تالان نمود۔ مستحقان مولانا احمد تھانیسری بہ اسیری درآمدند۔ و بعد فروشتن غبار فتنہ نجات یافتند۔

صاحب قرآن امیر تیمور تعریف مولانا گوش کردہ در حضور طلبید و جوہر فضل و کمال معائنہ نمودہ بہ مجالست و صاحبیت مخصوص ساخت۔ بعد معاودت موکب تیموری و برہم شدن رونق دہلی۔ مولانا احمد نیز باہل و عیال قصد کالپی کرد۔ و در آنجا طرح توطن بخت و تہمتہ عرصہ عمر را بہ تقدیم عبادت و درس علوم معمور ساخت۔ قبر مولانا درون قلعہ کالپی واقع شدہ۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ قصیدہ والیہ اور ادراخبار الاخیار آوردہ چند بیت از انجا برچیدہ زیور این کتاب ساختہ می شود۔

وہاج لونغہ قلبی التاء الکما

اطار لبی حنین الطائر الخرد

۱۵ شاید کہ تاراج باشد ۱۲

واذكرتني عمو ابا الحسن سلفت
 بأت تورقني والقوم قد هجعوا
 فآثر طوفي غمض بعد بعدكم
 ليت الهوى لم يكن بيني وبينكم
 كانت مواسم ايام وعزتها
 كانه لم يكن بيني وبين الحى انس الى
 لا عيش بعد ليلات اللوى غدا
 حل الاحاديث عن ليل وجارتها
 محمد احمد الهاد لامتة الى
 بر وف رحيم سيد سند
 اقد ياك بالروح والقلب المشوق معا
 قد عاقني البعد عن موماى ياك
 ارجو الوفاة فى رضى حلت به
 عطف على ورفقانى ومكرمة
 يارب صل وسلم انما ابدا
 وصحبه ذويه الطاهرين ومن
 ملاح برق وماسح الغمام على

حماة صلحت من كلاج الكلب
 من بين مصطع منهم ومستقنا
 ولا خيال سرور دارنى خلا
 وليت جبل وواد غير منعقد
 ولت سرا على رجم ولم تعد
 اللوى وكان الحى لم تعد
 ولا وصول الى ذاك الحى بيدى
 وارحل الى السيد المختار من اد
 الصراط صراط غير ملتقى
 سهل لقاء رحيل البالى
 والنفس المال والاهل والوالد
 وطال شوقى الى لقاءك يا سيد
 يا لهفت نفسى اذا ما كنت لم ا
 فليس غيرك يا مولاي ملتحدا
 على النبى بنى الحق والرشد
 اجيرهم شغفا فى الغيب العند
 ربي الفلا فساها حلت الفتد

دما نغز غریب علی فتن

عقل الاروۃ محض و ملتبه

(۸) قاضی شهاب الدین ملک العلماء

بن شمس الدین بن عمر الزاوی الدولت آبادی روح اللہ رحمہ عمدہ دانش مندان ہند
 است۔ و شہرہ بلاد عرب و عجم مولد او دولت آباد دہلی است دانش رسمی نزد۔ مولانا خواجگی دہلی
 و قاضی عبدالمقتدر شریعی اندوخت۔ و چراغ امتیاز در انجمن اقران برافروخت اگرچہ در ان
 عمدہ دانش مندان دیگر نیز فائق عصر بودند اما طالع شہرتی کہ او یافت احدی را بمرتبہ گشت
 و آثاری کہ از او بر صحیفہ روزگار باقی ماند از دیگرے پیدا نیست۔ قاضی عبدالمقتدر در باب
 اومی فرمود پیش من طالب علمی می آید کہ پوست او علم۔ و مغز او علم و استخوان او علم است
 ایامی کہ رایات تیموریہ جانب دہلی حرکت کرد۔ قاضی در رکاب استاد خود مولانا خواجگی طریق
 مهاجرت از دہلی پیود۔ مولانا در کالیپی رحل اقامت افکند۔ و قاضی جانب جو بنور رفت۔
 سلطان ابراہیم شرقی اشرق اللہ ضریحہ مقدم اورا مفتخم دانستہ لوازیم قدر شناسی افزون
 از وصف بجا آورد و بہ خطاب ملک العلماء فی بلند آوازہ ساخت۔ عرق حسد ابناء جنس
 و جنبش آمد۔ قاضی شکایت حساب مولانا خواجگی نوشت۔ مولانا این دو بیت شیخ سعدی
 شیرازی در جواب قلمی فرمود

اے پیش از آنکہ در قلم آید شنائے تو

اے در بقائے عمر تو نفع حبا نیان

واجب بر اہل مشرق و مغرب دعائے تو

باقی مباد آنکہ نخواہد بقائے تو

گویند در اندک زمانی جماعه حساد فانی گشتند۔ از تصانیف قاضی حواشی کافیہ در حین
 حیات او مشہور آفاق گشته۔ و ارشاد متن در علم نحو کہ تمثیل مسئلہ در ضمن تعبیر التزام
 کردہ و طرزی تازہ بر روی کار آورده و بدیع المیزان متن در فن بلاغت کہ عبارات
 مسجود دارد۔ و بحر مواج تفسیر کلام اللہ بزبان فارسی و درین تفسیر سعی بلوغ در بیان ترکیب
 و معنی و وجوہ وصل و فصل آیات بینات بہ کار برده۔ و شرحی بر اصول بزودی تا بحث
 امر۔ و شرحی طویل بر قصیدہ بانت سعادت۔ و رسالہ فارسی در تقسیم علوم و صنائع۔ و رسالہ
 مناقب السادات و غیرہ تا ضعی در تاریخ بست و پنجم رجب المرجب ۱۲۷۹ شمسہ تسخ و آری
 و ثمانیۃ بہ گلگشت فردوس اعلی شتافت۔ مرقد منور شمس در بلدہ جونپور جانب جنوبی
 مسجد سلطان ابراہیم شرقی۔

(۹) شیخ علی بن شیخ احمد مسایمی قدس سرہ

از قوم لوائیت ست و قوم لوائیت در بلاد دکن معروف و مشہور اند۔ طبری در تاریخ خود گوید:-
 نایتہ طائفہ ایست از قریش کہ از ترس حجاج بن یوسف ثقفی کہ پنجاہ ہزار کس علما و اولیا
 را ناحق کشت۔ از مدینہ منورہ برآمدند و خود را بہ ساحل بحر ہند رسانیدند و در ان سرزمین
 توطن برگرفتند۔ و این تفرقہ در ۵۲۰ شمسہ اشنین و ماہ ہجری واقع شد۔
 مسایم بروزن عظیم یکے از بنادر گجرات احمد آباد شیخ علی تحریر زمان و صاحب ذوق

۱۵ این شرح در بلدہ حیدر آباد دکن بمطبع دائرۃ المعارف النظامیہ چاپ شدہ ۱۲۵

و عرفان بود و مثبت توحید و جودی و پیرو شیخ محی الدین ابن العربی قدس سره تصانیف
 را یقہ مثل تفسیر رحمانی و زوارف شرح عوارف المعارف و شرح فصوص الحکم و شرح فصوص
 شیخ صدر الدین قولوی قدس سره و اولۃ التوحید و غیر ذلک در جہادی الاولی ۸۸۵
 خمس و ثلثین و ثمان مائتہ متوجہ عالم قدس گردیدہ در مہایم جاے آرامش برگزیدہ یزار و
 یتبرک بہ -

(۱۰) شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سره

پدرش قاضی بدین نام قاضی قصبہ انام بود - شیخ سعد الدین را طفل گذاشتہ
 از عالم رحلت کرد - آثار رشد در آواہن طفولیت از ناصیہ شیخ سعد الدین ہویدا بود چون او را
 در مکتب فرستادند ہر روز لوح خود را ضبط می کرد و ہر شب ہزار بار می خواند - قرآن مجید را
 ہمہ بر این نظم تخته تختہ یاد گرفت - و در عنفوان سن تمیز بہ خدمت مولانا اعظم لکھنوی
 روح اللہ رجس پیوست و کم بہ کسب علم پرست - و در فرصت کمی تجربہ ہم رساندہ سر آمد
 علماء عصر گردید - و دست ارادت بہ شیخ بیناے لکھنوی داد و ساغر لبریز از بیناے معرفت
 نوش کرد - شیخ مینا چہارم صفر ۱۲۴۲ھ اربع و سبعین و ثمان مائتہ بہ گلشن مینو خرامید - شیخ
 سعد الدین بعد انتقال مرشد ایاے در لکھنواقامت داشت - آخر الامر در عالم رویا از حضرت
 مرشد اشارہ شد کہ ترا بہ خیر آباد باید رفت شیخ حسب الارشاد بہ خیر آباد شتافتہ رنگ توطن
 رنجیت بحق تعالی اعتبار و اشتہار عظیم کرامت نمود - و فتوحات از ہر جانب ریزش کرد

همه در هماننداری وارد و صادر شدند - و بلغوری برای مستحقین تعیین فرمود - و اقربارا
از نام به خیر آباد طلبید و عمارت با طرح انداخت - باین همه روزی که ازین جهان رحلت
کرد جامه کفن از خانه پیدانه شد - بر طریقه حضرت مرشد حضور زیست و سالها مستند تدریس
دارشاد در ارتق بخشید - و شرح غرابت اولات به قلم آورد - مثل شرح بزودی و حسامی
و کافی و مصباح و امثال آن و مجمع السلوک نام شرحی بر رساله مکیه نوشته درین کتاب
ملفوظات و حالات شیخ مینا بسیار درج کرده هرگاه از شیخ خود نقل می کنند می گوید - قال شیخی شیخ
مینا دامه الله فینا «مزار فالفیض الانوارش در خیر آباد حاجت روا می خلایق است -

(۱۱) مولانا عبد الله تلبنبی

تلبنبه بضم تاء فوقانی و فتح لام و سکون نون و فتح باء موحده آخر با زده شهری است
مشهور از ملحقات ملتان پیشتر و علماء است و قافله سالار فضلاست هیچ معقول و منقول و متکمل
فروع و اصول عمر با در وطن مالوت بر چار باش افتاده نشست و شش جهت را به نشر
لوامع علوم منور ساخت - آخر الامر از خرابی ملتان او و شیخ عزیز الله تلبنبی رخت رحلت
به دار الخلافه دہلی کشیدند و علم معقول را درین دیار مروج ساختند - و پیش ازین غیر شرح
شمسیه و شرح صحائف از علم منطق و کلام در هند شایع نه بود - سلطان سکندر لودی مقدم
ایشان را گرامی داشت و مراسم اعزاز و اکرام فوق اکدم به تقدیم رساند - وفات مولانا
عبد الله بلغوری آتش گندم -

عبداللہ در ۹۲۲ھ اثنین و عشرين و تسعمائة اتفاق افتاد اولئك لهم الدرجات العلى
تاریخ یافته اند آرام گاہ دہلی۔

(۱۲) مولانا الہداد جونپوری قدس سرہ

ذات والا صفاتش بہ مقتضائے اسم خود موہبت ربانی و عطیہ یزدانی بود و صباح
خزان قال و مصباح مجالس حال تلمیذ مولانا عبداللہ تلمیذی نور اللہ ضریحہ و مرید راجی
حادثہ مانک پوری است۔ عمر گرامی را بیشتر بہ تدریس و تصنیف صرف ساخت
و تصانیف رابقہ و توالیف فائقہ پرداخت۔ مثل شرح ہدایہ فقہ در چند مجلد۔ و شرح
بزودی و حواشی بر حواشی ہندیہ و حاشیہ تفسیر مدارک۔

(۱۳) شیخ علی متقی قدس سرہ

جونپوری الاصل برہانپوری المولد است۔ در وصیت نامہ خود می فرماید
بہ عبارت عربی تلخیص کلامش این کہ۔

والد من در صغر سن مرا مرید شیخ باجن برہان پوری ساخت۔ چون بہ سن تمیز رسیدم
شیخ را پیر خود گرفتہ بہ موافقت والد خود بنا بر قول بزرگان کہ گفتہ اند کہ اگر طفل مرید شیخی کردہ شود
بعد بلوغ مختار است اگر خواہد همان شیخ را پیر خود گیرد۔ و اگر خواہد شیخی دیگر اختیار کند
و چون والد و شیخ من فوت کردند خرقة مشائخ چشت از شیخ عبدالحکیم بن شیخ باجن مذکور پوشیدم

بعد از آن صحبت شیخی خواستم که مرا ارشاد کند و دلالت به طریق حق نماید قصد بلاد ملتان کردم
و مدتی صحبت شیخ حسام الدین متقی در ریافتم بعد از آن به حرمین شریفین رفتم - و با شیخ
ابوالحسن بکرمی صحبت داشتم - و خرقة قادری و شاذلی و مدنی اخذ نمودم - و نیز هر سه
خرقة از شیخ محمد بن محمد سخاوی پوشیدم - انتهى -

آن جناب در ۹۵۲ هـ ثلث و خمین و تسعمائة به صوب حرمین شریفین خراسان
و در مکه معظمه رحل اقامت افکند - و از کثرت ریاضت و تقوی و نشر علوم ظاهر و باطن
غلغله به بلاد اعلی رسانید - خواص و عوام بقاع مقدسه به کمال فضل و ولایت او اعتراف
داشتند - شیخ ابن حجر مکی مفتی حرم محترم - صاحب سواعق محرقة در ابتدا حال استاد
شیخ بود آخر خود را تلمیذ می خواند و رسم ارادت بجا آورد و خرقة خلافت پوشید عدد
تصانیف او از صد تجاوز است - کتاب جمع الجوامع و جامع صغیر شیخ جلال الدین سیوطی
را بر ابواب نقیبه ترتیب داد - و وجه تصرفات را به قدر طاقت استیعاب نمود شیخ ابوالحسن
بکرمی می فرمود - للسيوطي منته على العالمين وللمتقي منته عليه، وفات او دوم جمادی الاولی
۹۵۷ هـ خمس و سبعین و تسعمائة اتفاق افتاد - شیخ که تاریخ است - عمر گرامی نو د سال
شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره در ترجمه مشکوة در کتاب الاماره و القضاء از شیخ عبد الوهاب
متقی نقل کرده می فرمود به -

« یک باری به خاطر شیخ علی متقی رحمه الله رسید که ثواب عدالت بے شمار است اگر به دست
آید غنیمت است - چندگاه به این نیت منصب عدالت اختیار باید کرد و نیز امتحان باید کرد که

« شغل دنیا با حضور و جمعیت خاطر جمع می شود یا نه - چون سلطان محمود گجراتی که به غایت معتقد و
 « و منقاد حضرت شیخ بود - این حکایت شنید و غنیمت دانست - و سعادت کارخانه سلطنت
 « شمر - پس شیخ منصب داروغگی اختیار کردند - و به دارالعدالت نشستند و جمعی از خادمان
 « و پاجیان که در خدمت می بودند رشوت گرفتن بنیاد نهادند - به سلطان رسید که شیخ با آن
 « تقوی و دیانت که داشتند رشوت می گیرند - و افراط و تفریط می نمایند - سلطان باور
 « نداشت گفتند جماعه که همیشه با ایشان می باشند - رشوت می ستانند البته شیخ نیز می دهند
 « و رومی دارند - چون شیخ شنیدند که به سلطان این چنین رسانیده اند - چندگاه در مقام
 « اصلاح این کار بودند آخر دیدند که راست نمی آید - روزی در چوبو تره عدالت نشسته بودند
 « عصای خود گرفته برخاستند و به یاران سلام علیک کردند و برخاسته و دیدند و گفتند
 « که این هر دو کار جمع نمی شود - و العاقبت با کجیر »

(۱۴) شیخ محمد بن طاهر الفتنی قدس سره

خادم حدیث نبوی و ناصر سنن مصطفوی است - بعد تحصیل کتب متداوله جاده نورد
 سرزمین شریفین گردید و علماء و شایخان دیار کرامت آثار را دریافت - سیما شیخ علی متقی که از
 حاشیه محفل اشرف فیوض فراوان اندوخت و به سعادت ارادت و الا فائز گشت - و عنان
 به وطن اصلی گردانید - و هنگامه افاده علوم و اعلا کلمه الحق گرم ساخت - و بروفق و صیت
 شیخ خود قدس سره همیشه مداد بر اے امداد نسخه نویسان علوم حل می کرد به حدی که در وقت

درس گفتن ہم بہ حل کردن مرکب مشغول می بود۔ تا دست نیز در کار باشد۔ توالیف مفیدہ دارد۔ مثل مجمع البحار و غرائب الحديث و معنی در اسماء الرجال و غیرہا۔ و او در شکست بواہیر مہدویہ کہ ہم قوم او بودند۔ و اقتداء سید محمد جوہوری می کردند مثل استاد خود کہ برست و عہد کرد کہ تا داغ بدعت از پیشانی این طائفہ نہ شود دستا بر سر نہ بندد۔ چون اکبر بادشاہ در ۹۸۰ شہ ثمانین و تسعمائہ گجرات را تسخیر کرد۔ و در پٹن شیخ ملاقات واقع شد۔ پادشاہ دستا برست خود بر سر شیخ پیچید و فرمود باعث ترک دستا بہ سمع رسیدہ نصرت دین مستین بروفق ارادہ شمار و مہدولت من لازم است۔ در ان سال حکومت گجرات بہ خان اعظم میرزا عزیز کو کہ تفویض یافت۔ وہ اعانت خان اعظم اکثر رسوم بدعت بر انداختہ شد اما عنقریب صوبہ گجرات بر عبد الرحیم خان خانان قرار گرفت وہ حمایت او طائفہ مہدویہ بار از کمین چہ بستند۔ شیخ دستا را از سر بکشا و وعزم اگرہ کرد کہ ماجرا را بہ سمع اکبری رساند و تدارکی بہ عمل آرد۔ شیخ وجیہ الدین علوی قدس سرہ ہر چند بہ طریق کنایہ منع کرد و فرمود عالم منظر اسما و جمالی و جلالی است۔ حفظ آثار و احکام ہر اسم صراطی است مستقیم سودمند نیستاد۔ و رخت کوچ برست۔ جمعی از مخالفان در پے افتادند و مابین اجین و سارنگ پور رنجتہ شہید ساختند۔ فی ۹۸۶ شہ ست و ثمانین و تسعمائہ نغش اورا از مالو ابہ فتن برودہ در مقابر اسلاف او دفن ساختند کہ از احفاد او شیخ عبد القادر بن شیخ ابوبکر مفتی مکہ معظمہ بود و در علم و فضل و فصاحت و بلاغت سیما نقاہت ممتاز عصر می زیست۔ و سالہا بر مسند افتاد حرم محترم بہر بلند

داشت - و از تالیف اوست فتاوی در چهار مجلد و نسخه منبثات - و فائش در ۳۸۰ شمان و شصتین
و مائه و الف واقع شد - شیخ عبداللہ طرفہ انصاری مکی شافعی استاد شیخ عبدالقادر در مدح
تلمیذ قصیدہ پر داخترہ راجا نسب شیخ محمد طاہر جداوہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ می رساند و می گوید

من اوحل العلماء الفضلاء

قد کان جذا بیک بل صریحہ

الصدایق حلقہ بغیر مراد

اعنی محمد طاہر من منجی

اما شیخ محمد طاہر بہ اتفاق جمہور از قوم پوہرہ است و کلام شیخ عبدالکحی دہلوی در اخبار
الاخیار ہم تصریح می کند - و صدیقی بعضی می گویند بہ اعتبار نسب از جانب مادر بود
و بعضی می گویند از جهت اعتقاد بود کہ چون شیعہ خود را حیدری می گویند از خود را
صدیقی خواند -

دہا شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی قدس سرہ

دانا - ے علوم جہتین و خازن کنور نشاتین است - ولادت او در محرم ۱۱۹۵ھ احدی عشر
و تسعمائہ واقع شد - مولد او چا پناہیر است و ہما نجا نشو و نہا یافت - و در بلکہ فائزہ گجرات
فنون متعارفہ از ملا عماد طاری کسب نمود و رسم ارادت بہ خدمت شیخ قاضی قدس
سرہ بجا آورد - و چون محمد عنوث گوالیاری قدس سرہ بہ احمد آباد تشریف فرمود شیخ وجیہ الدین
در جمال ہمالیون محویتی ہم رسانید - و در سایہ تربیت شیخ کار تمام کرد - و سالہا در از
برسند افادہ و افادہ نشست و شرق و غرب عالم را از فیض اقدس معمور ساخت - تعداد

تصانیفش حاشیه برینادی حاشیه نخبه در اصول حدیث حاشیه عصفی حاشیه
 تلویح حاشیه بر دوسه حاشیه هدایه فقه حاشیه شرح وقایه حاشیه مطول و مختصر حاشیه صفهانی
 حاشیه شرح عقائد ائمتا زانی حاشیه بر حاشیه قدیم محقق دوانی حاشیه شرح حکمت العین
 شرح مقاصد حاشیه شرح قطبی حاشیه شرح چغنی شرح تحفه شاهی شرح رساله فارسی
 ملا علی قوشچی حاشیه شرح ضیایه شرح ارشاد قاضی شهاب الدین دولت آبادی شرح ابیات
 منهل شرح جام جهان نما شرح کلید مخازن رساله حقیقت محمدیه - وفاتش روز یکشنبه
 بست و نهم صفر ۹۹۸ ثمان و تسعین و تسعمائة واقع شد لهم جنات الفردوس نزلاً تاریخ
 است مضجع احمد آباد.

(۱۹) شیخ مبارک بن شیخ خضر ناگوری

از فحول علما و صنادید فضلا است - جد پنجمین اواز دیار بمین برآمده گرد جهان گردید
 و فرزادان عجائب صنع الهی مشاهده کرد - و در مائت تاسعه در قصبه ایل از توابع سیوستان سند بار
 غربت کشاد و متوطن و متاهل گردید - شیخ خضر در مبادی نائت عاشره به گلگشت هند شافت
 و بلده ناگور را محل اقامت ساخت - شیخ مبارک در ۹۱۱ هجری احدى عشر و تسعمائة در آنجا جامه
 عنصری پوشید - و بعد و وصول به ایام شباب جانب احمد آباد رفت و از خطیب ابوالفضل
 گازرونی و دیگر اکابر آنجا فرزادان کمالات اندوخت - و در ۹۵۰ هجری خمیس و تسعمائة رخصت نهضت
 به صوبه آگره کشید - و قریب پنجاه سال در آن مکان انجمن افاده را گرامی بخشید - از غرائب

آنکه پانصد مجلد ضخیم بدست خود تحریر نمود. و در پایان عمر با آنکه با صره از کار رفته بود به قوت حافظ
تفسیری به قید قلم آورد. در چهار مجلد سیمی به منبع عیون المعانی عبارت را سلسل تقریری
کرد و در بیان کسوت تحریری پوشانیدند. وفاتش به قدم ذی القعدة سنه احدى و الف
اتفاق افتاد. خواب گاه آگره.

(۱۷) شیخ ابوالفیض فیضی بن شیخ مبارک مذکور

پنجم شعبان ۹۵۲ هـ اربع خمین و تسعمائة در آگره به وجود آمد. و فنون متداوله را نزد پدر
در چهارده سالگی به انجام رسانید. و حکمت و عربیت را بیشتر مشق کرد. و غلغله گیتائی در هم عصران
بلند ساخت. و درین وادی جرسی می جنبانند.

»	آنم که فنون و فنون دارم	الواجب براغ رهنمونان دارم
»	این کالبدم ز خاک هند است ولی	در هرین موهزار یونان دارم

چون جوهر قابلیت او به عرض اکبر بادشاه رسید در ۹۷۴ هـ اربع و سبعین و تسعمائة منشور طلب
صادر گشت. و بعد از آنکه ملازمت مورد عنایات گردید. و به مزید تقرب و مصاحبت اختصاص
یافت. و به خطاب ملک الشعرائی تارک مباحثات به شعری رسانید. اوصاف شیخ آنچه
به شاعری تعلق دارد و در دفتر شعرا به تحریر می آید.

و او در ۹۹۹ هـ تسع و تسعین و تسعمائة به رسم سفارت از درگاه اکبری جانب راجه علیخان
والی خاندیس رخصت یافت. و بعد ابلاغ احکام از هماغجا به ادا سفارت نزد پیران شاه

والی احمد نگر ماسور گردید۔ و در سلسله اشنین و الف به پایہ سمریر اکبری سعادوت نمود۔ و دہم صفر
 سلسلہ اربع و الف قالب تہی کرد۔ و نزد پدر خود مدفون گردید۔ وقت احتضار نیم شب
 اکبر بادشاہ بہ عیادت آمد۔ و سہرا و اگر رفتہ برزالتوے خود گذاشت۔

برہان فضیلت شیخ فیضی سواطع الالہام تفسیر بے نقطہ است کہ درین ہزار سال بیشتر
 ہیچ مستعدی را ایسر نہ شد۔ طرفہ این کہ این چنین کار دشوار را در عرض دو سال از مبدیہ بہ منتہی
 رسانید۔ میرحیدر معانی کاشی تاریخ اتمام تفسیر کہ در سلسلہ اشنین و الف صورت گرفت۔ سورہ
 اخلاص بر آورد و دودہ ہزار روپیہ صلہ یافت۔ فضلاء عصر برین تفسیر توقیعات نوشتند مثل شیخ
 یعقوب کشمیری و سید محمد شامی و ایضاً ملا ظہوری و ترشیزی قصیدہ غزاس و قریب ہفتاد
 رباعی در لطائف اہمال نظم کرد۔ و ملا ملک قمی نیز رباعیات در سلک نظم کشید چون نسخہ تفسیر
 کم یا بل است تفسیر سورہ کوثر کہ اقصر سور است بہ تحریر می آید۔ تا کیفیت آن فی الجملہ چہرہ
 وضوح و انماید:-

” بسم اللہ الرحمن الرحیم لما رحل ولد رسول اللہ صلعم و ادرکہ السام

” و سمعہ العاص و کلم و هو عسور کا ولد له لو ادرکہ السام هلاک و

” حسم اسمہ صلعم ارسل اللہ انا اعطیناک محمدًا الکواشر

” العطاء الکامل علما و عملا و الموردا الامرء ماء و الاحمد هواء و ورت

” ماء المدام و هو مورد رسول اللہ صلعم اعطاه اللہ صلعم کرما و

۱۵ در سنہ ہجری بمقام لکھنؤ مطبع نشی نو لکھنؤ تفسیر مذکور چہا پ شدہ ۱۲

« المراد الاولاد او علماء الاسلام او كلام الله المرسل فصل دوا
 « لوبك الله كلما سواه كما هو عمل مرء عماء عمل الاسهوا وانحر واسدح
 « لله واعطاه اهل السؤال وهو عكس الكلام الاول المصريح لاحوال
 « اهل السهو والصد واعمالهم ان شائتك عدوك هو الا بتر المعدوم ولله
 « ادام الله اولادك ومراسم وامرك ومكارم عصرک وحقامد مراسمک »

حواشی

سام مرگ - و صم عیب کردن - عسور بالفتح دشوار زاینده - جسم بالفتح بریدن - امرء بالفتح
 گوار اتر - مرانی ریا کننده - سرح ذبح کردن - مراد از کلام اول سوره ماعون است -
 و ایضاً موارد الکلم نام رساله دارد غیر منقوط در علم اخلاق - و ترجمه لیلادوتی که کتابی است
 به زبان هندی در علم حساب -

(۱۸) شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره

اشتراش گوش جہانیاں را نواخته و خامه مورخان به تحریر مناقب ہمایون اجمالاً و تفصیلاً
 پرواختہ - سطرے چند بر لوح سنگی نقش کرده ورقہ ہزار فائض الانوار تعبیه کرده اند - وین جریہ
 بر عبارت لوح اکتفا می رود - و آن این است :-

« مجلی از احوال کرامت منوال این مقتداے وقت صاحب المفاخر البوالجی عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ »

۱۵ این کتاب لیلادوتی بزبان فارسی در لکھنؤ برائے سلطنت سلاطین اودہ چھاپہ شدہ ۱۲

- ” و اسعته آنکه از مبادی شعوبه طاعت حق و طلب علم کمر بسته نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم دین
 ” تحصیل کرد. و در سن سبت و دوسالگی از همه آن فایز شده و کلام مجید از بر گرفته بر مسند افتاده
 ” نشست. و هم در عنفوان جوانی جاذبه الهی در رسید. به یک بار دل از یار و دیار برکنده متوجه
 ” حرمین محترمین گشت. مدتی مدید به آن مقامات شریفه اقامت و رزیده به اقطاب زمان
 ” و اولیاء کبار صحبت و داشت. به و دالغ ارحمت و خصلت ارشاد طالبان اختصاص یافت
 ” و علاوه (این) تکمیل فن حدیث نموده بایرکات فرادان به موطن مالوف مراجعت فرمود. و مدت
 ” پنجاه و دو سال به جمعیت ظاهر و باطن ممکن یافته تکمیل فرزندان و طالبان بجا آورد. و به پیشتر
 ” علوم سیما علم شریف حدیث پرداخت. به نهجی که در دیار عجم احدی را از علما و متقدمین و متأخرین
 ” دست نه داده است ممتاز و مستثنی گردیده. و در فنون علمیه خاصه فن حدیث کتب معتبره تصنیف
 ” کرد. چنانکه علما و زمان اعتنا به آن ورزیده دستور العمل خود دارند. و اهل دانش از خواص و عوام
 ” به جان خریداری می نمایند. تصانیف این فیاض و الا از صغیر و کبیر به صد مجلد و به حسب شمارا
 ” ابیات پانصد هزار رسیده است. در محرم ۱۰۵۸ هـ این نور اتم پر تو ظهور به عالم عنصری داد. و در ۱۰۵۲
 ” به تمام آگهی و کشاده پیشانی به عالم قدس خراسید. تاریخ ولادت شیخ اولیا. و تاریخ رحلت فخر العالم است.

در ۱۹ شیخ نور الحق

خلف الصدق شیخ عبدالحق دهلوی قدس الله امرار به تلمیذ و مرید و مقبول و الدبیر گوار و وارث

کمالات صوری و معنوی آن یگانه روزگار است. چون صاحب قرآن شاهجهان انار الدبیر به

از ایام شانزدگی بر جواهر استعداد عالی او اطلاع داشت - وقت برافراختن رایات
 توجه جانب دکن شیخ راقصنا مستقر اختلافه اکبر آباد تفویض فرمود مدتی به قضاوت آن مصر
 جامع پرداخت - و حق این منصب نازک نوعی که باید به تقدیم رساند - تصانیف فراوان
 دارد - چنانچه شیخ عبدالحق قدس سره به تحریر ترجمه مشکوٰۃ دست احسان کشاده و نیز به تحریر
 ترجمه صحیح بخاری صلا فیض عام داده نو دو سال عمر یافت و در ۳۰ ساله ثلث و سبعین
 و الف به جوار رحمت آسود آرام گاه دہلی -

(۲۰) ملا محمود جوینی

نقاده علماء و اشرافیین و سلاک حکماء مشائیین است نسبش به فاروق اعظم رضی
 اللہ عنہ منتهی شود - در فنون عقلی و نقلی سیاحت سرآمد فاضل و مشارالیه انا مل بود نزد
 استاد الملک شیخ محمد افضل جوینی تلمذ نمود و در عرض مہفده سالگی فاتح فراغ خواند و کیت
 قلم در میدان تصنیف جولان داد - و شمس بازغہ در حکمت و فرائد و رفن بلاغت الملک و
 مدۃ العمر قوے از دوسر بر نہ زد کہ ازان رجوع کردہ باشد ہر گاہ سائلی مسئلہ می پرسید اگر دل
 حاضر می بود بہ جواب می پرداخت و الای گفت درین وقت خاطر متوجہ جواب نیست و او
 صاحب قرآن ثانی شاہجہان را بہ رصدستین راغب ساخت - وزیر از بعضی وجہہ راے
 بادشاہ را بر گردانید و گفت مہم بلخ پیش است و خزان فراوان مطلوب و زمینے کہ ہر اے
 رصد تجویز کردہ بود بعد چندے ظاہر شد کہ یکے از حکماء پیشین آن محل را براے رصد اختیار

کرده بود -

شیخ محمد افضل استاد علامه سرمد از وقت که علامه تفتازانی و جرجانی از عالم رفته اندا که اجتماع و فاضل به این فضیلت در یک شهر نشان نه داده - یعنی ملا محمود و شیخ عبدالرشید که ذکرش می آید -

شاه شجاع بن صاحب قرآن شاه جهان نزد علامه تلمذ کرد و به امیر الامر اشایته خان فرزند گذرانید - و او را رساله ایست در فن نایکا بهید به زبان فارسی و آن چنان است که هندیان معشوقه را به اعتبار ادا و انداز و درجات عمر و مراتب الفت و بے الفتی و غیر ذلک چندین قسم گفته اند و هر قسم را نامی معین ساخته و اشعار آید در هر قسم به نظم آورده - حلت ملا محمود نهم ربیع الاول سنه ۱۰۶۲ شین و ستین و الف اتفاق افتاد و در کار ناتوان بین در حین حیات استاد بساط زندگانی ملا محمود در نور دید - تا چهل روز استاد را که تبسم نه دید و بعد چهل روز استاد به شاگرد ملحق گردید - شخصی این مصراع تاریخ یافت

عز محمود و افضل بگو آه آه

(۲۱) شیخ عبدالرشید جوینپوری ملقب به شمس الحق قدس سره

از کبار اولیا و اعظم علما است شاگرد شیخ فضل الله جوینپوری و مرید پدر خود شیخ مصطفی و او مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین امیتوی است قدس الله سره ابرهم - و خلافت از سلاسل دیگر نیز داشت - در او اکل حال مشغول درس بود - آخر همه را ترک داده به مطالعه کتب حقائق

سیما تصانیف شیخ محی الدین ابن عربی قدس سره میل کلی بهم رساند و عبارات شیخ را که محل طعن علماء ظاهر است بر محامل نیک فرود می آورد. و با ارباب دول آمیزش نمی کرد صاحب قرآن شاهجهان به استماع اوصاف قدسیه خواهرش ملاقات نمود. و منشور طلب مصحوب یکی از ملازمان آداب دان فرستاد. شیخ ابا کرد و قدم از کنج عزت بیرون نه گذاشت تصانیف مفیده دارد مثل رشیدیہ در فن مناظره و زاد السالکین و شرح اسرار المخلوه که مختصری است از ابن عربی و رساله محکوم مربوط ترجمه بعضی مواضع کلام ابن عربی و حواشی متفرقه بر شرح مختصر عسندی و حواشی فارسی بر کافیه و مقصود الطالبین در اورد و وظائف و دیوان شعر شمسی تخلص می کرد. سنت نماز صبح خوانده تحریمه فرض بسته بود که داعی حق را بیک اجابت گفت. فی سئله ثلث و ثمانین و الف.

(۲۲) ملا عبد الحکیم سیالکوٹی ^ط بر والد ^{لله} مضجعہ

علامه زمان و افتخار زمانیان است. الحق در جمیع فنون درسی مثل ادا از زمین هستند بر نه خاست. آثار دانش باین کیفیت و کسیت و حسن قبول بر صفحہ روزگار نه گذاشت. مولد و منشأ او سیالکوٹ از توابع لاهور است در عنفوان سن تمیز دامن بهت به طلب علم بر زد و پیشتر نزد ملا کمال الدین کشمیری که متوطن بلده سیالکوٹ و بلند پر داز عالم ملکوت بود تلمذ نمود. و در وقت کمی هلال استعدادش بدر کمال گشت و عرصه جهان را به لوا مع فیض مملو ساخت. و در عهد جهانگیری به معاش ضروری ساختہ در وطن مالوف بسر می برد. چون نوبت دارائی

هندوستان به صاحب قرآن شاهجهان انار الله برپا نه رسید و طائفه علماء و شعرا را رواجی دیگر
 پدید آمد. ملا درین عهد بارها خود را به درگاه خلافت رسانید. هرگاه وارد حضور می گردید به رعایت
 نقود نامحدود مخصوص می گشت. و دوباره زرنجیده شد و مبالغ هم سنگ هم گرفت و چند
 قریه به رسم سیورغال الغام شد. ملا به حضور خاطر و فراغ بال در وطن مالوف اقامت
 داشت و تحم علم و فضل در سرزمین سینه با و سفینه با می کاشت. تصانیف او در بلاد عرب
 و حجم سائر و اکر است. به این تفصیل. حاشیه تفسیر میناوی. حاشیه مقدمات تلویح. حاشیه
 مطول. حاشیه تشریفیه. حاشیه شرح مواقف. حاشیه شرح عقاید تفتازانی. حاشیه حاشیه
 خیالی. حاشیه شرح شمیه. حاشیه حاشیه عبد الغفور. تکمله حاشیه عبد الغفور حاشیه شرح مطلع
 حاشیه شرح عقاید ملاجلال دوانی. دره ثنیه در اثبات واجب تعالی حواشی در کنار شرح
 حکمته العین. حواشی در کنار شرح هدایه حکمت. حواشی در کنار مراح الارواح. دوازدهم ربیع
 الاول ۱۰۳۹ هجری. سبع و ستین و الف طومار حیات پیچید. و در سیالکوٹ مدفون گردید.

(۱۲۳) ملا عصمت الله سهارنپوری نور الله مرقدہ

از مشاییر علماء و هندست اگر چه مکفوف البصر اما بینایان را راه دانش و بنیش می نمود. عمر
 درس گفت و تصانیف مفیده به قلم آورد. از تحریر آتش حاشیه شرح ملاستد اول است
 و فائش در ۱۳۹۹ هجری تسع و ثلاثین و الف اتفاق افتاد. درین سال قلمستانه می خرامد و آهنگی
 از مقام حجاز مر می کند. در سال مذکور نوزدهم شعبان شب چهارشنبه باران شدید بر زمین

مکه معظمه بارید - وسیله عظیم ورودین مسجد درآمده تا طراز جامه کعبه بلند گردد و دید مقام زیر آب ماند - و
 تاودان فرو افتاد - و درون خانه یک قدم آب ایستاد - مقدار قاست آدمی مسجد از خاک
 و خاشاک برگشت - و منزله آب زمزم تغییر یافت به حدی که از گلو فرو نمی رفت و بستم
 شعبان روز پنجشنبه بعد عصر خانه کعبه فروشت - و بنا که حاج کرده بود افتاد از جهت
 شامی تمام و از جهت شرقی حتی الباب و از جهت غربی ربع - الله اکبر بعد ظهور حضرت
 صلی الله علیه وسلم سقوط کعبه شریفه گاهی واقع نه شد - درین حادثه چهار هزار خانه عباد و مقت
 خانه خدا کرد - و قریب پانصد کس به طوفان قتل رفت - سلطان مراد رابع بن سلطان احمد
 دالی روم انار الله برهانه به تعمیر خانه مبارک امر فرمود - و در سنه اربعین و الف عمارت
 همایون به اتمام رسید - و بعد ابن زبیر رضی الله عنه سلطان مراد به احراز این سعادت عظمی
 فائز گردید - و عمارت مسجد حرام که الآن موجوده است پیش ازین سلطان سلیم ثانی رفع الله
 قدره در سنه ثمانین و تسع مائه بنا نهاده - و جانب شرقی و شمالی مرتب ساخته به معموره
 اخروی شتافت - فرزند ارجمندش سلطان مراد ثالث اکرام الله مشواه به تعمیر باقی
 پرداخت - و در سنه اربع و ثمانین و تسعمائه به انجام رسانید - حسن این عمارت عالی شان
 تعلق به مشاهده دارد -

(۲۴) میر محمد زاهد الهروی الکابلی

پدرش قاضی محمد اسلم در بلده فاخره هرات متولد گردید - و در دارالملک کابل توطن

برگزید - قاضی از اولاد مولانا خواجه کوهی است که از مشاهیر شایخ خراسان بود - در ادانگ
سلطنت جهانگیری به اراده تحصیل علم جانب لاهور شتافت - و در حلقه درس شیخ بهلول
که از صنادید علماء آن مکان بود تلمذ نمود - و بعد از تکمیل تحصیل به استقرار خلافت اکبر آباد رفت
باریاب محفل جهانگیری گردید و به واسطه قرابتی که با مولانا میرکلان محدث نور اللہ ضریح
داشت مورد عنایات سلطانی شد - و منصب قضا کابل تفویض یافت - مولانا
میرکلان نبیره مولانا خواجه کوهی است - علم از علماء اعیان عصر فرا گرفت - و حدیث از میر
جمال الدین محدث و سید میرک شاه سکر کرد - و سعادت زیارت حرمین شریفین اندوخت
و بسیارے از اکابر سلسله علیہ نقشبندیہ را دریافت - و چون وارد هند گشت - اکبر بادشاہ
مراسم احترام فوق الحدیج آورد - و برای تعلیم شاهزاده سلیم برگزید - و جم غفیر از مردم این ملک
از مولانا علم حدیث اخذ نمودند - ملا علی قاری از مولانا حدیث سکر کرد - چنانچه در عنوان
مرقاۃ شرح مشکوٰۃ می گوید کہ :-

» ثانی قرأت بعض احادیث المشکوٰۃ علی منبع بحر العرفان مولانا الشہیر
» بابر کلان وهو قرا علی زبده المحققین و عده المدققین میرکشاه وهو علی
» والده السید السند مولانا جمال الدین المحدث صاحب روضۃ الاحباب
» وهو علی عمہ السید اصل الدین الشیرازی رحمہم اللہ تعالیٰ
مولانا در محرم ۹۸۳ ۳۰ ثلاث و ثمانین و تسع مائۃ در عمر صد سالگی متوجہ دارالبقا گردید - خواہنگاہ
اگرہ - چون قاضی محمد اسلم مدت ۱۰ قضا کابل پرداخت - و بہ تدین و تورع اشتہار یافت

جهانگیر بادشاه او را در حضور طلبیده قضا و عسکر از آنی داشت - و چون صاحب قرآن
 شاه جهان سیر سلطنت را آرایش داد - قاضی را بران عهده بحال داشت و به منصب هزار
 پایه اش افزود - قاضی مدت سی سال قضا و عسکر را با کمال دیانت ادا کرد - و همیشه منظور
 نظر خسروانی بود - و در ۱۰۵۸ هجری شصتین و شصین و الف بادشاه او را به زر کشید و شش هزار
 و پانصد روپیه هم شنگ تسلیم شد - و در ۱۰۶۰ هجری شصتین و الف روزی اسپان را به طریق
 معتاد از نظر بادشاهی می گذرانیدند - ^{۱۵} رائضه اسپ به جولان آورد ناگاه به قاضی می رسد
 و قاضی را از استیلاء و اهرمه پالغری دست می دهد و بر زمین می افتد - قریب چهار ماه ازین
 آسیب صاحب فراشش بود - بعد حصول عافیت التماس رخصت کابل نمود - و رجه
 پذیرائی یافت - و سیورغال کابل و جز آن که زیاده بر ده هزار روپیه به طریق الغام علاوه منصب
 به او مقرر بود به دستور سابق مسلم ماند - و در آغاز ۱۰۶۱ هجری احدى و ستین و الف قضا کرد - قبرش
 در بلده لاهور است - خلف الصدق او میر محمد زاهد پهلوان میدان تحقیق و پیش رو کوچه تدقیق
 است - وقت طبعش خون از رگ اندیشه چکانیده و لطافت دهنش رنگ سخن را به مرتبه
 بورسائیده - علم از پر بزرگوار و دیگر علماء روزگار اخذ کرد - اما به قوت ادراک خدا داد قدم از
 استادان پیش گذاشت و رایت فوقیت در مستعدان زمان برافراشت - و در رمضان
 ۱۰۶۴ هجری اربع و ستین و الف از پیشگاه صاحب قرآن ثانی شاه جهان به خدمت واقعه نوی
 دار الملک کابل مامور شد - و در سال هجتم جلوس عالمگیری به منصب احتساب اردو
^{۱۵} رائضه کسے که اسپان را ریاضت آموزد - چابک سوار -

پادشاهی معزز گردید۔ و بعد چندی صدارت کابل تفویض یافت۔ و به این تقریب در وطن
 مالوف گوشه جمعیتی گرفته متاع گرانمایه علم را در چار سوے عالم رواج می داد و کتب
 غرابه خامه وقت طراز به تحریر آورد مثل حاشیه شرح مواقف و حاشیه شرح تہذیب علامہ
 دوانی و حاشیه تصور و تصدیق ملا قطب الدین رازی و حاشیه شرح ہیاکل از محمد اسلم
 خان فرزند زاده میر استفسار رفت کہ سال وفات میر چیست۔ گفت سالہ اعدی
 و مائتہ و الف مرقد او در کابل است۔

(۲۵) ملا قطب الدین شہید سہالوی نور اللہ مصلح

امام اساتذہ و مقتداے جہانزہ است۔ معدن عقلیات و مخزن نقلیات
 اصلش از شیخ زاد ہاے سہالی من اعمال لکھنوست۔ شیخ زاد ہاے سہالی دو فریق
 اند۔ انصاری و عثمانی۔ ریاست شہر و زمینداری آنجا تعلق بہ ہر دو فریق دارد۔ ملا قطب
 از شیخ زاد ہاے انصاری است۔ کسب کمال بہ خدمت ملا شیخ دانیال جوہری
 از تلامذہ ملا عبدالسلام دیوہ و قاضی گہاسی نمود۔ و دست بیعت بہ قاضی گہاسی داد
 قاضی گہاسی عمدتہ تلامذہ و اکمل خلفاء شیخ محب الدالہ آبادی بود۔ ملا قطب الدین
 عمر با انجمن درس آراست۔ و جہان جہان ارباب تحصیل را بہ پایہ تکمیل رساند۔ و امروز
 سلسلہ استفادہ اکثر علماء کشور ہندوستان بہ او منتهی می شود۔ شیخ زاد ہاے عثمانی
 از بہت نزاع شرکت زمینداری با شیخ اسد اللہ خان زادہ ساکن پٹنہ پور کہ از سہالی

پنج کرده است اتفاق کرده بر ملا شنبون آوردند - و این چنین عالم عدیم المثل را شربت
 فنا چشایندند - ملا بر شرح عقائد علامه دوانی حاشیه و تفسیری تعلیق کرده بود و فتنه جویان
 وقت شنبون خانه ملا را آتش زدند - حاشیه مذکور در ضمن اثبات البیت طعمه آتش بیداد
 گردید - شهادت ملا در شانسه ثلث و مائه و الف واقع شد - شخصی مصراع تاینچی دیگر
 خفیف یافته که در آن ترکیب توصیفی قطع می شد لهذا فقیر مصراع را در وزن رباعی برده
 سه مصراع دیگر ضم ساخت که ۵

سلامه بجز احسن فضل و هنر	در دامن ارباب طلب ریخت گهر
دل خون شد و تارنج و فاش فرمود	قطب عالم شده شهید اکبر

۲۶) مولوی سید قطب الدین شمس آبادی نورالله مرقد

اصلش از سادات امیتی من مصنافات اوده است - از وطن خود نقل کرده شمس آباد
 را مشرق النوار ساخت - شمس آباد از توابع قنوج است سید علامه تحریر و فنامه بے نظیر
 بود تلمذ از فضلا و عصر نمود - آخر در حوزه درس ملا قطب الدین شهید سها لوی درآمد و قسطی
 از علوم فرا گرفت - و فاتحه فراغ خواند - و در شمس آباد مسند اقامه گسترده - و جم غفیر را به افاضه
 دانش و بیش مرتبه کمال و تکمیل رسانید - ملا قطب الدین شهید می فرمود
 کسی که خواهد مغز سخن را در یاد سید قطب الدین را ادراک نماید قریب هفتاد سال
 عمر یافت و در ۲۱ ساله احدی و عشرین و مائه و الف ورق حیات گرداند -

(۲۷) قاضی محب اللہ بہاری

بھرے است از علوم و بدرے است بین النجوم مولدش محب علی پور از لواحق صنیع
 بہار در عنقوان شباب دیار پورب را سیاحت کرد و کتب ادراکل و اداسط جابجا تحصیل
 نمود انجام کار خود را در حلقہ درس سید قطب الدین شمس آبادی رسانید و بہ رہنمونی این
 قطب والا درجات کمال را طے کرد و بعد از تحلی بہ زیور فضا کل بار سفر جانب دکن بہست
 و در بارگاہ خلد مکان راہ یافتہ بہ منصب قضا و بلدہ لکھنؤ آغاز اندوخت۔ بعد چند
 معزول شدہ باز عنان بہ ملک دکن منصرف ساخت۔ و بہ تفویض قضا و حیدر آباد
 سبیل امتیاز بدست آورد۔ ناگاہ بہ علتی معاتب و معزول گشتہ خارجی کشید آخر بہ شفاعت
بعضی عمدہ ہا تقصیر عفو شد۔ و بہ تفویض محلی شاہزادہ رفیع القدر بن شاہ عالم نامور کہن
 ہی پذیرفت۔ و چون شاہ عالم راہ حکومت صوبہ کابل از پیشگاہ خلافت مقرر گشت
 و در کاب شاہزادہ بہ کابل رفت و چون خلد مکان راایت عہدیت بہ کشور جا و دانی
 افراشت۔ و شاہ عالم با عسا کر منصورہ از کابل متوجہ ہندوستان گردید اختر طالع قاضی
 محب اللہ عروج عظیم کرد و بہ مرحمت منصبی بلند و صدارت مجموعہ ممالک ہندوستان
 و خطاب فاضل خان سرایہ مباہات بدست آورد۔ اما عمر وفانہ کرد شاہ عالم بہ اکبر آباد
 رسیدہ بود کہ قاضی از منصب حیات معزول گشت فی ۱۱۹۰ھ تسعۃ عشر و مائۃ و الف
 نتیجہ طبع و قوادش سلم العلوم و منطق و سلم الثبوت و در اصول فقہ و رسالہ جوہر فرود رسد

جز ولایت تجزی امروز دست گردان علما است.

۲۸۸ حفظ امان الله

بن نور الله بن حسین بناری از حفاظ قرآن و از فحول علماء هندوستان است
در معقول و منقول کوی شهرت می نواخت. و در علم اصول فقه علم امتیازی فراخت
متنی درین علم تصنیف نموده و به مفسر موسوم ساخته و خود شرح آن نوشته محکم الاصول
نام گذاشته و بر تفسیر بیضاوی و عضدی و تلویح و حاشیه قدیم و شرح مواقف و شرح
حکمة العین و شرح عقائد ملا جلال دوانی و غیره با حواشی دارد و حاشیه بر رشیدیه مناظره
نوشته و ابجاث باقیه را رد نموده. و محاکمه در مسئله حدوث دهری که محقق جوهری ملا محمود
درین مسئله با میرزا قراستری آبادی معارض است در سلک تحریر کشیده و او چندی از
حکله مکان به منصب صدارت بلده لکنو مامور بود. مشارالیه به تقریب صدارت
و قاضی محب الله صاحب سلم به تقریب قضا در آن بلده قاضی مجمع بودند و با هم طریق
مباحثه علمی سلوک می داشتند در آخر ایام حیات از شاهجهان آباد وارد الہ آباد شد و از
خدمت والائے شیخ محمد یحیی المدعو به شیخ خوب الله الہ آبادی قدس سره که احوال
ایشان به تقریب ترجمه زائر در محله ثانی مذکور می شود استفاده طریقہ انیقہ نقشبندیہ نمود
و آن مشغولی ورزید بعد ظهور اثر محمود این طایفه علیہ حضرت شیخ فرمودند که ظاہر ابعاد جماعی
که سید سدراباخواجہ علاء الدین عطار عطر مرقدہ اتفاق افتاد این قسم اجتمع نه شده باشد

لکن شما از سید درین طریق راجع آید و من در جنب خواجہ رتبہ ندارم حافظ امان اللہ تو وضع
کرد کہ شما قدم بہ قدم خواجہ آید و من باید مکاسے ندارم عنقریب بہان ایام و رہنارس کہ مسقط
الرأس اوست انتقال کرد و کان ذلک فی ۳۳ ثلث و ثلثین و مائتہ و الف و ہمانجا
مدفون گردید۔

(۲۹) شیخ غلام نقشبند لکھنوی قدس سرہ

علامہ ایست جامع عجائب و غرائب علوم و خدا رسی است خازن اسرار معلوم و مکتوم
آباد کرام آن جناب متوطن قصبہ کہوسی تابع بلدہ جو پور و از عطاء آن مکان اند پدربزرگوار و شیخ
عطاء اللہ بہ اشارہ روحانیت شاہ نقشبند قدس سرہ غلام نقشبند نام گذاشت۔ آن جناب
از ابتدا تا انتہا در ظل تربیت میر محمد شفیع قدس سرہ کہ بر خے نزد شیخ عطاء اللہ و والد شیخ غلام
نقشبند تلمذ کردہ بود جا گرفت۔ و بہمت بہ احراز فضائل صفت کردہ در سن ہزده سالگی
مفتی الجموع فنون کمال گردید و در سن بست و یک سالگی تمینا قدرے نزد شیخ اشرف خورشید میر محمد
لکھنوی قدس سرہ خواندہ رسم فاتحہ بجا آورد۔ فرمود در ابتدا تحصیل شبے سرور انبیا صلی
اللہ علیہ وسلم را در خواب دیدم کہ تلمذ ہائے پیش جامہ مرا بدست مبارک وامی کنند۔ در عین
خواب تعبیر الہام شد کہ ابواب علم برین کشایند و شرح صدر می فرمایند۔ محل اقامت
میر محمد شفیع شاہ بہمان آباد بود۔ و تلمذہ ایشان در ان مصر جامع مشہور است۔ شیخ غلام نقشبند
برائے زیارت میر قدس سرہ ہم در ایام حیات و ہم بعد از ممات او بہ شاہ بہمان آباد می رفت

و کسب برکات می نمود۔ چون شیخ پیر محمد قدس سرہ ازین عالم رحلت کرد
 جمیع خلفا و ارادت مندان بر سجادہ نشینی میر محمد شفیع قدس سرہ اتفاق
 کردند و سجادہ را بہ انتظار قدم میر معطل داشتند۔ تا آنکہ میر بہ لکھنؤ
 رسید و بہ خاطر آورد کہ شیخ غلام نقشبند را بر سجادہ باید نشانند و براے جلوس و روزے
 مقررنمود و مانی انصمیر با حدے تا بہ حدے کہ با شیخ غلام نقشبند ہم ظاہر نہ کردا ہالی و مولی
 شہر در روز موعود فراہم آمدند و ہر مزار شیخ محفل عظیمی انعقاد یافت۔ میر محمد شفیع بر خاست
 و سجادہ پیش صف اکابر فرش کرد و دست شیخ غلام نقشبند گرفتہ بر سجادہ نشانند۔ و خود در قدم
 افتاد۔ حضار محفل و ضعیع و شریف تبعیت میر کردند۔ و سرور قدم گذاشتند قدر و منزلت شیخ
 غلام نقشبند از نیجا توان دریافت کہ حضرت میر اورا شالیستہ خلافت دیدہ بجایے پیر
 نشانند و آداب مریدانہ بجا آوردہ فی الواقع شیخ غلام نقشبند سجادہ را رونق دیکر داد و مرجع
 طلاب ظاہری و باطنی گردید۔ و جہانے را بہ بین تربیت از کمالات جہتین گران مایہ ساخت
 سلسلہ اکثر فضلاء عصر بہ آنجناب منتہی می شود۔ شاد عالم بہادر شاہ ایشان را الکلیف ملاقات
 کرد۔ اعزاز و اکرام بیش از حد بہ تقدیم رسانند۔ مزاج اقدس ہمہ مصروف حفظ شریعت بود و رونق
 الحب للہ و البغض للہ چون از کسے امرے ناملایم شرح سری زد غبار سخت بردا من خاطر
 والامی نشست و اگر آن کس توفیق توبہ می یافت زیادہ تر از سابق مورد الطاف می گردید۔
 نقل است کہ روزے قلندرے از فرقہ بے قیدان در مجلس شیخ وارد شد۔ شیخ از شاہدہ
 بعضے اوضاع خلاف شرح بر شفت و فرمود این طائفہ را نہ دیدار خدا می شود و نہ شفاعت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم - قلندر گفت یا شیخ باش ما را بهم دیدار خدا میسر می شود و بهم شفاعت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم و شمار اینچ نہ خواهد شد - شیخ پرسید چرا ؟ گفت شما خود مدۃ العمر پیرامن گناہ
 نہ گردیدہ اید فردا بے مواخذہ شمار اداخل بہشت می کنند - و ما خود غرق گناہیم فردا ما را در حضور
 رب العزۃ تعالی شائہ می برند - و حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم بہ شفاعت مامشی
 عاصیان قدم رنجہ می فرمایند - شیخ را ازین کلام رقتے دست داد - و چہ خوب می گوید صاحب بردہ

ثانی علی حسب العصیان فی القسم

لعل رحمة ربی حین یقسمہا

مناسب این نقل فقیر را واقعہ عجبے مشاہدہ افتاد - در ایام اقامت مدینہ منورہ موافق
 غرہ شعبان ۱۲۸۰ھ احدی و خمین و ماتہ و الف بہ اتفاق چندے از آفاقیان قصد زیارت
 قبا کریم - و بہ سیرستان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفتیم - این بتانی است در قبا مشہور کہ آن را
 بستان قوم نیز گویند بہ ضم قاف و فتح واو - و در جماعت قلندری بود از ما و را و النہر شخصے دید
 کہ قلندر خوشے تا کہ غورہ دزدیدہ در زنبیل خود پنهان کرد - آن شخص یاران را از خیانت
 قلندر آگاہ ساخت - یاران زبان ملاست در از کردند کہ سرقہ ہمہ جاندموم است سیما در چنین
 مقام شریف لطیف - چون از ہر جانب قلندر را ہدف ناوک طعن ساختند قلندر گفت
 یاران شما خود عاقل آید - مے دانید کہ این خوشے خام قابل تناول نیست امام را در از کتاب
 این فعل مقصدی است گویند اگر کسے مال شخصے را خیانت کند - در دیوان قیامت
 مالک و خان را یک جا کنند - من مردی ام سرتاپا غرق معاصی - روے ورا ہے نہ دارم
 کہ فردا در جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم باریاب شوم - خوشے از باغ حضرت دزدیدہ ام

که شاید به تقاضای این خوش مراد جناب حضرت برزند. و به مشاهدۀ جمال جهان آرا
شرف اندوز شوم. از استماع این سخن حاضران را حالتی دست داد مردی باشد که روم لغزه
زود بر زمین افتاد و غلطیدن گرفت و در قفای قلندر و دیده رومای گره بسته و زنجیر قلندر
انداخت. چون تحقیق کرده شد در سنج و سفید راجع آن دیار که مقابل چیل رویه هند
باشد در رومال بسته بود. قلندر را پادشاه حسن نیت در اینجا خود نقد داد و در اینجا ما چه دهند
وفات شیخ غلام نقشبند قدس سره سلخ ماه رجب ۱۲۶۱ است و عشرين و مائه و الف واقع شد
آرامگاه مبارک لکنو تصانیف ایشان - تفسیر النوار القرآن ربع قران با حواشی - تفسیر سوره اعراف
با حواشی تفسیر سوره مریم - تفسیر سوره طه - تفسیر سوره محمد - تفسیر سوره یوسف - تفسیر سوره الرحمن - تفسیر
سوره عم با حواشی - تفسیر سوره کوثر - تفسیر سوره اخلاص - تفسیر آیه الله نور السموات و الارض تفسیر آیه
انا عرضنا الامانة - تفسیر آیه فحسبتم - تفسیر آیه ولا تقولن شیء فی فاعل - تفسیر آیه الرحمن علی العرش استوی تفسیر آیه
اکلوا و اشربوا و لا تسرفوا - کتاب فرقان الانوار لامعه عرشیه در سلسله وحدت وجود شرح قصیده خروجه در علم عروض و غیر ذلک

(۳۰) شیخ احمد المعروف به ملا جیون امیتوی نور الله ضریحه

بن شیخ ابوسعید بن شیخ عبد الله بن شیخ عبد الرزاق بن مخدوم خاصه قدس سره و این
مخدوم خاصه از مشاهیر بزرگان امیتی من توالیع لکنتوا است. و نبش به صدیق اکبر رضی الله
عنه منتهی می شود. مولد و متولد ملا جیون امیتی است. حامل کلام آلهی و در دانش عقلی
و نقلی بحر لا تنهای بود. آغاز حال به اراده کسب علم در قصبات پورب گروید. و از فضلا و عصرا استفاد

نمود. و فاتحه فراغ از ملا لطف الله گوروی گرفت. آخر شش طالع او را به خلد مکان رسانید
 و سلطان به خدمت او تلخه کرد. ملا ساده وضع و از تکلفات رسمی بیگانه بود. با و شاه با او
 حسن ظنی داشت. و اعزاز و احترام فراوان می کرد. و بهم چنین شاه عالم بهادر شاه نسبت
 سینه پدر عمل می نمود و لوازم تکویم فوق الحدیج می آورد. ملا حافظ خیل بلند داشت عمارات
 کتب درسی صفحه صفحه ورق ورق از بری خواند. و قصیده طولانی را به یک شنیدن یا می گرفت
 سعادت زیارت حرمین شریفین را درهما الله شرافته اندوخت. و ایام زندگانی به شغل درس
 و تحریر تصانیف صرف ساخت. و فاش در ۳۰۰ المثلثین و مائه و الف در دار الخلافه
 شاهجهان آبا اتفاق افتاد. لغش او را به امیتی برده دفن ساختند. از مصنفات اوست
 تفسیر آیاتی که مستنبط مسائل فقهی است. مسمی به تفسیر احمدی و نور الانوار شرح منار اصول فقه

(۱۳۱) سید سعد الشبیب سید غلام محمد سلونی قدس سره

مجدد قول سلونی و کواکب فلک رهنونی است. ولادت او در قصبه سلون از
 مصنفات اله آباد واقع شده و بهما نجا نشو و نمایافته. و او دختر زاده شیخ پیر محمد سلونی است که
 از کبار اولیا بوده. و بست و دوم محرم ۹۹۰ قمری و تسخیر و الف به عالم قدس خرامیده
 مناقب او مشهور عالم است.

سید سعد الله در صغر سن به کتاب علم موفی گشت. و در فرصت قلیل مسافت
 طلب طے کرد. و در عین شباب مسند تدریس آراست و بهلول به مدرسان کهن سال نزد

و تصانیف غرا پر داشت. خاصه در علم حقائق و حکمت و معقولات تحریرات علیا جلوه پیرا
ساخت. مرید پدر بزرگوار خود است. و او مرید حجابانی و او مرید صوفی فیروز و او مرید
سید وجیه الدین علوی احمد آبادی قدس الله سرار هم. سید سعادت زیارت حرمین
شریفین اندوخت. و چندی در اُم القری طسج اقامت رنجیت. و قبوئے عظیم
یافت. اکابر و اصاغر بقاع مقدسه شریسته اعتقاد بدست آوردند. و فنون ظاہر
و طریق باطن اخذ کردند. شیخ عبداللہ البصری المکی قدس سرہ المتوفی ۱۳۴۲ھ اربع
وثلثین و مائتہ و الف کہ اعلم علماء زمان و بالاتفاق استاد جہانیان است و الیوم سلسلہ
اجازت اکثر علماء عبدعجم به اومی رسد. طریقہ علیہ قادریہ از خدمت سید اخذ کرد
فرزند ارجمندش شیخ سالم رسالہ اجازت والد ماجد جمع کرده است در آنجامی نویسد:-
«مشایخ فی الطریق و اساتذہ فی ارشاد و التحقیق حلمۃ اجلار منہم العلامة المحقق السید سعد اللہ
الہندی عن السید عبدالشکور عن شاہ سعود الاسفرائینی عن الشیخ علی الحسینی عن الشیخ
جعفر احمد الحسینی عن الشیخ ابراہیم الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی عن الشیخ عبداللہ الحسینی
عن الشیخ عبدالرزاق عن سیدنا عبدالقادر الجیلانی قدس اللہ سرار ہم»
سید سعد اللہ بعد معاودت از حرمین شریفین در بند مبارک سورت
بار اقامت کشاد و مرجع و معتقد فیہ عالمیان گشت. غلہ مکان اخلاص و اعتقاد
عظیم داشت. رحلت سید بست و ہفتم جمادی الاولی ۱۳۸۸ھ شان وثلثین و مائتہ
و الف واقع شد. آرامگاہ بندر سورت.

(۳۲) مولانا نور الدین نور اللہ صاحب

بن شیخ محمد صالح احمد آبادی - علامہ زمان و گمانہ اقران است - در عین عصر
 مثل ادبی کم گذشتہ - نزد ملا احمد سلیمانی احمد آبادی و ملا فرید الدین احمد آبادی تلمذ کرد
 و سر آمد ار باب دانش گردید - و در ۱۲۳۳ھ ثلاث واربعین و مائتہ و الف شرف زیارت
 حرمین شریفین دریافت و سال دیگر مراجعت نمود - و بہ خدمت محبوب عالم احمد آبادی
 ملقب بہ شاہ عالم ثانی قدس سرہ بیعت کرد و خلافت خالوادہ حاصل نمود - و در
 خاتماہ رفیع البنیانی تعمیر کرد - و از ابتداء تحصیل تا انتہای عمر بہ تدریس و تصنیف پرداخت
 و عالمی را بہ تحریر رساند و زیادہ بر یک صد و پنجاہ تصنیف صغیر و کبیر در سلاک تحریر
 کشید - مثل تفسیر کلام اللہ مختصر و تفسیر نورانی فی السبع المثانی دوازده ہزار بیت
 و تفسیر ربانی بر سورۃ البقرۃ سی ہزار بیت - و حاشیہ بر اوائل تفسیر بیضاوی و نور التقاری
 شرح صحیح البخاری و حاشیہ قومیہ بر حاشیہ قدیمہ و حاشیہ شرح مواقف - و حل معانی
 حاشیہ شرح مقاصد - و حاشیہ شرح مطالع - و حاشیہ تلویح - و حاشیہ عضدی - و معول
 حاشیہ مطول - و حاشیہ شرح وقایہ - و حاشیہ شرح ملا - و حاشیہ بمنہل - و حاشیہ
 شمس منطوق و شرح تہذیب المنطق کہ ادق تصانیف اوست - و طریق الامم
 شرح فصول الحکم - و شرح مثنوی مولوی روم -

۱۱۵۵ھ

ولادت او در احمد آباد ۶۲۳ھ اربع و ستین و الف و فوات شب نهم ماہ شعبان

خمس و خمسين و مائه و الف واقع شد. اعظم الاقطاب تاریخ یافته اند. عمرش
نود و یک سال قبرش قریب خالقامش. سید سعد الله بلگرامی قدس سره چندی در مدینه
مولانا اقامت داشت چنانچه در فضل اول گذارش یافت.

(۳۳) ملا نظام الدین

خلف الصدق ملا قطب الدین شهید سالوی طاب ثراهما. استاد جهان و تحریر زمان
بود. ابتداءً حال به طلب علم گرد و قصبات پور برآمد. و از علماء عصر فنون دینی اکتساب نمود. آخر به جناب
شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره پیوست. و بقیه کتب تحصیل گذرانید. و فاتحه فراغ خواند. و هم در لکنو جلالت
افکند و تمام عمر به تدریس و تصنیف اشتغال ورزید و اعتبار و شهرت عظیم یافت. هر روز علماء اکثر قریب هشتاد تن نسبت تلمذ
به مولوی دارند. و کلاه گوشه تفاهر می شکند. و که که سلسله تلمذ با وی رسانند ^{بفضل}
علم امتیاز می افرازد. و مردم بسیار را دیده شد که تحصیل جالبه دیگر کردند و براس اعتبار
فاتحه فراغ از مولوی گرفتند. مرید شیخ عبد الرزاق بالنسوی است. و از خدمت میرید
اسمعیل بلگرامی خلیفه شیخ عبد الرزاق مسطور قدس الله اسرارها نیز ارشاد و تلقین گرفت
و فیض با اندوخت. از تالیفات اوست حاشیه شرح هدایه حکمت حکیم صدرای شیرازی
و شرح مسلم الثبوت.

فقیر به تاریخ نوزدهم ذی الحجه ساله ثمان و اربعین و مائه و الف در بلده لکنو یک صحبت
مولوی را دیدم. طریقه سلف صالحین داشت. و ششصد تقدیس از ناصیه بهایون می یافت

نهم جادی الاولی روز چهارشنبه ۱۶۱۰ هجری قمری و ستمین و مائت و الف سفر گزین ملک جادونی
شد آرام گاه لکنو محرم رستور گوید ۵

عالم کامل امام عصر استاد حبان	طائر روشن به سیرجته المادی شتافت
سال تاریخ وفات او به طور تعمیم	گفته شد ملا نظام الدین دل فردوس یافت

بر ملتفتان این اوراق و حقائق جویان النفس و آفاق جلوه پیر اباد - که سرزمین
پورب از قدیم الایام معدن علم و علماست - سید محمد کرمانی صاحب سیر الاولیا که مرید
سلطان المشایخ نظام الدین دهلوی است قدس سره می گوید: که مولانا فرید الدین
شافعی شیخ الاسلام اوده بود - مولانا علاء الدین نیلی اودی شیخ الاسلام قاری
کشاف بود - و مولانا شمس الدین یحیی و دیگر علماء اوده سامع بودند ترجمه مولانا شمس الدین
یحیی در اوائل این فصل گذشت - اگر چه جمیع صوبه حیات هند به وجود حالان علوم
تفاخر دارند سیما حصار پائے تخت خلافت که به واسطه مرجعیت صاحب کمالات
هر قسم در آنجا فراهم می آیند - و از تراکم افکار و اجتماع عقول اهل هر عصر کمالات نفس
ناطقه را چه علم عقلی و نقلی و چه غیر آن به پایة بالاتر می رسانند - اما صوبه اوده و اله آباد
خصوصیتی دارد که در هیچ صوبه نه توان یافت - چه تمام صوبه اوده و اکثر صوبه اله آباد
به فاصله پنج کرده نهایت ده کرده تخمیناً آبادی شرفا و نجبا است که از سلاطین
و حکام و ظالمان و زمین مدد معاش داشته اند - و مساجد و مدارس و خانقاهات
بنا نهاده و مدرسان عصر در هر جا ابواب علم بر روی دانش پژوهان گشاده و صدق

اطلبوا العلم در واده - و طلبه علم خیل خیل از شهرے به شهرے می روند - و هر جا موافقت دست
 بهم داد - به تحصیل مشغول می شوند - و صاحب توفیقان هر مسموره طلبه علم را نگاه می دارند - و
 خدمت این جماعه را سعادت عظمی می دانند - صاحب قرآن ثانی شاه جهان انار الله
 بر لانه می گفت "پورب شیر از مملکت ما است" و تا حد و دست^۳ الله تلتین مائه و الف
 ہنگامہ علم و علما درین گل زمین گرمی داشت - تا آنکہ برہان الملک سعادت خان پیشاپوری
 در آغاز جلوس محمد شاہ حاکم صوبہ اودہ شد و اکثر بلاد عمدہ صوبہ الہ آباد نیز مثل دارالخجور
 جوینپور و بنارس و غازی پور و کرہ و مانک پور و کورہ جہان آباد و غیر باضمیمہ حکومت گردید
 و وظائف و سیورغالات خانوادہ ہائے قدیم و جدید یک قلم ضبط شد - و کار شرفا و بجاہ
 پریشانی کشید - و اضطرار معاش مردم آنجا را از کسب علم باز داشتہ در پیشہ سپاہگری
 انداخت و رواج تدریس و تحصیل بآن درجہ نہ ماند و مدارسی کہ از عمد قدیم معدن علم و فضل
 بود یک قلم خراب افتاد و انجمن ہائے ارباب کمال پیشتر برہم خورد و انار الله والیہ را چون
 و بعد ارتحال برہان الملک نوبت حکومت بہ خواہر زادہ او ابوالمنصور خان صفدر جنگ
 رسید و وظائف و اقطاعات بدستور زیر ضبط ماند - و در او آخر عمد محمد شاہ^{۵۹} الله تسع و
 خمسين و مائه و الف صوبہ داری الہ آباد نیز بہ صفدر جنگ مقرر شد - و تتمہ وظائف
 آن صوبہ کہ تا حال از آفت ضبط محفوظ ماندہ بود بہ ضبط درآمد و در عمد احمد شاہ
 صفدر جنگ بہ پایہ وزارت اعلیٰ صعود نمود - و نائب صوبہ کار برار باب وظائف
 تنگ تر گرفت - و تا حین تحریر کتاب این دیار پامال حوادث روزگار است -

لعل اللہ بحدث بعد ذلک امر ابا وجود این خرابی ہارواج علم خصوص معقولات بہ کیفیت کہ آنجا
است در قلمرو ہندوستان ہیچ جانب نیست مہر علماء و محول جلوہ طراز اند۔ وہ وصول اقصیٰ
مراتب کمال ممتاز مصرعہ

باصد جہان کہ دورت باز این خرابہ جاے است

در صوبہ اودہ محروسہ بلگرام از قدیم منشأ فضلاء کرام و منظر علماء عظام است و فراوان
دانش مند ازین شہر برخاستہ و مجلس فادہ و استفادہ بہ کمال خوبی آراستہ اما کہ بہ استفادہ
احوال این اکابر توفیق نہ یافت لاجرم قدما بیشتر بہ ہم عنانی منہم من لم نقصص سبیل گم نامی
پیوندند و شرمہ قلیل بہ بحیث منہم من قصد صناع علیک۔ در عرصہ معارف جلوہ نمودند۔ و اصل
این است کہ مردم ہند در حفظ احوال مشائخ طریقت قدس الدہ اسرار ہم اہتمامی داشتہ اند
و بہ ضبط احوال دانش مندان کم پرداختہ۔ و کتابے مستقل درین باب از سلف و خلف استماع
نیفتاد۔ کتاب عین العلم ناطق است کہ مصنف او از اجلہ علماء و اتقیاء روزگار بود۔ بقول صح
ہندی الاصل است ملا علی قاری در شرح عین العلم گوید :-

” هو من فضلاء الهند و صلحاء ہم علی ما صرح بہ الشیخ
” ابن حجر العسقلانی فی شرح مقدماۃ “

کے از مورخان ہند احوال اور اضبطانہ کرد و باوجود این چنین تصنیف عالی گویا ناش
از صفحہ روزگار محو گردیدہ ازینجا است کہ احوال فضلاء شہر نوعی کہ باید بدست نیامد ناگزیر بہ
مضمون فان لم یصب و ابل فطل کارستم و انچہ در کتب معتبرہ اجمالاً مشاہدہ شدہ و از

روایات ثقات استماع افتاد قلمی ساختم - اسامی بزرگان جامع علوم صوری و معنوی در فصل
 نخستین گذارش یافت درین فصل نیز بعضی اکابر مجمع البحرین اند چون غالباً به صفت
 فضیلت اشتہار داشته اند - این فصل را به ذکر مناقب و نشر آثار و الازیب و زینت
 داده می شود - علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی در مثنوی امواج انخیال به توصیف
 فضلاء و شهری پر وازد ۵

در هر سهر کوچه اشش سخن ساز	دقت نشان نکته پر واز	دو
از وقت لغز مغز تدقیق	بشگافت هر یک به تحقیق	دو
تنقیح اصول ابن حاجب	بر ابرو خود نموده واجب	دو
تلویح رموز حکمت العسین	بر چشم شمرده فرض چون دین	دو
مفتاح معانی بدیع است	ابر و بیان شان رفیع است	دو
در حیز حل کشند فی الفور	هر بحث که دل کند صبر غور	دو
تصدیق به حکم شان ضرور است	از منطق شان خطا نفور است	دو
شیرازہ نسخہ فضائل	هر فردی گانه اما مثل	دو
اشراقی حکمت یمانی	وانا نئے حقائق کیانی	دو

(۳۴۴) سید رفیع الدین بلگرامی

از اولاد سید محمد صغری است - سلسله نسبش بدین طریق - سید رفیع الدین بن سید

بدرالدین بن سید تاج الدین جد القبیله کی از قبائل اربع محسله سید وارہ بن سید حسین
 معروف بہ سید دولارہ بن سید حسن بن سید محمود بدین بن سید بدہ بن سید جمال الدین بن سید
 ابراہیم بن سید ناصر بن سید سالار بن سید محمد صفری قدس سرہ کہ ترجمہ اش و فصل اول گذارش یافت
 سید رفیع الدین در مبادی عہد جوانی و تباشر صبح زندگانی بہ ارادہ طلب علم از
 وطن مالوف برآمد۔ و قلم و فنون عقلی و نقلی یک قلم در نور دید۔ و عروس علم را بہ زیور
 حسن عمل آرایش داد۔ و بہ مصداق عاد القمرائی ابراہیم پر تو قدم بر سواد بلگرام افشاند
 و بقیۃ العمر سالکان مسالک تلمذ را بہ درجات کمال رساند۔ خط شان نسخ بہ نخطگی و شیرینی
 می نوشت۔ و کتب و پی پیش از حصر در قید کتابت آورد۔ امر و وصایا کثیرہ مثل
 سطول و تلویح اصول بہ خط شیرین نخط او موجود است ہر یک کتاب را من اولہ الی آخرہ
 تخشہ نمود و ویلے بر فضیلت و استعداد خود وا گذاشت در خاتمہ تلویح بہ خط خاص خود
 می نویسد :-

۱۰ قد وقع الفراغ من تشوید هذه النسخة الشريفة المسماة بالتلويح في
 ۲۰ شرح التلخيص جلد دستہ استاذی العالمہ النافع للخاصة والعامة اعلم
 ۳۰ العلماء اکمل الاثقیاء حامی اهل الشرع والايمان مآھی اثار الظلم و
 ۴۰ الطغیان الحضرة العلیہ شیخ حسین بن شیخ داؤد متع الله الطالبین بطور
 ۵۰ بقاء فی افضل الايام يوم الجمعة الثامن عشر من شهر ربيع الاول
 ۶۰ سنة خمس وستعين وستمائة فאלک وکاتبه رفیع الدین بن بدر الدین

« بن قاج الدین بن الحسین الحسینی والمأمول من القابین لهذا الکتاب
 « والمستفیدین به ان یذکروا الكاتب المذنب فی اوقاتهم الشرقیة بدعاء
 « النحر وسلامة الایمان والله سبحانه هو المستعان »

(۳۵) سید حسین

بن سید نوح عرف سید پیاره بن سید محمود اکبر قدس سره - ترجمه سید محمود اکبر اصالة و ترجمه
 سید محمد نوح ضمنا در فصل گذشته گذشت - سید حسین سید والا نژاد و فاضل خوش استعداد
 بود - صاحب بهت عالی و نبی قویم و منظر انک لعلی خلق عظیم باوصف این فضائل کمال
 صلاح و تقوی داشت و در نهایت تواضع و شکست نفس معاشرت می کرد و عمر سه دراز
 یافت و از ابتدا آمانتها در وطن مالوف به طور انزوا گذرانید و همواره به شغل کتاب و عبادت
 رب الارباب و خیره اخروی اندوخت و در یکی از قبالات شرعیہ و بخط سید حسین و برادرش
 سید حسن که ترجمه اومی آید مشاهده افتاد تاریخ تحریر قبالة ششده ثمان و الف هجری رحمتہ الله علیه

(۳۶) سید حسن برادر اعیانی سید حسین مسطور

عالم عامل و فاضل کامل بود و در فروع حنفیه مهارت کلی داشت - کتاب قدوری
 فقه من اوله الی آخره محشی به خط شریف ادا مرد موجود است در عصر خود ممتاز اقران می زیست
 و تمام عمر در وطن بسربرد - و نهم شعبان المعظم متوجه دارالبقا گردید رحمتہ الله علیه -

در قاضی الهداد

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محله سیدواره است که نسب ایشان به قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی الله عنهم می رسد. فرشوریان بلگرام را شعوب و قبائل بسیار است و مناصب شرعی شهر مجموع از عهد قدیم باین دودمان تعلق دارد از چندمی قضا در شیوخ عثمانیه نقل کرده افتاد و عدالت و لقب قضا در قبیله خاص قاضی الهداد باقی است. چون قاضی الهداد در عصر مشتری و ابر بر آسمان رشد برآمد منصب قضا از قاضی کمال عثمانی که باطن جد تعلق به عشیره عثمانیان داشت اخته کرد. او به کمال تدین این منصب جلیل القدر را سرانجام می داد تا آنکه قاضی محمود این قاضی کمال بدرگاه اکبر بادشاه شتافته و بر اوج ترقی صعود نموده به والایایه امارت رسید. دوم شوال سنه الف فرمان قضا به آل تمغابنام پدر بزرگوار خود حاصل نموده منصب موردی را بدست آورد. تا الیوم این منصب به اولاد او مقرر است اما اذان وقت لقب قضا در قبیله قاضی الهداد حاوی فضل خدا داد بود. و در تفقه و دیانت و امانت ابو یوسف عصری زلیت. ابتداء حال شوق دانش اندوزی در سرش افتاد به زهنی خضر توفیق جاده طلب در نور دید. و از خدمت شاه عبدالرحمن جانباز لاهر پوری قدس سره نظر تربیت یافت و کتب تحصیل گذرانیده کمال مولویت بهم رساند آنگاه رخصت انصراف یافته به دار الکرام بلگرام معاودت فرمود و بر استحقاق برسد قضا متکمن گشت. و طیلسان راستی و درستی بردوش گرفت. مردم دور دست رجوع فتوی باومی کردند. و در احقاق حق و رفع منازعت توسل می جستند. قاضی چون

از کار حکومت بازمی پرداخت متوجه درس می شد - و به افاضه انوار دانش و بنیش حلقه
درس را شک حلقه چشم می ساخت - و تئ نسخه از تهذیب المنطق بدست کاتب الحروف افتاد -
توجهی به خط قاضی زاده طبع خودش بر حاشیه نسخه مذکور به نظر در آمد خالی از هر بستگی نه بود
بر بعضی سجلات شرعی و تخط او معائنه افتاد - تاریخ تحریر سجل بست و هشتم شعبان ۹۹۹ هـ
تبعه و تسعین و تسع مائه -

د ۳۸) قاضی عنایت الله

خلف الصدق قاضی الهداد مذکور - از آغاز تحصیل تا انتها در حلقه درس والد ماجد
تلمذ کرد و قسطی وافر و نصیبی متکاثر از فضیلت برگرفت - و بر سر افتاد شهرتمکن گشت - و این
منصب دارا بر وجه احسن به تقدیم رساند - و چون میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر
بلگرامی قدس الله اسرارهما متوجه سیر دلی گردید - قاضی عنایت الله را حسب الاستدعاء
مشار الیه مرید بقیة المحدثین شیخ عبدالحق دهلوی قدس سره ساخت و شجره طیب بزرگان
سلسله از خدمت شیخ بر اے قاضی آورد در حمتہ الله علیه -

د ۳۹) شیخ کمال بن شیخ مکرم رحمة الله تعالی

از شیوخ فرشوری بلگرام و عظامے این مقام است منصب تولیت اراضی
مدد معاش از عهد قدیم به عشیره خاص شیخ کمال تعلق دارد - و الی یومنا به ابائی است مردم

ارباب علم و فضل بسیار ازین دودمان برخاسته اند شیخ کمال بدر آسمان کمال و سر آمد اقران
 و امثال بود و در جمیع علوم و دینی و فنی از علامه تفتازانی و فائز جانی یاد می داد و زه صاحب
 دوتی که از بدایت عمر تا نفس و اسپین به خدمت علم شریف گذرانید و اوقات گرامی را
 منقسم به چهار جزو ساخت - جزوی بر اے تقدیم عبادت مولی تعالی شانه و جزو بر اے
 اثبات حدیث و مرآت ضما کر معنی طلبان و جزوی بر اے آراستن طرّه خط بر عسار رض
 قرطاس و جزوی بر اے ادا ے حقوق اقارب و احباب خط عربی در نهایت جلا و شیرینی و
 پنجگی می نوشت - کتب درسی از فقه و منطق و حکمت و معانی و بیان و فقه و اصول
 و تفسیر و غیره با مجموع به دست مبارک کتابت کرد و هر یک کتاب را من اوله الی آخره محشی
 ساخت به حیثیتی که متن محتاج شرح و شرح محتاج حاشیه نهانند - و این کتب را نمونه صحائف
 آسمانی و نسخه الواح ربانی توان گفت که در تمام کتاب یک نقطه غلط نه توان یافت حقا ثم
 حقا که بدست یاری خاتم مشکبار ریاحین عجبی بر تربت خود نشانده و روح ثواب تا دم صبح قیامت
 وقف دماغ خود ساخت - چه جزو کشان مدارس علم در هر عصر فیض با ازین صحف مکرمه برگرفته
 و زمزمه دعوات اجابت طراز به ملا و اعلی رسانیدند و می رسانند - درین ایام به تصرف حوادث
 روزگار کتب مذکور از کتب خانه او متفرق شدند - پرنه جابجا در بلگرام است - و پاره در
 اطراف و کناف دایر گشت از بعضی قبالات شرعی به وضوح پیوست که شیخ کمال در ۹۹۲
 اربع و تسعین و تسع مائه بر صدر حیات متمکن بود و این بیت در مرثیه او به نظر رسیده ۵

بر طالبان حیات دوروزه و بال شد

در دوا حسرتنا که زوال کمال شد

(۴۰) شیخ عبد الکریم بلگرامی

از عشیره شیخ کمال مرقوم است - دانش مند و الامتزازت و صدر نشین مسند تولیت بود
در عتقوان نشو و نما کلام الله را از بر کرد و علم از علما و قبیل خود فرا گرفت و در جمیع علوم عقلی و نقلی
سیما فنون عربیه علم انا و لا غیر می افراشت - مقامات حریری تمام بر لوک زبان داشت
و شرعی به خوبی انشاء می کرد - شغل شریفش همواره ریاض طاعت آراستن بود و حدیقه افاده
پیراستن خط عربی و فارسی حیدمی نوشت - و در تیز دستی تصب السبق می ربود - استاد المحققین
میر طیفیل محمد نور الله مضجحه می فرمود - که برای من در عرصه سه روز عاشریه شمسیه کتابت
کرد - در پایان عمر چند مقام بر طرز مقامات حریری و شرح فارسی بر مقامات در سلاک تحریر
کشیده بر اس مائت ثانی عشر رخت سفر به عالم قدس کشید -

(۴۱) مولوی شیخ عبد الغفور

برادر صغیر اعیانی شیخ عبد الکریم مذکور از مشاهیر علماء و شہر و بخاری و فضلا و عصر است تحصیل
کمالات از اکابر و دودمان خود و استادان دیگر کرد و در فنون عقلی و نقلی بجز اندوخت و دوم به شاعری
فیض و افاده طلبه پرداخت و فراوان تلامذہ را به پایہ دانش مندی رساند استاد المحققین میر محمد
طفیل نور الله مرقدہ به زودی اصول در خدمت مولوی گذرانید می فرمود مولوی با من مکرر
نقل کرد که از مطالعہ کتب فلاسفہ و امیلانی به مذہب این طائفہ ہم رسید روزگار
درین تیرہ سرگردان بود و تا آنکہ شبہ حضرت رسالت پناه صلی الله علیہ وسلم را در خواب دیدم

کلمه چند مرار شاد فرمودند و زنگار شکی که بر مرآت خاطر نشسته بود دور ساختند. و حقیقت
 دین اسلام چون روز روشن بر من منکشف شد. فالحمد لله علی انفضاله نقوش نگین او
 در یک الغفور ذو الرحمة. صاحب منشآت جامع التوابع که در مکتب با عظیم رواج دارد شاگرد
 مولوی است نامش خلیفه شاه محمد مدتی در بلگرام بسر برد و به خدمت مولوی عبدالغفور تلمذ
 نمود. و در منزل میر سید اسماعیل فاضل که ترجمه اش می آید اقامت داشت. و در منشآت خود
 نامه به اسم مولوی عبدالغفور درج ساخته هر چند کلامش رتبه ندارد اما مقصود اینجا تذکره
 حال مکتوب الیه است نه عبارت آرائی کاتب. سرخی مکتوب این است :-

« مکتوب سوم در جواب عنایت نامه فیض شامه تبسلا بآب فضائل کعبه اصحاب فاضل مولوی شیخ

عبدالغفور زینت بخش بلگرام لازال معمورا بالکرام تحریر یافت »

والقاب در نفس مکتوب چنین نوشته :-

« پیوسته ذات قدسی صفات آن مجمع فیض سبحانی منبع علوم روحانی کاشف دقائق معقول و منقول

و واقف حقائق فردع و اصول مقتدا کس کاروان منازل تحقیق پیشوا کس رهروان مراحل

و تدقیق مد السد ظلال نواله و کماله فیض بخش عقیدت آشیایان و هدایت فرما کس عبودیت گرایان باد »

(۲۲) شیخ عنایت الله

خلف الصدق شیخ عبدالکیرم مسطور جمها الله تعالی اعجوبه زمانه و نادره یگانه است. علم

از پدر بزرگوار و دیگر دانش مندان روزگار اخذ نمود. و در جمیع فنون عربی و فارسی و هندی از سنکت

و بجا کا و موسیقی ہندی اقتداری بہم رسانند۔ و خطوط ہفت قلم مشق کرد۔ و قرآن مجید را یاد گرفت و دست بہ دامن ارادت میر سید احمد کاشفی الکاظمی قدس سرہ زد۔ و نسبت ہم پیرگی
 ہا سید العارفین میر سید لطف اللہ بلگرامی داشت۔ و تصفیہ قلب و تزکیہ باطن و تہذیب
 اخلاق بہ منتہی رسانید و صاحبست امر اپر دہ رودے کار ساخت۔ خیر اندیش خان کنہو عاظمی
 اعزاز و اکرام افزون از حد می کرد۔ و بہ علاقہ محبت او چند در مقام آمادہ رحل قامت افگند۔
 و از عجائب اطوارش اینکہ ہمیشہ طرف سحر ربی خاست و نقشے از نعمات ہندی
 می خواند بعد از ان تہیہ نماز صبح می کرد و لباس فاخرہ پوشیدہ و سلاح بستہ بہ وضعی کہ
 بہ دربار امرامی رفت خود را آراستہ متوجہ نماز می گردید۔ و ارکان نماز را بہ خضوع و خشوع
 تمام ادا می کرد۔ چون سبب اختیار این وضع استفسار کردند فرمود ہر گاہ بہ دربار باب دول
 شیب رکف پوشیدہ و سلاح بر خود راست کردہ می رویم در بار گاہ سلطان ازل بہ طریق اولی
 با ہیئت آراستہ باید رفت۔ و بہ منطوق حدیث شریف: "صفہم فی القتال و صفہم فی الصلوٰۃ
 سواء و ظاہر او باطناء" خود را مستعد جہاد باید ساخت۔

و للناس فی ما یعشقون مذاہب

بعضے رباعیات مولانا سحابی استر آبادی کہ مضامین آن تعلق بہ آیات قرآنی دارد شیخ
 عنایت اللہ بران رباعیات شرعی نوشتہ۔ انتقال او از گدورت گاہ فنا بہ صفوت کدہ
 بقادر عشرہ ثانی بغدادیۃ و الف واقع شد۔



(۲۳۳) میر سید اسماعیل بلگرامی

از اولاد سید محمد صفری است و داماد میر سید طیب بن میر عبد الواحد اکبر قدس اللہ
 امرارہا سلسلہ نسب او باین طریق - میر سید اسماعیل بن سید قطب عالم بن سید دولاہ بن سید
 عبد النبی جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن پیار می بن سید حسن بن سید محمود مدہن تہ نسب
 در ترجمہ سید رفیع الدین عنقریب گذشت - سید از فحول علما و جہانندہ فضلا است - وہ دو
 واسطہ شاگرد میر فتح اللہ شیرازی در عقلیات برہان ساطع بود و در نقلیات حجت قاطع
 جم غفیر دانش آموزان را کامل مکمل ساخت و بر حاشیہ علامہ دوانی بر تہذیب المنطق
 حاشیہ مدون مستعدانہ نوشت و با وصف علوم مرتبہ دانش بسیار کوچک دل بزرگ ہمت
 بود - وید فیض رسانی طولی داشت - و علم موسیقی ہندی خوب می دانست و از مہرہ دقالت
 این فن می زیست - ابتدا وہ قصد تحصیل علم از بلگرام رخت سفر بر بست - وہ بہ خدمت
 ملا عبد السلام دیوہ پیوست - و نسخہ ہائے متداولہ درسی اکثر بہ خدمت ملا گذرانید - و مرتبہ
 فضیلت بہم رسانید - بعد از ان بہ خدمت مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی شتافت - و استعداد
 سبق نمود - مولوی عذر آورد کہ از ہجوم طلبا گنجایش وقت علیحدہ نیست مگر آنکہ سماعت سہو
 فلان شخص اختیار افتد - میر بہ جہت ناخن بندی سماعت قبول کرد - اما در وقت درس
 مہر سکوت بر لب زدہ می نشست و اصلا حرف نمی زد - برین اسلوب مدتے بسر آمد - روزے
 مولوی عبد الحکیم فرمود مدہتا گذشت - گاہے حرفی از شما سر بر نہ زد - سید عرض کرد کہ در وقت

غیر منصب من همین سماع است. اگر وقتے علیحدہ قسمت فقیر مقرر شود به قدر استعداد و حشر
 توان زد. مولوی فرمود درین ایام بین العصر و المغرب فرصتی هست برائے سبق شما مقرر کردیم
 سید روز دیگر درس مستقل شروع کرد و بحث و گفتگو را بجای رساند که وقت نماز شام
 رسید. مولوی نماز را ادا کرده باز متوجه درس شد. و تا نماز عشا گفتگو بجال بود. مولوی چون
 دید که سر رشته سخن آخر نمی شود فرمود فردا اول روز باید آمد درس بجای دیگر را موقوف
 کرده اول به تحقیق این بحث می پردازیم. فردا صبح باز سید حاضر شد و طلباء و دیگر نیز حاضر شدند
 و از چاشت تا استوا بحث قایم بود سه روز متواتر برین منوال گذشت و سلسله بحث انقطاع
 نه پذیرفت آخر مولوی با سید فرمود بارے حل این مقام بر شما هم به نوعی ظاهر شد. سید عرض
 کرد که یکے از محشیان درین محل حاشیه به قلم آورده و حاشیه که از تحریرات خودش بود بر آورده
 از نظر گذرانید مولوی جواهر تحسین افشاند و فرمود مطلب حاشیه بسیار دقیق و نازک واقع شده
 اما عبارت خالی از اطناب نیست. بعد ازین مولوی استفسار کرد که تحصیل شما از کجاست.
 عرض کرد که از خدمت مولوی عبدالسلام دیوه. مولوی توهم کرد که سبب ادمعبدالسلام برائے
 الزام من شاگرد خود را فرستاده باشد. سید قسم یاد کرد که این امر را اصلا دخل نیست. و محض
 باراده استفاده در جناب عالی رسیده ام. و بقیه کتب بخد مت مولوی خواند و فاتحه فراغ
 گرفت و روزگارے به تعلیم و تدریس گذرانند. بعد چندی به نواب نجابت خان صدقوی پیوست
 و به مزید تقرب اختصاص یافت و با وصف ملازمت پیشگی همواره هنگامه درس می آراست
 نوبتے دو کس از فضلا بالادست سرکار نواب سعد الله خان وزیر اعظم صاحب قرآن شاهجهان

کہ یکے در قومیت شیخ بود و دیگرے افغان بجانہ نواب بجاہت خان آمدند و در مجلس نواب
یا بعضے فضلا و سرکار نواب گفتگوئے واقع شد۔ نواب مغلوبیت فضلا و خود استقام کرد
سید اسماعیل حاضر مجلس نہ بود نواب سرعی را بطلب سید فرستاد۔ سید بر جناح استعجال خود را
رسانید و پائین مجلس نشست و تقریر طرفین را گوش کرد آنگاہ بآن ہر دو فاضل خطاب کرد کہ این
طرف ہم متوجہ باید شد۔ ہر دو عنان بحث بہ جانب سید یافتند۔ سید بہ زبان شیرین و بحث
ہائے قوی آنہار مغلوب ساخت۔ فاضلے کہ افغان بود طریق کج بحثی پیش گرفت تا بجائے
کہ دست بہ قبضہ شمشیر برد سید بر حسبہ شمشیری کہ بر مسند نواب موضوع بود بدست آوردہ از نیام
کشید۔ مردم در میان آمدہ طرفین را بازداشتند۔ نواب بجاہت خان علم و شجاعت
سید شاہدہ کرد بغایت سرور گردید۔ و فرمود سید صاحب السیف و القلم است۔ سید اسماعیل
آخر آلام ملازم پیشگی را گذاشتہ در بلگرام منزوی گردید۔ و جماعہ طلبہ را بر ماندہ افادہ صلائے
عام در داد۔ و بقیہ ایام زندگانی را بہ شغل شکر تدریس و تصنیف تمام ساخت۔ و چہارم
شوال روزہ شنبہ ۸۸۸ شمان و ثمانین و الف رخت سفر ازین عالم پرست ختم اولیا و تاریخ
یافتہ اند۔ خواہگاہش بلگرام۔

درین محل شبذیر قلم را سمری دہم و احوال ملا عبد السلام دیوی و استاد ملا عبد السلام
لاہوری و امیر فتح اللہ شیرازی بزبان تقریر حوالہ می کنم۔

(۴۴) ملا عبد السلام ساکن دیوہ

از مصنفات صدو بہ او دہ۔ اصناف علوم را سیما عربیت و سر زمین مولد خود تحصیل نمود۔ قائد

قسمت اور اہل لاهور آورو۔ و در ظل رافت ملا عبد السلام لاهوری رسانید ہر چہ خواندہ بود
 بخداست ملا تصحیح نمود۔ و قدم بر قدم استاد گذاشت۔ و چنانچہ اتحاد اسمی متحقق بود نسبت
 فضیلت نیز رتبہ مسادات ہم رساند۔ چندی بدانش آموزی مستفیدان گذرانید۔ آخر
 ملازمت صاحب قران شاہجہان دریافت۔ و چندی بہ منصب افتاء عسکر امور گردید
 و در کبر سن دست ازین منصب بازداشتہ در دارالسلطنت لاهور زنگ انزواریت
 و تشنہ کامان علوم را بہ کوشش افادہ سیراب می ساخت۔ و حاشیہ بر تفسیر بھیناوی در سلک
 تحریر کشید۔

(۴۵) ملا عبد السلام لاهوری

معدن عقلیات و نقلیات بود۔ و فنون ادب و فقہ و اصول را نیکومی دانست۔ علم
 از امیر فتح اللہ شیرازی و غیرہ فرا گرفت و قریب شصت سال درس گفت و جمعی کثیر را بہ پایہ
 فضیلت رساند۔ و حاشیہ بر تفسیر بھیناوی تعلیق نمود و قریب نو و سال عمر یافت۔ می گفت
 سخنان بسیار بر کتب متداولہ داشتم۔ و برار باب استعداد عرض کردم۔ و در معرض قبول افتاد
 اما از کثرت اشتغال درس فرصت تحریر نیافتم۔ الحال کہ ضعف قوی ستولی گشت و قوت
 حافظہ رو بہ انحطاط آورد ہمہ از خاطر بر آمدہ۔ بر فقدان این صور ذہنی تاسف منہ نمود۔ و در سہ
 سبع و ثلثین و الف کتاب زندگانی بہ ہم نہاد۔

(۴۶) امیر فتح اللہ شیرازی

در حکمت عملی و نظری یکتاے روزگار بود۔ و در دانش گاہ خواجہ جمال الدین محمود و مولانا کمال الدین

شردانی و مولانا کر دو میر غیاث الدین منصور شیرازی تلمذ نمود۔ و قدم از اساتذہ پیش گذشت
 عادل شاہ بیجا پوری ہزاران خواہش اور از شیراز بہ دکن طلبید و کیل مطلق خود ساخت
 روزگارے برین منوال گذشت۔ آخر در ۹۹۱ھ احدی و تسعین و تسع مائے اکبر بادشاہ
 اور انشور طلب فرستاد۔ و حسب الطلب بہ فتح پور سیکری رسید۔ خانخانان و حکیم
 ابو الفتح استقبال کردہ بہ ملازمت آوردند و مورد اصناف نوازش گردید۔ و در کمتر فرصت
 بہ دولت مصاحبت فائز شد و قاست امتیاز بجلعت صدارت کل آراست۔ و دختر
 منظر خان تربتی بسلاک ازدواج در آورد۔ گویند بہ منصب سہ ہزاری رسیدہ بود۔ و در
 ۹۹۳ھ ثلث و تسعین و تسع مائے ب خطاب امین الملکی بلند رتبہ گردید۔ و حکم شد کہ راجہ
 تو در مل مہات ملکی و مالی را بہ صواب دید میر سرانجام دید میر فصلی چند تضمین کفایت سرکار
 و رفاه رعایا از نظر گذرانید۔ و راجہ استحسان یافت و در بہمین سال ب خطاب عصدا لدولہ
 ناموری اندوخت۔ و بر ہمنوی راجہ علی خان والی خاندیس دستوری یافت۔ از احبا
 بہ ناکامی برگردید۔ و بجان اعظم کہ برائے تاخت ولایت دکن و مالش سران آن دیار تعین
 شدہ بود پیوست۔ چون خان اعظم باشاہ الدین احمد خان و دیگر سرداران کمکی بدست
 پیش گرفت۔ راجہ علیخان نفاق امر اشاہدہ کرد۔ لشکر دکن بنجو و متفق ساخت۔ و کم بمقابلہ
 بست۔ ہر چند میر خواست کہ اورا براہ آر و صورت نہ بست۔ ناچار بہ گجرات نزد خانخان
 رفت کہ اورا بہ کمک برد آن ہم بعلتی دست نہ داد۔ از انجا خود را بجنور بادشاہی رسانید
 و در ۹۹۷ھ سبع و تسعین و تسع مائے وقت معاودت بادشاہ از سیر کشمیر بہ عارضہ جسمانی و شہر

ماند و جان بقایض ارواح سپرد. اول در خانه میر سید علی بهدائی قدس سره گذاشته بودند
 بحکم پادشاه از آنجا بر آورده بر فراز کوه سلیمان که جاے دلکشائے ست نقل کردند. پادشاه
 از فوت میر بسیار متاسف شد و بر زبان گذرانید که میر وکیل و حکیم و طبیب و منجم مایه بود و اندازه
 سوگواری که تواند شناخت اگر بدست فرنگ افتادی و همگی خزان در برابر خواستی درین سود
 فراوان سود کردند. و آن گرامی گوهر را بس ارزان خرید می. شیخ فیضی گوید

شهنشاه جهان را در وفاتش دیده پنجم شد	سکندر اشک حسرت رخت کا فلاطون عالم شد
--------------------------------------	--------------------------------------

از مصنفات او تکریمه حاشیه علامه دوانی بر تهذیب المنطق و حاشیه بر حاشیه مذکور
 متداول است. تصانیف علماء متأخرین ولایت مثل محقق دوانی و میر صدر الدین و میر
 غیاث الدین منصور. و میرزا جان میر بهندوستان آورده و در حلقه درس انداخت. و جم
 غفیر از حاشیه محفل میر استفاده کردند. و از آن عهد معقولات را رواجی دیگر پیدا شد.

(۴۴) ملک بهاء الدین نور اللہ ضریحی

ساکن محله خور و پوره معروف به ملک بهلی بفتح باء موحده و هاء مخفی و لام مشد و مکسور
 بکسر مجهول و یاء تحتانی در آخر انصاری الاصل است از فرزندان شیخ الاسلام خواجه عبداللہ
 انصاری قدس سره و دو دمان او بملک اشتہار دارد. وجه تلقب از ملک فیض اللہ که از
 بنی اعمام ملک بهاء الدین است استفسار رفت گفت که بزرگان ما را در فرامین و سجالات
 ملک الامر نوشته اند.

ملک بهاء الدین فاضلی است صاحب ذہن بلند و طبع وقت پسند اول به گو پامو
 رفته نزد ملا وجیه الدین گو پامو تلمذ کرد - بعد از خدمت مولوی قطب الدین شهید سہالوی
 تحصیل نمود و در جمیع فنون درسی سرمایہ فراوان اندوخت سیام الام العلوم نحو و صرف کہ درین
 دو فن مهارتی عظیم داشت - و در وطن مالوف قدم افشوده علی الدوام با فائده طلبامی پرداخت
 و در عشرہ اولی بعد مائت و الف متوجہ زہمت کردہ بقاگردید - قبرش زیر بلندی رودھنہ خواجہ
 عماد الدین بلگرامی قدس سرہ جانب دروازہ واقع شدہ ترجمہ فرزند ارجمندش شیخ فخر الدین
 احمد در فصل اول گذارش یافت -

(۴۸) سید ضیاء اللہ بلگرامی قدس سرہ

از اولاد سید محمد صفری ساکن محلہ سیدانپورہ و از اعظام علماء و اتقیاء است سلسلہ نسبش برین طریقہ سید
 ضیاء اللہ بن سید خان محمد بن سید عبدالغفار بن سید تاج الدین عبدالقبیلہ کی از قبائل اربعہ محلہ سیدوارہ بن سید
 عرف سید و ولارہ بن سید حسن بن سید محمود بہمن - نسب با فوق در ترجمہ سید رفیع الدین بسطور گردید نیز وج سید عبدالغفار
 جد سید ضیاء اللہ با دختر سید محمد اشرف بن سید احمد عرف اوچھی از قبیلہ تیج بہیہ شدہ بود و چون
 سید محمد اشرف پسرے نہ داشت سید عبدالغفار و اما و خود را متنبی ساخت سید
 عبدالغفار باین علاقہ از محلہ سیدوارہ نقل کردہ سکونت میدانپورہ گرفت - سید ضیاء اللہ
 در آغاز سن آگہی کلام اللہ را با تجوید حفظ کرد - و کسب فضائل منظور نظر بہمت ساخت
 و در قصبات پورب بطور طلاب این دیار سائر و در گذشت - و از علماء عصر فنون درسی

اخذ نمود. و با جناب سید احمد بن سید محمد اکا لپوی قدس الله اسرارها غائبانه عشق باخت
و این بیت بنظم در آورده ۵

اکا لپی مکہ بلگرام یمن *	اے تو احمد بنم اولیس سرن
--------------------------	--------------------------

بعده به ملازمت اقدس حضرت امیر رسید و بعضی نسخ تصوف فرا گرفت. و در بلگرام
بر سجاده خدا پرستی و تدریس علوم ممکن و زید و جم غفیر طلبه را به کام دل فائز ساخت. حضرت
سید لغایت متقی و پرہیزگار بود. و در نصرت دین بتین و اقامت احکام سنت سنیه قدمی
را سخ داشت و در تاریخ بست و پنجم ماه شعبان روز سه شنبه سال الف و مائت و الف
شبتان خاک را ضیا بخشید. و حسب الوصیہ پایان مرقد خواجہ عماد الدین بلگرامی
قدس سرہ بیرون حریم متصل دیوار جنوبی مدفون گردید و اتم الحروف گوید ۵

خوشید پر علم و فضل و تقویٰ	آن میر ضیا را اللہ روشن سیم
----------------------------	-----------------------------

و امن افشان در شبتان جهان	تاریخ شنو بمنزل قدس ضیا
---------------------------	-------------------------

تاریخ انتقال سید ضیا را اللہ مرحوم در ید بنیاس سال ثلاث و مائت و الف ثبت
شده و در نسخ اوائل ماثر الکرام همین سال ثبت است. آخر به تحقیق رسید کہ تاریخ انتقال
مشار الیہ سال الف و مائت و الف است. رباعی موافق این سال بنظم در آمد. سید ضیا
اللہ و پدر علامہ مرحوم میر عبد الجلیل کہ ذکرش تحریری یا بدہم عمر بوند و از ایام صبا اخلاص و بط
خاص داشتند. سید ضیا را اللہ این نامہ بمیر احمد ترقیم نموده کہ شمسائے موزون کہ در صورت
سخن تجلی داشت اگر چه تمکین بود شیرین افتاد برین عید می خواستم قربان شدن ایام تشریق

گذشته بود بر اے شازر ز راهی جستم جز نقد جان بدست نیامد - ازین حسرت جواهر
منشور تلاش می کردم از چشم ریخت منظوم بر آمد ۵

اول به کرشمه اش سلامی	وز دیده به غمزه اش پیامی
از ناله بعثوه اش دعائے	وز سحر به وصل او شنائے
از اشک به پای او سجودے	داز آه بگوشش او درودے
از گریه بجنده اش نیازے	داز غم به نشاط او گدازے
از دست دعا بدامن او	داز روح نشاء بر تن او
شوقی از نیاز من نیازش	آهی از خروش من نیازش
چون خط شریف دلبر آمد	از نخل امید من بر آمد
لطفی که بنامه اش نهان بود	برگشته تیغ بهر جان بود
هجره ای که بود مراد دلبر	از وصل تیرا بار خوشتر
چون جان بر صغای دوست بست	از هر چه رضای دوست است
همت براد او کنم صبر	شد ختم سخن بدگر این حرف

ترجمہ سید قادری خلف الصدق سید ضیاء اللہ از فصل اول نگارش یافت
و فرزند دیگرش سید احمد بن سید ضیاء اللہ بہرہ از علم داشت و حافظ قرآن و قاری
خوش الحان بود و بہ تحریر خط نسخ یا قوت راعوق آب خجالت می ساخت - کلام اللہ
و تفسیر مدارک بخط او امر و زسواد با صرہ را نورے تازہ و جلاکے بے اندازہ می بخشید

در سن هشتاد سالگی بست و یکم ذی الحجه ۱۲۳۳ لیلۃ ثلاث واربعین و مائتة و الف به گلگشت
 فردوس اعلی شافت - و در باغ مقابر آباء خود مدفون گردید و فرزند دیگرش میر سید
 اشرف بن سید ضیاء اللہ بزرگ عہد بود و بہرہ از فضیلت داشت و پیوستہ بہ مطالعہ
 کتاب و تلاوت قرآن و عبادت عالم آفرین تعالی شانہ و تعمیر وقت می کوشید
 تا آنکہ در عشرہ رابع بعد مائتہ و الف متوجہ نشیمن قدس گردید و برابر والد مرحوم خود پائین
 در گاہ خواجہ عماد الدین قدس سرہ آسایش گرفت - سید غلام حسین بن سید محمد اشرف
 مسطور کتب درسی بہ ترتیب از جناب استاد المحققین میر طقیل محمد بلگرامی روح اللہ
 روحہ تحصیل نمود - جوانی صالح و متقی بود و مدۃ العمر پیرامن مناہی نگردید و در عمری و یک
 سالگی بابرادر اعیانی خود سید احمدی در ماہ شعبان ۱۲۴۲ لیلۃ اربع واربعین و مائتہ متوجہ
 سفر از وطن شد و این اول سفر او بود - در اثنا راہ قریب اٹاوا از دست قطاع الطریق
 ہر دو برادر بہ شہادت فائز شدند -

(۴۹) سید عنایت اللہ

بن سید عبدالستار بن سید حاتم بن سید بدر الدین جد القبیلہ یکے از قبائل اربعہ
 محسلہ سید و ارہ فقیہ بے بدل و طبیب بالادست بود و طبعی بلند و ذہنی آسمان پیوند داشت
 و در عصر خود ریشہ عجمی در روایت کثی رواند - و استخراج مسائل فقہی را بپایہ اعلی رساند
 مفتیان زمانہ اقرار نامہ تفوق او در دست داشتند - و روایت طلبان از بلاد دور دست

بنجدست اومی رسیدند - ابتدا اے حال قرآن مجید در یاد گرفت و در حوزه درس میر
 سید اسمعیل بلگرامی تربیت یافت - و منازل تحصیل علمی بہ ترتیب عبور نمود و اکثر
 بہ مطالعہ کتاب اشتغال داشت - فوٹش در سالہ عشرین و مائتہ و الف واقع شد و در باغ
 احداث کردہ خود مد فون گردید از اولاد او دو پسر رتبہ فضیلتی بہم رسانیدند - اول سید محبوب
 فاضل مستعد بود و ہوارہ با فائدہ طلبہ می پرداخت - استاد المحققین میر طفیل محمد روح اللہ
 روحہ با او خوش طبعی ہائے نمکین داشتند - در عشرہ ثالث بعد مائتہ و الف ازین
 عالم درگذشت - دوم سید مرتضیٰ معروف بہ سید نواب نسخ متداولات را تحصیل کرد -
 و طبابت از پدر آموخت و سر آمد اطباء شہر شد - بخصوص در نبض شناسی دستی عالی بہم رساند
 و در ازالہ مرض سیحانی بکامی برد و تالیفی درین فن جمع کردہ و یا زوہم ذی القعدہ ۱۵۸۰
 شان و خمین و مائتہ و الف نبض حیات او ساقط شد - و در مقابر اسلاف خود آرامید
 عمرش قریب بہ ہشتاد سال -

(۵۰) میر سید خیر اللہ بلگرامی

از احفاد سید محمود اکبر است برین پنج سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید بن سید طیب
 بن سید عبد القادر بن سید ابوالقاسم بن سید خان محمد بن سید محمود اکبر بلگرامی قدس سرہ اند
 مستعدان زمانہ و صاحب کمالان یگانہ است ظریف طبع لطیفہ سنج خوش حلق بود و
 فضائل رضیہ و شمائل سنیہ بسیار داشت و خالی از تشنہ معنی نبود و مثنوی مولوی روم را

وران عصر بہ ازو کے درس نمی گفت و ہمیشہ بتقدیم عبادت و شغل کتاب سرمایہ
 اخروی می اندوخت۔ خلیفہ شاہ محمد صاحب جامع القوائین مثنوی مولوی روم از
 خدمت میرسد کردہ و مکتوب بے بناء میرد نشات خود آوردہ۔ عنوان مکتوب این است:-
 دو مکتوب نهم۔ بخدست خلاصہ خاندان اصطفیٰ نقادہ و دودمان ارتضا۔ شرافت و نجابت

دو دستگاہ میرسید خیر اللہ تحریر یافت۔ برضیہ خورشید نظیر آن زمینت افزاے محفل سخن
 دو رونق بخش مضامین نو و کمن۔ نگاہ آموز چشم بینش۔ چسراغ افروز بزم آفرینش نمک خوان
 دو اہلیت مردک دیدہ قابلیت۔ مبدع قوانین مردت۔ مخترع آئین فتوت۔ اختر مینیر برج
 دو نقابت گوہر بے نظیر و برج نجابت مجمع الاخلاق منبع الاشفاق واضح و لائح باد،

سید خیر اللہ پنجم شوال روز چہار شنبہ ۱۲۱۴ھ اربعہ عشر و مائتہ و الف بہ جنت الماوی
 خرامید و در بلگرام در مقابر آباء خود مدفون گردید۔ انتقال میر بہ موت فحاجۃ واقع شد
 دو روی بیہقی فی شعب الایمان عن ابی اسکن المجری قال مات خلیل اللہ فحاجۃ وفات
 داؤد فحاجۃ وفات سلیمان بن داؤد فحاجۃ ہو تخفیف علی المؤمن و تشدید علی الکافر
 و برین محل خامۃ تروست سلسلہ گفتگو۔ دیگرے جنبا ند و بتقریب واقع سید خیر اللہ واقعہ
 سید محمد نوح والد مولف کتاب بعرض ارباب عبرت می رسانند۔ نهم محرم شخصے در بلگرام بموت فحاجۃ
 در گذشت والد مرحوم بدفن میت پرداختند و بجانہ برگشتند۔ این سانحہ سمرئہ عبرت در چشم
 ایشان کشید و طلسم ہستی ہباء منشور بنظر درآمد یا میر سید محمد خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبدل
 خطاب کردند کہ دو قصیدہ ازین قبیل شاہدہ شدیکے انتقال سید خیر اللہ بن سید عبد الحمید

دوم وفات سید محمود پدر سید لطف الله که ترجمه او در فصل اول در سلک ارادت مندان
 سید العارفین قدس سره نگارش یافت. شب دهم محرم در بلگرام چند جات شریف بردند
 آخر در محله خود یعنی میدانپوره برآمدند. و بر صفت تالوت امام علیه السلام نشستند و بعد
 فصلی بقضای الله برکشیدند و جان بجهان آفرین تسلیم نمودند ۵

سکران زخم آسمان برآمده اند	از راستی چو خدنگ از کمان برآمده اند
----------------------------	-------------------------------------

و این حادثه شب دهم محرم یک پاس شب باقی مانده ۶۵ ساله خمس و ستین و مائه و الف
 واقع شد روز شهادت امام علیه السلام وقتی که آفتاب به یک نيزه رسیده در باغ محمود نزد
 قبر والد خود سید فیروز در خلوت کده خاک آسایش گزیدند. عمر شریف هفتاد و سال.
 راقم الحروف گوید ۵

میر سید لعل آن نخل ریاض مکرمت	روز عاشورا علم فراخت در ملک بقا
سائلی پرسید از آزاد سال جلالتش	گفت حشر والد با شهید کربلا ۶۵

(۵۱) سید محمد فیض بلگرامی

بن سید محمد صادق بن سید صدر جهان بن سید خاتم بن سید بدرالدین جد القبیلہ کے
 از قبائل اربعه محله سید واره کسب علوم متداوله از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی نمود. و علم
 حدیث از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی سند کرد. و با علامه مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی
 ربط خاص بهم رسانید و قواعد علمی پیش از حصر اخذ نمود. و بر شمائل النبی ابی عیسیٰ ترمذی و حسین

ترجمہ بزبان فارسی نوشت نام و تاریخ افتتاح ترجمہ شمائل نبی بے الف و لام و تاریخ ختم کہ در ۹۶ سنہ
ست تسعین و الف دست داد سید ضیاء اللہ بلگرامی درین قطعہ نظم ساخت ۵

چو سید فیض منطوق فضائل
سنزدگر چرخ ذکر سعی خیرش
بحمد اللہ کہ شد این گنج معنی
زمین صحبت سید مبارک
خرد تاریخ ترتیش رقم زد
مبسم ساخت از جہد کماہی
علم گردانند از مسہ تابہ ماہی
نصیب عمدہ عالمگیر شاہی
خدا کردش باین دولت مہاہی
زہے گنجینہ فیض آلہی

مخفی نماند کہ زمینداری بلگرام تعلق بہ قبائل اربعہ سید وارہ دارد۔ سید محمد فیض
در عصر خود این عہدہ را بہ رونق تمام سرانجام داد۔ ولو اسے دبدبہ و شوکت با آسمان افراخت
اتفاقاً اورا باخان عالم نامی حاکم شہر نزاعی روداد بست و نهم رمضان ۱۲۳۱ لکھنؤ و ماہیہ
والف کار بجدال و قتال انجامید۔ خان عالم غالب آمد۔ و اثاث البیت سید محمد فیض مجموع
بتاراج رفت۔ درین ہنگامہ ترجمہ مسطور ہم بر ہم خورد۔ سید محمد فیض کمر بہ تدارک بست و از بلگرام
قصد دکن معسکر عالمگیر خلد مکان کرد۔ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی بیاس ربط قدیم درین
سفر بر قامت سید محمد فیض پرواخت۔ و درین وقت کہ آشتیانان بیگانہ می شونند ادا
حقوق آشنائی بر خود لازم گرفت سید محمد فیض بہ اردو عالمگیری رسیدہ ماجرا بہ سامع
خلافت رسانیدہ و خان عالم را از حکومت بلگرام معزول ساخت و بہ وطن عطف عنان
نمود۔ درین وقت ترجمہ را تلاش کرد۔ چند جزو از وسط کتاب بدست آمد۔ بار دیگر بہت

به ترتیب ترجمه گذاشت و در دوازدهم ذی الحجه ۱۱۲۰ هـ اثنا عشر و مائه و الف با تمام رسانید - تاریخ
ختم ثانی این فقره یافت - قد تم بعون الله الاحد و رسوله احمد استاد المحققین میر طیفیل محمد
نور الهدی مرقدہ مدتها بخانه سید محمد فیض تشریف داشته اند - مشارالیه و قائل خدمت گزاری
کمایمنفی مرعی می داشت و قاتل در ۱۳۰۰ هـ تثنین و مائه و الف واقع شد - قبرش در بلگرام
بر چو تره که در حین حیات بر اے دفن خود ساخت عمرش قریب به شصت سال -

(۵۲) سید محمد باقر بلگرامی

از سادات پنج بهیہ ساکن محله میدا پنوره اولاد سید محمد صفری است قدس سره باین
طریق سید محمد باقر بن سید داود بخش بن سید ابوالفتح بن سید عبدالباقی بن سید کمال الدین بن
سید حسین بن سید فضل الله - باقی نسب در فصل اول تحت ترجمه سید اجل تحریر یافت
سید محمد باقر فاضل جید صاحب طبع بود - و در فن لغت عربی خوض لائتایه داشت - کسب
کمال بخدمت سید فرید الدین معروف به سید بدلی بلگرامی کرد - بعد از به جناب سید نور الله
برادر اعیانی سید العارفین میر سید لطف الله قدس الله اسرارها تلمذ نمود - ذکر هر دو استاد
والا نزد در فصل نخستین تقدیم یافت آخر الامر از صحبت علامه نامی میر عبد الجلیل بلگرامی
استیلا ب فوائده کرد - و در هر فن دستگاہی بهم رساند و خط شیرین بدست آورد - و شان خط علامه
مرحوم اختیار کرد - و در ۱۳۰۰ هـ تثنین و مائه و الف رخت سفر از خاکدان فانی به ریاض
جاوداتی بر بست - عمرش قریب به شصت سال - خواب گاه بلگرام -

(۵۳) سید عبد الله

از بعض طبیقات سادات بلگرام ساکن محله میدان پوره ست - در علوم عربی و فارسی
و هندی استعداد عالی داشت - و در فنون درسی تلمیذ قاضی علیم الله کچندوی بود - و خطوط
به هفت قلم زگارش می نمود - و در فنون سپاهگری و استعمال اسلحه و آلات حرب و اکثر صناعات
اهل حسرت و قونی داشت - و در بریدن گل کاغذین کارهاست دست بسته می کرد - همواره
صاحب اعتبار زیست - و اکثر به رفاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان بسر برد
بخدمت عدالت عسکری پرداخت -

شیخ قوام الدین احمد آبادی - با فقیر نقل کرد که چون سر بلند خان تونی کرت اولی در سال ۱۲۳۴
اربع و عشرين و مائه و الف ناظم صوبه احمد آباد شد - سید عبد الله را منصب صدارت احمد آباد
تفویض نمود - سید بار باب و ظالمت و ادورات سلوک پسندیده کرد - و غربا و ضعیف را به احسان
فراوان نواخت - استعداد سید بلند بود - شاه اسد الله بنیره و صاحب سجاده شاه و جیه الدین
علوی گجراتی قدس سره شرح مواقف بخدمت سید گذرانید - و من بدایه فقه تحصیل نمودم
و فی مابین مولانا نور الدین و سید من واسطه ارتباط شدم - و بخدمت مولانا گفتم که در عهد
حکومت محمد اعظم شاه فلان فاضل را بتقریب ضیافت خواندید و مباحثه علمی در میان آورده
صحبت را منجر به بخش ساختید - الحال چنین نباید کرد - این معنی را بخدمت سید هم اظهار
نمودم - سید گفت چه این طورف بر زبان آوردید - ذکر علمی مضائقه ندارد بلکه سبب افتاده

و استفاده است - سید نجانه مولانا تشریف آورد - و ذکر علمی در میان آمد - سید با استعداد
 تمام سخن کرد و نوعی که مولانا و سایر مستعدان مجلس محفوظ باشند - دلب به تحسین و آفرین
 کشوند - آخر الامر او را در دار الخلافه شاه جهان آباد بیماری استسقا عارض شد بهمان
 حالت در بلگرام آمد و به فرصت کمی جان به جهان آفرین سپرد و سمت غنی باغ محمود در
 مقابر قبیلہ خود مدفون گردید - و کان انتقاله ^{۳۲} الله اشنین و ثلثین و مائۃ و الف نام
 قاضی علیم الله کچندوی در فصل اول چند جا گذشت درین فصل همین جا بتقریب
 تلمذ سید عبداللہ مذکور شد چون این فصل انجمن جماعۃ فضلا است معرفت قلم ذکر قاضی
 بر مسمع مجامع عرض می دارد -

(۵۴) قاضی علیم الله کچندوی

کچندوبه کاف تازی و جیم فارسی مفتوح تین و لون ساکن و دال مہملہ قصبۃ ایست
 بر لب دریائے گنگ چهار کرده از بلگرام - قاضی از اولاد اخی جمشید راجگیری و از مشاہیر
 علماء این دیار است - روزگارے بر قاضی حبیب اللہ سندیلوی تلمذ کرد - و فائز
 فراغ از ملاطف اللہ کا کوری گرفت - و در کچند ویر سند قضا بموروث متمکن گشت
 و افادہ طلبیہ پیش نهاد ہمت ساخت - بعد چندی عزل قضا اتفاق افتاد قاضی بہ دکن
 رفتہ خلد مکان را ملازمت کرد - چون سادہ وضع و از فنون زمانہ یگانہ بود - و در اوصاف
 و اخلاق یاد از صحابہ کرام می داد - بادشاہ را حسن اعتقادی بہم رسید - قضا بہ دستور سابق

ارزانی داشت. و دهم بطریق سیورغال از مضامین بانگرموی و صد مهون نقد از طلائے
 سکوک و کن وقت رخصت رعایت نمود. قاضی به وطن اصلی عود کرد و دهمه ایام زندگانی
 به افاده علوم ربانی صرف ساخت و در ۱۱۵ الک خمس عشر و مائة و الف به روحانیان پیوست
 نشنش اورا از کچند دوبه راجگیر برده در جوار مرقد منور اخی جمشید قدس مره
 دفن کردند.

امام مولوی لطف اللہ کوری استاد قاضی علیم اللہ عمدہ علماء عصر بود. و دانش مندان
 بسیار از درس گاہ و نشوونمایافتند. از انجمله مولوی علی اصغر قنوجی لوز الد ضر یحی بن شیخ عبد الصمد
 عالم بالادست و عامل خدا پرست بود. نسبش به صدیق اکبر رضی اللہ عنہ منتهی می شود
 بعضی اجداد او به نصاریف روزگار از مدینه منوره علی صاحبها الصلوٰۃ و التحیۃ به کرمان افتاد
 و در آنجا بار اقامت کشاد. یکے از اسلاف او مولانا عماد الدین کرمانی است صاحب
 فتاوائے عمادیہ. شیخ مبارک فرزند مولانا عماد الدین مذکور از کرمان متوجه ہندوستان شد
 و طرح اقامت در بلکہ قنوج ریخت. ازان وقت اعتقاد او دین بلکہ فاخرہ سکونت دارند
 مولوی علی اصغر در سن شباب شوق علم ہم رساند مختصرات و متوسطات از مواضع متفرقہ تحصیل
 نمود. و مطولات از مولوی لطف اللہ کوری روح اللہ گرفت.

شیخ احمد ملا جیون امیتوی کہ ذکرش گذشت و مولوی علی اصغر هر دو با ہم
 نزد مولوی لطف اللہ فاتح فراع خواندند. مولوی علی اصغر جانب
 لکھنؤ نشاءت. و با شیخ پیر محمد لکھنوی قدس مرہ بیعت کرد. و البینات کشید. و اجازت

ارشاد گرفته به قنوج مراجعت نمود. و تالفس و اسپین پادروا من عزلت پیچید. و مدت شصت سال درس گفت. خلق کثیر در حوزه درس او منتها فیض حاصل کردند. و در آخر عمر تفسیری بر کلام الله نوشت سخی به ثواب التنزیل.

فقیر دوسه صحبت مولوی را دریافت ذات قدس معلی بود. در سال ۱۲۴۰ هجری و مائت و الف متوجه دارالبقا گردید. پیش مسجد خود زیر صدف مدفون گشت. را قلم الحروف این مصراع تاریخ یافت ۵

شدن آن آفتاب صبح علوم

(۵۵) میر عبدالمادی

بن میر عبد الواحد اصغر بن میر سید طیب بن میر عبد الواحد بلگرامی قدس الله سره سید عالی مقدار و دانش مند بلند اقتدار است. نسخه جامع معقول و منقول و لوح محفوظ فروع و اصول. حسن سیرتش تفسیر انک لخالق عظیم و حسن صورتش توضیح ما هذا بشران هذا الاملاک کریم در ربیعان آگاهی نطق همت با حراز کمالات انسانی بر لبست. و کتب مبادی تحصیل از خدمت میر سید اسمعیل بلگرامی استفاده نمود. بعد انتقال میر خود را به حلقه درس مولوی سید قطب الدین شمس آبادی رسانید. و نسخ او اسط از جناب مولوی اخذ کرد. از آنجا به حوزه درس ملا قطب الدین شهید سها لوی پیوست. و بقیه تحصیل به انجام رسانید و رسم فاتحه فراغ بجا آورد. و علم امتیاز و تلامذه

حضرت ملا ابرافراشت - و به وطن اصلی معاودت نموده هنگامه درس گرم ساخت -
اکثر مستعدان عصر از جناب سید کسب کمال نمودند و مرتبه مولویت حاصل کردند - بعد
چندین به اقتضای حرکات فلکی عازم اردو - خلد مکان گردید و به عطای منصبی
و تفویض بعضی خدمات صوبه الہ آباد و موضع نید کی از توابع صوبہ مذکور سمت امتیاز
پذیرفت - آخر دست از همه باز کشیده درخت به وطن مالوف کشید - و مرکز و ارقدم
افشوده حلقہ درس بر خود فراہم آورد - و بقیۃ العمر بہ افادہ علوم و صحبت اہل کمال خوش
گذرانیید - و بستم شهر ربیع الاول ۱۳۳۱ھ ثلث و ثلثین و مائتہ و الف بہ عالم قدس خرامید -

(۵۶) شیخ جمال اللہ

از شیوخ فرشوری بلگرام ساکن محلہ میدان پورہ و احقاد قاضی الہداد است کہ ترجمہ
اش بالا گذشت - مردے درو مند - بسیار خلق و متواضع بود - و بہرہ وافی از فضیلت
داشت - و دوام بہ شغل کتاب و افادہ طلبہ می پرداخت - روزے در مجلس با فقیر گفت
کہ در نہر الفائق و دیگر کتب فقہ گوید در باب امامت صلوٰۃ کہ المتیم عن الجنابہ اولی بالافا
من المتیم عن المحدث اگر چه قول مجتہد ما را سند است و وجہی داشتہ باشد
اما دل می خواہد کہ علم بہ وجہ حاصل شود - گفتم ہمین وقت وجہی بہ خاطر رسیدہ کہ تیمم جنب بہ
منزلہ غسل است و تیمم محدث بہ منزلہ وضو پس صاحب طہارت کبریٰ اولی باشد با امامت
از صاحب طہارت صغریٰ چہ احتمال دارد کہ جنب و محدث را پیش ازین جنابتی بلا شعور ایشان

عارض شده باشد پس صاحب طهارت کبری از نجاست حکمی سابق و حال طاهر گشت و احتمال در مرتفع گردید. و صاحب طهارت صغری ازین احتمال خالی نیست و در صورتیکه مغسل از جنابت و متوضی از حدث جمع شوند احتمال نجاست حقیقی بهم از مغسل مرتفع می شود.

و او در پایان عمر جانب گجرات احمد آباد حرکت کرد. و در شهر برودده که از گجرات فاصله چهل کرده دارد بیمار شد. و در ۳۱ صبح و ثلاثین و مائه و الف بادی سفر آخرت پیمود. و هما نجا مدفون گشت. عمرش قریب پنجاه و پنج سال.

(۵۷) میر احمد

بن سید عبداللہ بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہ والد میر دراصل سید عبداللطیف برادر اعیانی سید عبداللہ است. چون سید عبداللہ پسر نه داشت میر احمد را به فرزندگی گرفت و او نقش نگین خود احمد بن عبداللہ ساخت. لہذا باین نسبت بین الجمهور اشتہار دارد صاحب فضائل و حسن شمائل بود. و در اقران و امثال و بزمید و جاہست و عمدگی امتیاز داشت. ذکر برادرش سید معین الدین در ضمن ترجمہ سید جان محمد بعد ازین می آید.

سید احمد را در عرف مد او سید معین الدین را موان می گفتند. چون هر دو برادر تمام عمر به ثروت و جمعیت گذرانیدند و در مردم شهر ضرب المثل بود کہ «مداموان سدا سوان»، سید احمد خط نستعلیق شکستہ به جودت می نوشت. و در فن سیاق دستی قوی داشت

ضابطہ اوچنین بود کہ ہر روز بلاناغہ بعد اواسے نماز صبح دو ورق کتابت می کرد۔ و ازین التزام کتب بسیار از قلم جو اہر قسم اوصورت گرفت و امر و زحاضر است۔

میر جو ادبے مثل و شجاع بے نظیر بود۔ و از طرف نواب مکرم خان بن نواب شیخ میر عالم گیری بہ حکومت موضع بہا سو بعدہ موضع دانستہ و غیرہ از توابع وہلی پخت و کوس دیانت می توخت و با وصف اشتغال حکومت اوقات گرامی را بہ تقیم عبادت الہی مامور می داشت۔ و چہارم جمادی الاولیٰ ۹۶۰ سنہ ست و تسعین و الف بریاض فردوس خرامید۔ انتقال او در شہر مراد آباد قریب بلدہ سنبل واقع شد۔ سید معین الدین برادر خود را وصیت کردہ بود کہ لغش اورا بہ وطن رسانند۔ جدا و را

اول در مراد آباد بہ خاک امانت گذاشتند و بعد شش ماہ بہ بلگرام آوردہ در باغ محمود دفن ساختند۔ کاتب الحروف آیہ کریمہ و تحینہم فیہا سلام تاریخ بر آورد۔

میر در عہد سلطان اوزنگ زیب عالم گیر خلد مکان مطابق ۹۶۰ سنہ اشنین و تسعین و الف در کنار باغ محمود چاہے ساختہ کہ ہم چشمی با کوثر دارد۔ و از ان وقت مجموع ساکنان محلہ سیدانپورہ و حوالی آن آب ازین چاہ می خوردند۔ مولف کتاب تاریخ درین قطعہ ضبط کرد ۵

کہ فیضش در جہان گردید ساری

کہ دار و تاقیاست استواری

جزاے این عمل باید زیاری

محیط جو دو احسان میر احمد

عمارت کرد چاہ خیر بنیاد

ز آب حوض کوثر حبابم سرشار

بکام تشنگان تاریخ سالش

رسم کردم زلال خیره جباری

میرزا قرآن سید ضیاء اللہ مرقوم الصدر است و محل ترجمہ او مقدم بود لیکن برای
اتصال ترجمہ او با ترجمہ علامہ مرحوم میر عبد الجلیل درین مقام آورده شد پیشتر گذارش
یافت که میر احمد و سید ضیاء اللہ با هم روابط روحانی داشتند و درین محل از مکاتیب
جانبین دو نامه بر بال کبوتر روزگار می بندم :-

نامه سید ضیاء اللہ به میر احمد

یک دانه محبت است و باقی همه گاه

دو در خرمن کائنات کر دیم نگاه

” سبحان اللہ زہے آن یک دانه در جنب قیمت آن گوهر یک دانه کم از دانه خشناش است - البتہ

” و نبوت پناه آدم صفی اللہ علیہ السلام در طلب این دانه از فقدان نعمت بہشت نیندیشید

” دهر تجھے و شد تے کہ فرا پیش آمد بہ اختیار کشید - یعقوب علیہ السلام از شوق این دانه بہ حد

” دانهائے اشک ریخت کہ و ابیضت عیناۃ من الحزن مفسر آن شد صدر نشین

” محفل رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از آنے کہ استغنائان دانه ہم رساند چندان غنا حاصل

” کرد کہ ہر چند کوہ ہائے مکہ را طلا ساختہ بحضرت حضور پیدا آوردند گوشت چشم نہ گریست -

” و دفعتا لک ذکرک مبین این بہت است - باجملہ ہیچ متنفسی درین عالم نیست

” و نبودہ و نخواہد بود کہ اثرے ازین خیال از سر نہادہ باشد - مجنون بیچارہ سرگشتہ ہمین طلب

” از جہان رفت - فریاد مسکین نیز درین ذوق جان داد - زینجا بہ قوت ہمین دانه پسر را از کنار

- ” پدر چہرہ ساخت - واسے بردانا کے کہ از طلب این دانه نادانا گذشت - آمدم بر سر
 ” مدعا بندہ ہر چند با مذاق طیبہ محبان و حوصلہ ایشان آشنا ہے نذا رد لیکن بہر حال یک گونہ
 ” لذت سماع پیدا کر دے کہ با ستنا و آن می زید - و از اینجا ست کہ خود را خاک پاے اہل محبت
 ” می شناسد - اما بیچ معلوم نشد کہ آن عزیز دانه خود را کہ مقصوم ازل است مگر پیش طائرے
 ” انداختند کہ چیدہ پرواز کر دیا بر اتب تو سن سفر بر آ میختند کہ بہ گلو فر کشید - کیفیت بے
 ” توجہی را نوعی کہ واقعی است پیدا بر نگاہ ند کہ رافع خدشات باطن گردود - بر تقدیرے کہ مخلص
 ” را از رعایت حقوق دوستانہ مقصر دانستہ عوض نمودہ باشند - جاے آن دارد - اما چون
 ” عوض بدی بہ بدی در مذہب دوستی نامحمود است بایستے کہ نظر بر تقاعد و تکاسل این
 ” طرف نننداختہ باداے احسان از خود می شدند - وہ ابناے احوال بہمت اشتمال
 ” مرہون منت می ساختند مگر عہود جمعی و حقوق صبا از یاد رفت ۵

”	اے عجب آن عہد و آن سوگند کو	وعدہ ہاے آن بے چون قند کو
”	گر فراق بندہ از بد بندگی است	چون تو باید بد کنی یس فرق چیت

جواب میر احمد بہ پید ضیاء اللہ

- ” نامہ عنبرین شامہ مشام یگانگی را عطر آموذ ساخت - و خاطر پر اگندہ را بہ جمعیت فراہم آورد -
 ” ملازما گرا نباری کو ہاے محبت بہ حکمی افاعر ضنا الامانۃ علی السموات والارض
 ” معلوم است کہ ہیا کل افلاک با چنان رفعت و سائر کمونات با آن ہمہ عظمت در تحمل این بار چہم

« بیچ تاب خوردند و پشت خم گشته سیرانکار باز زدند - و سر در انبیا صلی الله علیه و سلم بچه آسانی برگرفت
 « و اولیاء است قدس الله اسراهم به طفیل متابعت آنرا از دانه خشنی اشس هم کمتر انگاشتند
 « و بدوش نیاز بر گرفته نغز هبل من مزید زدند - لکن با حیوان صفتان از آن دانه همین دانه چند اشتیم
 « که ثمره اش سهودن میان دگرش غفلت و عطلت است الحمد لله و المنة که فریاد انا ظلمنا عذر خواه
 « است و اشک ندامت شوینده داغ گناه ۵

«	بغیر از عذر تقصیر اندرین راه	ندارد چاره بیچاره در دیش
«	باری با شما دهمت عزیزان و برکت انقاس ایشان امید هست که پرده غفلت و نسیان از پیش این	
«	خیر اندیش بر انداخته شود و ذره از عالم محبت نصیب گردد ۵	
«	ا کوتاه کنم سخن کزین پس	وصل است جواب نامه و بس

(۵۸) میر عبد الجلیل نور الله ضریح

خلف الصدق میر احمد مر قوم با اتفاق جمهور از خواص اتقیا و اجله علما، عالی مقدارند
 و در تزکیه قلب و تصفیه باطن و تقدس ذات و جلال صفات یگانه روزگار همواره دل بیاد
 سلطان حقیقی بستند - و کم خجست سلطان مجازی ۵

مرد حق و رعین دنیا داری از دنیا بری ست	ملک در دست سلیمان نیت در انگشتری ست
و از مناقب عظیمه ایشان این که به بین طالع بیدار شاه ولایت کرم الله وجهه را در خواب	
مے بینند و دست بیعت مے دهند - و در قصیده منقبت زبان بادای شکر این عطیه کبری	

دین پناہ تفضل آگاہ	دل پاک تو شمع عرفان است
کرده ام بیعت تو در رویا *	این سعادت از فضل رحمن است
دستم آخر گرفته به کرم	مے شناسم کہ این چه احسان است
من و این رتبه از کجای لیکن	مور پرورده سلیمان است

و در عالم بیداری او ایسی سید لیلین جموی صاحب سجاده غوث صمدانی شیخ عبدالقادر
 جیلانی رضی اللہ عنہ بوده اند و غائبانہ بیعت حاصل کرده - آن جناب کتب اواکل بہ مشارکت
 استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی قدس سرہ بخد مت میر سید سعد اللہ بلگرامی گذرانیدند
 بعدہ در قصبات پورب سائر و دار گشتند - و کتب او اسطہ از مواضع متفرق کسب نمودند
 و آخر در حلقہ درس شیخ غلام نقشبند لکنوی سرشتہ تحصیل بہ انتہا رسانیدند - و علم حدیث
 از قطب المحدثین میر سید مبارک بلگرامی نور اللہ مضجیہ ست نمودند - و در جمیع علوم عقلی و نقلی
 خصوص حدیث و تفسیر و لغت و فنون عربیت و تاریخ و موسیقی اقتداری عظیم بہم رسانیدند
 حافظہ شریف بہ مرتبہ بود کہ قاموس اللغہ من اولہ الی آخرہ از برداشتند - و احادیث نبوی
 و اسماء الرجال و اشعار و امثال و اخبار فن تاریخ آن قدر مستحضر بود کہ محاسب اندیشہ پی بہ کمیت
 آن نمی تواند بر چشم روزگار کن سال صاحب کمالی باین جامعیت کم مشاہدہ کردہ و
 نام بلگرام بہ میامین وجود فایض الجود شہرہ آفاق گردیدہ - ملاقات آن جناب با سید
 علی معصوم مدنی مصنف سلاۃ العصر در اوزنگ آباد دکن اتفاق افتاد - سید علی می گفت

من در تمام عمر خود جامع علوم مثل میر عبد الجلیل ندیدم - ترجمه سید علی مصدوم در دفتر ثانی مسموع
می شود و شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره همیشه تعریف و توصیف می نمود - شیخ غلام
نقشبند دائره تاریخی از نتایج فکر خود به علامه مرحوم فرستادند و طریق وضع دائره بر زبان قلم
نیاوردند - آن جناب بقوت فکر کنه دائره دریافته و دیگر باز یادت لطافت از خود طرح
کرده بحضرت شیخ ارسال داشتند - حضرت شیخ مکتوبی بخط خاص قلمی فرمودند که نسخه
اش این است :-

” میر و الامد ارج انسانی مجمع فیوضات ربانی سلامت گرامی نامه خلت شامه مثل بر رسیدن بگرام و تقویٰ

” خدمت بخشی گری و دقایق نگاری کجرات رسید سرست فراوان بخشید - الحمد لله که رونق خواهش دوستان

” با جمعیت این طرف تشریف آوردند - فقیر را مخلص صمیم دانسته از یاد و دعا غافل ندانند حق سبحانه

” همیشه در ترقی جمعیت نشاتین دارد - دیگر رساله اعجاز طراز و دائره رسید زبان از مدحیت آن قاصد است

” حقا که ذات سامی آیات درین زمانه بے عدیل است الله تعالی این افاده مستدام دارد زه فطرت

” صائب و ذهن ثاقب که سرش معلوم نموده دائره از خود وضع نمودند غرض که کمال سامی از تحریک بیرون است

” دیگر اشتیاق گرامی صحبت چه برگزارد الله تعالی بوجه احسن میر آرد و اسلام “ انتہی المکتوب -

و بر طریق دائره مذکور محضر مسموع دائره تاریخ وصال علامه مرحوم طرح کرده در مجلد
ثانی خواهد آمد -

آن جناب بعنایات سرمدی از دولت نشاتین کامیاب بودند - و بمنطبق آیه فیض

پیرایه و اتیناه فی الدنیا حسنة و انه فی الآخرة لمن الصالحین از جمعیت

صورتی مغوی حظی و فردا شدند. ابتداءً حال باتفاق استاد المحققین میر طقیل محمد روح الله
 روحه باراده تحصیل علم قصد استقرار خلافت اگره کردند. و با نواب فضائل خان میرنشی
 خلد مکان که در آن ایام از ملازمت سلطانی و امانده در آن بلده گوشه نشینی اختیار
 کرده بود بر خوردند و به اعانت او چندی در آن مقام حل اقامت افکندند تا آنکه شاه
 حسین خان از درگاه خلد مکان به دیوانی سرکار لکنو مامور شده از دکن به اکبر آباد رسید
 آن جناب به رفاقت شاه حسین خان از اکبر آباد به لکنو آمدند و مدت پنج سال در آنجا
 بسر بردند و از خان مذکور رعایات فراوان مشاهده کردند. ابتداءً ترقی صورتی اینجاست
 و تلمذ بخدمت شیخ غلام نقشبند لکنوی قدس سره درین ایام واقع شد و چون شاه حسین خان
 از دیوانی لکنو معزول شده به دیوانی صوبه پتنه منصوب گردید در رفاقت او به بلده
 پتنه تشریف بردند و چندی در آن الکه به جمعیت گذرانیدند و به تقریبی آمدن بلگرام اتفاق
 افتاد. درین ایام سید محمد فیض زمیندار بلگرام بعلت حادثه خان عالمی چنانچه در ترجمه
 او سابق تحریر یافت. باراده درگاه خلد مکان عازم دکن شد. علامه مرحوم بنابر بطی
 که با سید محمد فیض داشتند کمر رفاقت بستند و با اتفاق خود را بارود و خلد مکان رسانیدند
 ملاقات آن جناب با ناصر علی در او رنگ آباد درین سفر واقع شد و بفرصت کمی معاودت
 بلگرام دست داد. درین ایام خیر رسید که شاه حسین خان در مرشد آباد دارالملک بنگاله پیاله
 مرگ چشید. آن جناب در تاریخ می فرماید

ذات او منظر آیات جلی

خان خورشید شاه حسین

آن امیری که در انواع شکوه	داشت مرتبه بے بدلی
گوهر نیک و زیران جهان	بهلوی راے منیرش عملی
در هزار و صد و هشت از هجرت	کرد نهضت به ریاض ازلی
سال تاریخ خرد گفت چنین	با دشرش حسین بن علی

بعد وفات شاه حسین فرزند ارجمندش میر محمد رضا هم زلف شاهزاده عظیم الشان
 بن شاه عالم از بنگاله اراده آستان خلد مکان کرد و وارد بلگرام شد و در دیوان خانه
 علامه مرحوم روزے چند آرام گرفت و او و علامه مرحوم با اتفاق در سال ۱۱۱۰ هجری عشر و مائت
 و الف و هکڑاے و کن شدند. و بعد از طی مراحل و قطع منازل در اسلام پور از توابع
 بیجا پور سر ادق عالم گیری را دریافتند. روزے علامه مرحوم دار و مجلس میرزا یار علی بیگ
 سوانخ زگار حضور معلی شدند. میرزا رضا بطه داشت که همیشه کتاب قاموس تصحیح و مقابله
 می کرد و اوقات را صرف این شغل می ساخت. آن جناب اشکالی چند از قاموس
 برستعدان محفل عرض کردند. ناخن اندیشه هیچ کس بگوه کشائی و انرسید. آخر آن جناب
 با فاده حل مقامات پرداختند و حضار لب به تحسین کشودند. میرزا یار علی بیگ لوازم قدر شایسته
 چنانچه باید بجا آورد و باظهار کمالات صوری و معنوی خاطر بادشاه را متوجه ساخت. بادشاه
 به منصب شایسته و جاگیر چند از محال سائی پور قریب بلگرام و خدمت بخشی گری و وقایع نگاری
 گجرات شاه دوله پیرایه امتیاز بخشید. آن جناب تاریخ خدمت چنین انشا کردند ۵

۵ غالباً اسلام پوری خواهد بود.

مرا از جناب خلافت عطا شد	ز روی کرم خدمت عیش افزا
خرد گفت تاریخ تفویض خدمت	وقائع نگاری گجرات زیبا

آن جناب از دکن اول قصد وطن کردند و در پنج سال مسطور بوصول بلگرام مسرت اند و ختنند. و در محرم ۱۱۳۰ ثلث عشر و مائه و الف از بلگرام متوجه گجرات شدند و غره شهر بیج الاول همین سال گجرات را مورد برکات ساختند و قریب چهار سال بهر دو خدمت را با استقلال تمام سرانجام دادند. و در ۱۱۳۰ ست عشر و مائه و الف عزل و در میان آمد آن جناب متوجه وطن شدند و در ماه جمادی الاولی ازین سال سوار بلگرام را از پرتو قدم منور ساختند. درین وقت از ولادت مولف اوراق سه ماه گذشته بود. میرزا یار علی بیگ غائبانه نقش قدر دانی زد. و هم درین سال بخدمت بخشی گری و سوانح نگاری و وقائع نویسی سرکار بهکر و سرکار سیوستان از پیشگاه خلد مکان برآی ایشان گرفت. و سند درست کرده مصحوب قاصد اجیر روانه بلگرام ساخت. و قلمی نمود که عوض دو خدمت چند خدمت تفویض شد. باید که لقب سفر دکن نه کشند و از وطن روانه مکان خدمت شوند. و قاصدے دیگر با نقل سند جانب بهکر و سیوستان فرستاد. و از تقرر خدمات با علامه مرحوم مردم آنجا را اعلام نمود. قصداً ا قاصدے که رخصت بلگرام یافته بود در اثنای راه تلف شد. چون زمانه بسیار از میعاد قاصد گذشته است. میرزاے قدر شناس سندی از وقایع آباد شاہی درست کرده با قاصدے ارسال بلگرام نمود. آن جناب بعد وصول این نوید در ماه جمادی الاولی ۱۱۳۰ سبعة عشر و مائه و الف از بلگرام سمند عزم جانب

ملک سنده به خرامش آوردند - و بست و چهارم رجب المرجب سال مذکور بلده بهکر از
 جلوه والا برافروختند و مسند خدمت را به تمکین عالی زینت بخشیدند - و بعد رحلت خلد
 مرکان چون قدر و منزلت آن جناب نقش خاطر شاهزادها و جمیع ارکان سلطنت بود
 در طبقات لاحقه بے آنکه از بهکر حرکت کنند ارکان سریر خلافت در هر عصر سستقلال
 خدمات ارسال نمودند تا آنکه در عهد محمد فرخ سیر پاوشاه از نیرنگی قدرت الهی پرگنه جتوی
 از توانج سرکار بهکر ریز با سے نبات مثل ثراه خورد از ابر بارید - و به نزول این حلاوه غیبی
 کام و زبان عالی شیرین گردید - آن جناب دین سانحه غیب رباعی انشا کرده در فرد
 و قایع معروض بارگاه خلافت داشتند که ۵

فرخ سیر آن شهنشه بایرکات	چرخ از ادب او شده شیرین حرکات
در سده زمین عهد عشرت ممدش	بارید سحاب ریزه قند و نبات

میر حمله سمرقندی که در آن زمان راتق و فاتق مہمات سلطنت بود و سوانح حضور محلی
 با و تعلق داشت و آخر صدر الصدور شد به مجر و ملاحظه فرد و قایع بے آنکه حکم به تحقیق کند
 حمل بر خلافت واقع نموده در او ازل ۱۲۶۰ است و عشرین و مائت و الف معزول ساخت
 آن جناب در همین سال از بهکر جانب دار اختلافه شاه جهان آباد حرکت کردند و در جلوتے
 که نواب قطب الملک سید عبدالسد خان و وزیر اعظم و امیر الامر امیر حسین علیخان یک جا بودند
 کیفیت به معرض اظهار آوردند و رباعی مسطور به سمع رسانیدند - امیر الامر اور بهمان مجلس حکم
 بحالی خدمات فرمود آن جناب سنده حاصل کرده به بلده بهکر فرستادند - و شیخ محمد رضا بهکری

فرستادند. و شیخ محمد رضا بهکرمی را غائبانه نائب ساختند. و در سنه ۱۳۱۳ ثلثین و مائه و الف
خود مستعفی شده خدمات را بنام فرزند ارجمند میر سید محمد مد ظله گرفتند و در سنه ۱۳۱۲ ثلثین و ثلثین
و مائه و الف بعد شانزده سال بلکه ام را از مقدم سامی مستعد ساختند. و یک سال
اقامت گزیده متوجه دارالخلافه شاهجهان آباد شدند کاتب الحروف در وقت مقدم شریف
بوطن هر هفده ساله بود و این اول رویت است که در سن شعور فقیر واقع شده و بنده
و میر محمد یوسف که ماهر دو دختر زاده حقیقی آن جنابیم به شرف تلمذ سعادت اند و ختم و سند حدیث
مسلسل بالاولیه و حدیث الاسودین و اجازت اکثر کتب احادیث حاصل کردیم بعد
در سنه اربع و ثلثین و مائه و الف ماهر دو برادر به دارالخلافه شاهجهان آباد رفتیم و در آنجا
قریب سه سال صحبت عالی دریافتیم. و بعضی کتب حدیث و برخی از کتاب قاموس
و فنون دیگر کسب نمودیم از عهد عالم گیر خلد مکان تا عصر محمد شاه جمیع امرا و عظام اعزاز و
اکرام جناب اقدس بجای آوردند و تشنه صحبت والا بودند. طریقه آن جناب صدق
صفا و طاعت الهی و دوام آگاهی بود. و کمال تمکین و وقار داشتند. و با وصف اختیار
خدمات پادشاهی سر موئے از وقایع دیانت و امانت فرو نمی گذاشتند. سید حسین امتیاز خان
متخلص به خالص صفایانی از دیار هند عازم ولایت شد. چون به سیوستان رسید. خدایار
خان مرزبان سند در سنه ۱۳۱۲ ثلثین و عشرين و مائه و الف سید حسین را به قتل رسانید
و اموال لکوک را متصرف شد و به علامه مرحوم پیغام کرد که این خبر در سوانح پادشاهی طوریکه
واقعی است داخل نباید کرد و هزار اشرفی طلا که مقابل چهارده هزار روپیه باشد تسلیم می کرد

علامه مرحوم دست بردار زدند و فرمودند به عنایت الهی ثروتی دارم محتاج نیستم اگر
 امروز خبر واقعی به قلم نیارم فردا در حضور رب العزت تعالی شانه چه جواب دهم. و اکثر
 خبر را باب استحقاق خصوص بطریق اخفای گرفتند. و بر مضمون فیض شجون آن
 تحفوها و توتوها الفقهاء و هو خیرکم عمل می کردند. و بعد اواس فرأض و سنن اعظم اشغال
 مطالعه کتاب بود. و روز جمعه بعد نماز صبح تا قبل استواء لائل الخیرات ختم می کردند. و در
 میان حشر نمی زدند. و نسخه دلائل الخیرات را که وظیفه خاص بود بدست مبارک
 خود تحریر نمودند. و امروز این نسخه موجود است. و قریب استوای غسل سنون روز جمعه پرداخته متوجه
 مسجد می شدند. و در ماه مبارک رمضان روزانه به بیت الخلا نمی رفتند. و در سفر
 و حضر نماز تراویح ترک نمی شد. و از صفات رضیه این که چون قصد کتابت می کردند
 اول تسبیح و حمد و صلوة بر قرطاسی محین می نوشتند بعد ازان شروع به کتابت مقصودی کردند
 و تا آخر عمر این عمل ترک نه شد. کتاب خانه عظیمی در زمره باقیات صالحات گذاشته اند
 اکثر این کتب را بدست مبارک خود اصلاح و مقابله نموده اند و نسخ بسیار به خط خاص
 نوشته اند. و راو اکل خط نستعلیق لغایت شیرین می نوشتند. بعد از نستعلیق خطی
 طبعی ایجاد کردند. نهایت شیرین و دل نشین که چشم ناظران را جلای فرماید. و ذوق
 کتابت به مشایه داشتند که در اواخر ایام اقامت بهر کتاب مبارک صحیح بخاری اشکتاب
 نمودند و در صد و مقابله بودند که عزل خدمت در میان آمد. آن جناب به عزم شاهجهان آباد
 خیمه را به نوشهره که موضعی است در سواد بهر بر آوردند و محض برائے مقابله صحیح بخاری مدت

شش ماه مکث کردند و چون توابع و لواحق بسیار در رکاب بودند مبالغ الوقت به صرف درآمد
 و الیوم آن نسخه متبرکه در کتابخانه والا موجود است - تاریخ ولادت با سعادت که بخط خاص
 مشاهده افتاد - سیزدهم شوال ۱۰۳۸ هـ احدی و سبعین و الف مولد و منشاء بلگرام - و وصال
 والا شب شنبه بست و سوم شهر ربیع الاخر ۱۰۳۸ هـ ثمان و ثلثین و مائت و الف در دار الخلفه
 شاهجهان آباد واقع شد - نعش مبارک حسب الوصیه به دار السلام بلگرام نقل کرده روز
 جمعه اول وقت عصر ششم جمادی الاولی سال مذکور در قدم پیر بزرگوار میسر احمد مرحوم
 دفن ساختند - عمر شریف شصت و شش سال و شش ماه و ده روز از نتایج طبع والا
 مثنوی است سحرآمیز به امواج الخیال در تعریف بلگرام مطلعش این است ۵

آب و گل من که فیض عام است	از خط پاک بلگرام است
---------------------------	----------------------

همانادرین مطلع اشعاری است باین که عنقرطف به سقط الراس جوع می کند و فرج
 باصل باز می گردد - و از جمله آثار کرامت این که جسد مبارک با وجود حرارت آفتاب
 و امتداد مدت که در عرض چهارده روز تابوت از شاهجهان آباد بوطن رسید سالم و صحیح
 برآمد و در هیچ عضو اصلاً تغییری راه نیافت جسد مطهر را از تابوت بر چهارپایه گز گرفتند
 نوحه که میت تازه را می گیرند - و بر لب قبر آوردند - و چادر زیر کمر گرفته در کف فرو آوردند
 استاد المحققین میر طفیل محمد طاب ثراه در قبر درآمده بخاک سپردند - راقم الحروف آیه کریمه
 اطلبك لهم عقبه الدار جنات عدن تاریخ برآورد - و ایضاً آیه کریمه للذین احسنوا
 الخیر و زیاده در تفسیر میثاقی گوید الحسنی الجنة و زیاده هو اللقاع

طرفه آنکه آیه کریمه للذین احسنوا الحسنه و نایافته اکثر بزبان شریف جاری می شد و در
 منشات والا پیشتر واقع شده - میر سید محمد سلمه الله تعالى خلف الصدوق ایشان پادوه
 از منشات والا جمع کرده اند و قتی سید اسمعیل بلگرامی خلیفه شاه عبدالرزاق بانسه
 قدس الله اسرارهما رفته به علامه مرحوم تحریر نمودند - نسخه اش این است :-

« میر صاحب مشفق مهربان فیض رسان سلامت - حقیقت نوم و یقظه برابر باب معانی منکشف

و هویدا است بعضی نوم را بر یقظه ترجیح داده اند و بعضی یقظه را بر نوم این معنی را مشروحاً تحریر فرمایند

« و السلام علیکم و علی من لدیکم »

علامه مرحوم جواب تحریر آوردند نسخه اش این است :-

« بیدار دل - خوابیده هوا - ثابت مقام تسلیم و رضا سلامت - از معارضه قوم در تفصیل یقظه و نوم

نگارش رفته - رمز آگاه اگر چه منطوق کلام الناس نیام فاذا ما قوا انتبهوا و حدیث شریف

« اختصاص ملا و اعلی در تصعید عمل یقظه به بالا و به انحطاط در خواب جواب دارد »

« چشم تونه نخت ماست پر خواب چراست

« اما مضمون کریمه و تحسیرم ایقظا و هم رفق و تغلبهم ذات الیمین و ذات الشمال

« باعتبار کفاله تغلب که مشتق است بر اسرار عجیب دلالت بر رفعت شان از خود

« خوابیدگان دارد »

« ز سه مراتب خوابی که به بیداری است

« و اگر چه ظاهر خطاب تم بانومان ناظر به ندیم است - اما تعظیه بفضل عبا مشعر بنایت تعظیم و

” ہم چنیں مضمون این منظومہ ہندی ع

” یار آیتب گاتون سوی کیسین بہکت پراپت ہوی

” اگرچہ ایماے بہ تنقیض نوم دارد۔ اما نخواستے دوہرہ ۵

”	سپنین دیکو پین کھل گئی آنکہ اہباگ	اور گنواوت سوی سب ہون تو گنوا یو جاگ
---	-----------------------------------	--------------------------------------

” از غایت نزاکت کارے مبنی است بہ تفصیل نوم بر بیداری خوشا خیالت آن عاشقی کہ در شب

” ہجرت بہ خوابش آئی و او شرمسار بر خیزد۔ تحقیق مقام آنکہ تا سرے بہ خیال اوداری اگر بیداری ست

” بہ از نوم و اگر نوم است بہ از بیداری نمک ریزی شبلی چشم و مژہ بر اسے رفع خواب و خوابیدن عجب و ہفت سال

” و اول در آمدن او بہ بہشت۔ ہر دو صواب است این است ما حاضر فکر سقیم و فوق کل ذی علم علیم

حواشی قرہ

قولہ۔ اختصاص ملا و اعلیٰ۔ در حدیث شریف آمدہ کہ در رفع سہ عمل ملائکہ با ہم خصوصیت

می نمایند یعنی اطعام طعام و نرمی کلام و نماز و در حالی کہ مردم خوابیدہ باشند۔ حدیث شہامہ در

مشکوٰۃ در فصل ثالث از باب المساجد و مواضع الصلوٰۃ مسطور است قولہ۔ باعتبار کفالت

تقلب یعنی قلبہم صیغہ متکلم دلالت می کند کہ حق تعالی خود کفالتقلب اصحاب کہف

نمود قولہ تم یا لزمانہ در غزوہ خندق شب فرا کفالتابرو و سراسخت و باد تند بود حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ الیمان را بر اسے استخبار لشکر کفار فرستاد و عافز نمود تا سراسر ما و جوع

از و دور شد۔ ہمین کہ برگشت باز سراسر ما و را اثر کرد۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فضل عبا

یعنی گوشه زانده لباسی که بر دوشش مبارک بود پوشانید. و پاسبی مبارک بر سینۀ او گذشت تا تسکین یافت و بخواب رفت. چون وقت نماز صبح نزدیک رسید فرمود قلم یا نومان یعنی بر خیز از این بسیار خواب **قوله** - عبود بفتح عین مملو و تشدید با و موحده مضموم نام غلامی سیاه که هفت سال خوابید و اول در بیشت در آید سببش این که پیغمبر آن عصر را است در چاه ای حبس کردند عبود ایمان آورد و پنهان از قوم خیرے گرفت. قصه به تفصیل در قاموس در ماده عبد مذکور است و چون درین کتاب نسب سادات بلگرام لازم گرفته شد ایراد قصیده که در بیان نسب خود به نظم آورده اند مناسب افتاد و اطناب در مقام خود مضائقه ندارد. قصیده این است :-

۵

ما یم نخل سبز ریاض پیمیری نخلی که اصل ثابت او ختم انبیا است آن ختم انبیا که بتول است دخترش آن دختر بنی که بود شوهرش علی فرزند اوست خاسر آل عبا بن سجاد آنکه آدم آل حسین بود زید شهید مصحف اسرار اهل بیت عیسای که شد بموتم اشبال مشتر سید محمد آنکه جهان راز خلق او	احسان ماست بر همه از سایه گسری فرعش گذشت از مهران چرخ چنبری آرایش منصفه پاکیزه گوهری دریای فیض سانی صبا کوثری فرمود در محیط شهادت شناوری اینز و نصیب دشمن او کرد اتبری پیدا است از مناقب و شان حیدری کردی شکار شیر زر و مرو لاری پیچید در دماغ نسیم معطری
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سید علی که برود عالم پناه او
 حسین شمشه ایوان کمر مت
 سید علی عراقی که فیض مقدس
 سید حسن که اختر اوج سیادت است
 سید علی که دشمن شوریده بخت را
 شادابی بهار گلستان خلق زید
 سید عمر که سرور عالی مقام بود
 زید سوم که خسر و تسلیم فقر بود
 یحیی که در ریاض صفات کمال او
 سید حسین منتخب دود که شرف
 داود آنکه دشمن فولاد جسم را
 والا که ابوالفرح واسطی که شست
 سید ابوالفراس که هنگام کارزار
 ثانی ابوالفرح که بآیین جد خویش
 سید حسین صاحب شمشیر خونچکان
 سید علی که صادم خارا شکاف او
 جد کلان محمد صفری که تیغ او

کیوان ستاده است به عنوان قنبری
 روح الایمن کند به رواقش کبوتری
 خاک عراق یافته از عرش برتری
 کسب سعادت از نظرش کرد مشتری
 سازد کباب آتش خورشید محشری
 می کرد در تحفظ ولسا صنبوری
 در بزم او همیشه فلک گرم مجری
 کردی ز روی آئینه دل سکندری
 یک شهر چشم حیرت یان کرد عبهری
 باشد چرخ انجمن افروز زمتری
 چون موم نرم ساخت دوست بهادری
 از آب ذوالفقار بے نقش کافری
 آمد ز دست او همه کار غضنفری
 روزی بر دشیر نیستان صغدری
 با قلب دشمنان نگش کرد خنجر
 چون ذوالفقار دم زده از فتح خیبری
 بر بلگرام یافته فتح و مظفری

مفتوح گشت در زمن شاه آتش
 در سال شصده و چهل و پنج فوت کرد
 شعبان در روز چهاردهم صخوه شین
 باشد به بلگرام هزار مبارکش
 سید عمر فروغ حسین محمدی
 سید حسین از نظر التفات او
 سید نصیر آنکه بمصداق نام خود
 سید حسین کان سخامعدن صفا
 سالار از فروغ ضمیر سید او
 لطف الله آنکه قلیب پهلایست
 دادن که نام او ست خدا داد از پدر
 عبدالقیل حضرت محمود دین پناه
 عالیجناب سید نوح آنکه عرف او
 سید حسین خلق مجسم که ذات او
 محمود در فضائل کسبی و موی
 عبداللطیف آنکه زابنا سے روزگار
 احمد که صاحب قلم و سیف قاطع است

تاریخ آن زلف خداداد بشهری
 آسود بر لباط معلاے عبقری
 کرد از جهان به ملک مقدس سافری
 بر مرقدش کند ملائک مجاوری
 اور است بر سر شرف شان اختری
 بینا ز مردی کند و سنگ گوهری
 باز مره ستم زدگان کرد یاوری
 از گوهرش جلال شرف یافت زیوری
 در یوزده شعاع کند مهر خاوری
 مردان راه را بخدا کرد رهبری
 صاحب کرامتی است ز تعریف مادی
 کردند جن دانش به حکمش مسخری
 باشد پیاره سر و گلستان سر دی
 خورشید سان مثل شده در ذره پروری
 همتاے او نه زاده زارحام عنصری
 ممتاز بوده در عمل فیض گسری
 بهرام و تیر بر در او کرده چاکری

عبداللہ آن برادر عبد اللطیف کو	احمد پسر گرفت ز لطف برادری
عبد الجلیل از پس احمد منم کہ ہست	وصفی ز من فصاحت سبحان والورعی
آنجا کہ نغمہ نے کلکم شو و بلیت	آرند سر فر و مستنبی و حبستری
مقصود من تفنن طبع است از سخن	ورنہ سہرابے رتبہ بمن نیت شاعری
دریاے موج خیر عالمم کہ می کند	بامن خطاب جوہر اول ز محشری
ایزد مرا بہ علم و عمل امتیاز داد	شامم بلند کرد و دیگر از تو انگری
با وصف این فضائل صوری و معنوی	گویم بہ نفس خویش کہ از جملہ کمتری
در یک ہزار و یک صد و یک کلک و اسطی	افتشاندہ این لالی بحر سخنوری

راقم الحروف سبط حقیقی آن جناب و ذرہ در یوزہ گر آن آفتاب است بحال من ہیچون
 عنایتی خاص داشتند۔ و در ایام ملازمت دار الخلافہ شاہجہان آباد مکرر فرمودند کہ مے خواہم
 بہ وجود شما نشانی از من باقی ماند۔ حقوق والا از تربیت دینی و دنیوی ازان زیادہ است
 کہ بہ ذرات زمینی با کواکب آسمان توان شمار و چپے کہ از دست این ناتوان بر آمد ہمین کہ در
 اماکن فیض موطن سیما و چہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دست و عابد داشتہ
 و بزبان نیاز و حضور دل این خدمت بہ تقدیم رساندم و ثواب یک عمر بہ روح اقدس نیاز کردم
 بقدر استعداد کہ آن ہم پر تو عنایات عالی است قصیدہ بزبان عربی در مدح اقدس انشا کردم
 امید وارم کہ این ہدیہ حقیر از روح فیض رسان نظر قبول یا بدو خدمتے کہ از نہایت اخلاص
 بجا آورده شد بجاے رسید کہ مولانا سید مصطفیٰ بن سید عمر روسی سورتی ہر گاہ این قصیدہ را

شنید فرمود بذه قصیده بحق آن یغبط قیما یعنی این قصیده استحقاق دارد که غبطه کرده شود
در آن - و سید احمد امام زاده یمن شرحی برین قصیده نوشته -

سید احمد از اولاد ائمہ یمن یعنی سلاطین آنجا است - در طبقه سلاطین حال یمن اول
کے کہ بہ سلطنت رسید قاسم بن محمد لقب بہ امام منصور باللہ است ازوریات حسن مثنوی
بن امام حسن سبط رضی اللہ عنہ و پسر اوس بن قاسم صاحب سیف و شجاع بے نظیر
بود - و ترکان روم کہ از مد تے بر دیار یمن مسلط شدہ بودند آنہارا مغلوب ساخت - و در ۷۲۶
سبع و العین و الف قاصد سواد ترکان امان خواستہ از یمن بدر زد و خود را بہ مکہ معظمہ
رسانید و بقیہ ترکان امیر مصطفی را سردار گرفتند و زبید را ضبط کردند - و از ترس شمشیر حسن
نہ توانستند پا قایم کرد و در ۷۲۹ تسع و العین و الف امیر مصطفی نیز از یمن برآمد و رو بہ مکہ
معظمہ آورو - بلا دین بہ امام زید یہ قاسم بن محمد قرار گرفت - و بعد فوت او پسرش بن قاسم
ملقب بہ موید بالہ بادشاہ شد و بعد فوت او برادرش متوکل علی اللہ اسمعیل بن امام منصور
باللہ قاسم بن محمد بہ سلطنت رسید و بعد فوت او پسرش موید باللہ محمد بن اسمعیل بر تخت
نشست - و بعد فوت او محمدی لدین اللہ احمد بن حسن مخرج اتراک بن قاسم بن محمد بر سر یہ
فرمانروا بے برآمد و بعد فوت او محمد بن احمد بن حسن مخرج اتراک مستدوارانی آراست
و بعد فوت او حسین بن قاسم از احفاد منصور باللہ قاسم بن محمد جلوس نمود - و بعد فوت او متوکل
علی اللہ قاسم بن حسین بن احمد بن حسن مخرج اتراک علم فرمان دہی افراشت - و بعد فوت
او ناصر لدین اللہ محمد بن اسحق بن احمد بن حسن مخرج اتراک نگین ملک بدست آورد و بعد یک سال

مخلوع شد. و نوبت فرمان روائی به حسین بن متوکل علی الله قاسم بن حسین بن حسن
 مخرج اتراک رسید. و بعد فوت او پسرش عباس بن حسین تاج سلطنت بر سر گذاشت. و امام
 این عصر اوست. نسب شارح قصیده به دو واسطه به امام مهدی لدین الله احمد بن حسن مخرج
 اتراک می رسد برین پنج سید احمد بن عبد الله بن ابی طالب بن احمد بن حسن چند روز نوبت
 سلطنت بعض ارض مین به عبد الله پدر شارح قصیده هم رسید بود. آخر حسین بن متوکل علی الله
 قاسم مذکور عبد الله به و غایت کرد و سلطنت را متصرف گشت. عبد الله تا وقت تحریر
 در قید حیات است. سید احمد شارح قصیده بعد حسین پدر به ملک و کن افتاد و با نواب
 نظام الدوله شهید به وساطت راقم الحروف ملاقات کرد. نواب فراوان رعایت و تعظیم
 و تکریم بجا آورد. قصیده مذکور این است ۵

ادراك عليا لقاء منك يكفيه	طرفك الناعس المراض يشفيه
كمت دائي عن العذال محترها	ما كنت ادر مخول الجسم نفثيه
فلا اوني عن ستقام انت منشاه	ونجني من خوام انت موربه
لقد ثني عطفه عن مغرم دنف	مهفهف ثقل الاراد اف يثنيه
وعلى لاله ستقامي لويعالج من	احبته بدواء الخمر من فيه
وحبذا العيش لو يمشي على مقلتي	غض رطيب من العيين استقيه
شان المحب عجيب في صبا نته	الهجر يقتله والوصل يحببه
يا جازة هيجت بالنصح لوعته	بحق مقلته العبراء خليه

لولاه ما شاق عرف الصبا سحر
 اليك بارشا الوعساء مغدرة
 لو اني قطعت اكبادهن متى
 ايا صواحب اكباد مقطعة
 اذ ادنى فرهاة البید تشبيها
 غزاة تصرع الاساد قاطبة
 كحف الانام امام الكون اكره
 السيد المقتد عبد الجليل له
 جد ملاذى واستاذ ومستند
 علامة ناقل للعقول متقنة
 شمس تفيض عليها نورها ابد
 بدر سناه اصيل غير منتقص
 بحر غنى عن الاصداف جوهره
 لقد تحلى بتقوى الله خالصة
 ان جل في حرة السلطان منصب
 نوارت الفضل عن اباة اقل ما
 رب السموات والارضين يوم غدا

ولم يكن بارق الظلماء تشجيه
 وانت عن رشا البطحاء لتسليه
 رابيه في كمال الحسن والقبه
 قد لكن الذي لمتن في فيه
 او فاس فالباقة الخضراء تحكيه
 الا الذي سيد السادر المحييه
 عون الذي حادث الايام يز
 مجد اثيل من الاباء يحويه
 رب الورى بصنوف الخير يحزيه
 فحامة جامع المنقول محصيه
 حاشا اذا اجنت الظلماء تطويه
 وكل ليل كما في الان تلفيه
 ونفس همته العليا تربيه
 والله عن سائر الاكوان يعنيه
 فليس هذا عن الرحمن يلهيه
 وبعد ذلك في الاولاد يقيقه
 من المواهب اعلاهن يوليه

يا ايها البحر شنتفت المسامع من	در الى ساحل نقرطاس تلقية
ان ظل سبحان في بطن الثرى حيا	فانت من هذه الانفاس عجيبه
وانت في شعراء الفرس ابغهم	يا طيب فابلسان الهند عليه
موكاي اوتيت علما زانه عمل	وعنصر اجوه الحسنه مجلبه
لم يرتكب ناظر القران نشوته	الى سبيل انتقى لو كنت تقديه
ايا ابن احمد فرع الما جدين الى	محمد نور الدنيا تجلب
خلقت في نسب عال وفي حسب	مسلسل ليست الا قلام تحية
لان كسب المعالي من اولي شرف	ارثا فكم من فخا وانت صيديه
ان الوري لعلوا الحياه يرفعهم	انت الذي بسموا النفس عليه
ما شاد مثلك ببيان العلا احل	نعم على شرف الافلاك تبنيه
منه الاله حلا انت ساكنه	ما ورق الغصن والوسمى يرويه
مجاة خير البرايا رب اهدله	منا صلوته مدى الايام ترضيه

حواشي قصيده

طرف بالفتح چشم فازرست - ممرض بالكسر بيار مرض - عاقل بلاست گر -
 عذال بضم عين وتشديد ذال جمع نخول لا غشدرن - ضرام بالكسر بهزيم افروخته - موري بالضم
 برافروزة آتش قوله تعالى والموريات قد حافى القاموس شئ عطفه عوض بمعترم بضم ميم وسكون

غین معجمه و فتح راے مطلقه اسیر محبت - ولف بفتح لوزن و کسر آن و ایم المرض مضموف
 باریک میان - روف سرین ارادف جمع - عرف بالفتح بوسے خوش - بارق ابر یا برق - شجاء
 غمگین کردن - شیخی مضارع آن - جاره تانیث جارحینی همسایه - لوعه بالفتح سوزش دل -
 مقله بالضم کاس چشم - عبره بالفتح گریان رشا بفتح تین آهوبره - وعسار بالفتح زمین نرم
 رگستان بطا بالفتح گذرگاه سیل پر سنگریزه و وادی مکه معظله تیه بکسر تاء و فوقانی تکبر - رنو نگر یستن
 زنا ماضی آن - حماة گاودشتی شعراء عرب معشوقه را به حماة تشبیه دهنده به اعتبار خوش چمنی
 چنانچه شعراء هند رفتار معشوقه را به رفتار فیل و کمر را به کمر شیر تشبیه دهند - واصل این سرت
 که اهل هر ولایت را مال و نسائی است که در اشعار خود استعمال کنند - و مذاق اینهارا خوش
 آید - هر چند مذاق غیر آن ولایت را مستنکر نماید - اگر غیر کسب زبان بکمال رساند لاشک
 انکار او رنگ اقرار می کرد و زوقی که اهل زبان دریا بند بعینه یا قریب آن او نیز در می یابد
 بید بالکسر بیا بانها - میس بالفتح خرامیدن ماس ماضی آن - بانه و زختی است که قدر خوبان
 را بآن تشبیه دهند فی القاموس حبه اللیل و علیہ ستره - تلفیه مضارع الفاء معجنی یا فتن
 ایلا بخشیدن یولیہ مضارع آن تشنیف گوشواره در گوش کس کردن - رمه بالکسر و تشدید
 میم استخوان بوسیده رحم جمع - ناظر نقطه سیاه چشم یا نگاه - فخر بالفتح نازش - شرفه بالضم
 کنکره شرف بضم شین و فتح را و جمع و کمی بالفتح باران مدی بالفتح غایت مسافت -

(۵۹) میر محمد جان بلگرامی

ابن عم حقیقی علامه مرحوم میر عبد الجلیل است نسبش باین طریق میر جان محمد بن

معین الدین بن سید عبداللطیف بن سید محمود اصغر بلگرامی قدس سرہ سید معین الدین
 از عجائب روزگار و نوادر لیل و نہار بود و در ہوش و فطرت نظیر نہ داشت - علامہ مرحوم
 اور اعقل مجسم می گفتند و تا آخر عمر پیش امراے عہد معزز و مکرم زیست برادر کلا نش
 میر احمد از طرف نواب مکرم خان حکومت بعض محالات توابع دہلی داشت -
 چنانچہ گذارش یافت و او ہمراہ برادر بخدمت آمینی آن مواضع مامور بود و ہر دو برادر قسمی
 اخلاص و اتحاد داشتند کہ یک جان دو قالب توان گفت و از نیچا تین ہر دو برادر
 توان دریافت کہ یکے را حاکم کردند و دیگرے را امین - چون نواب مکرم خان
 بہ ایالت صوبہ ملتان منصوبہ گشت - سید معین الدین را خدمت عدالت صوبہ طور
 تفویض نمود - سید این منصب نازک را براستی و درستی پرداخت و وضع و شریف
 شہر را بہ عدل و احسان از خود رضی ساخت - وہم در ملتان سیزدہم شعبان ۱۲۰۳
 ثلث و ماتہ و الف بہ گلگشت فردوس برین خرامید - فرزندش سید کرم اللہ کہ ذکرش
 می آید آیہ کریمہ بدخلہ جنات تاریخ یافت قبرش در ہمان شہر در حریم روضہ شیخ
 موسی جیلانی قدس سرہ متصل زینہاے دروازہ گنبد مبارک جانب یسار داخل واقع
 شدہ کاتب الحروف ہنگام مراجعت از سفر سیوستان درحدود سبب و البعین و ماتہ
 و الف بہ زیارت مرقد شریف و فاتحہ فایحہ مستحکم گردید -

میر جان محمد ولادت او یازدہم شہر ربیع الآخر ۱۲۰۳ ثلث و ثمانین و الف اتفاق
 افتاد - سید عالم و فاضل و حافظ کلام اللہ و قاری بے نظیر بود - و خط نسخ جید می نوشت

و از کثرت مصاحبت اهل فرس زبان فارسی در نهایت فصاحت و بلاغت می گفت
 و جواهر آبدار می سفت - نقاوت و طهارت یکمال داشت - و شب و روز در ادای نوافل
 و وظائف مستغرق می ماند - من فرمود از سن نسبت سالگی نماز تهجد از من فوت نشد -
 شبها که نماز می گذارد به حیثیتی حالت گریه و تضرع رومی داد که در و دیوار در رقت می آمد -
 و ادعیه را به سوز و دردی می خواند که جگر سنگ می گذاشت - و در سال ست دارالعین
 و مائت و الف جذب به توفیق الهی او را دریافت منصب و جاگیر بادشاهی ترک داده و مصفا
 امر او تنعم دنیا و گذاشته اول از دار الخلافه شاه جهان آباد به بلگرام آمد و اهل و عیال و مردم
 قبیلہ را جمع کرد و باینها گفت «که نعمت و جمعیت دنیا بسیار دیدم و خدمت شما حسب لطافت
 بجا آوردم اکنون که صبح پیری از شب جوانی دمیده و چراغ زندگانی به آخر رسیده من خواهم
 که زیارت حرمین شریفین و دیگر اماکن مقدسه رخت سفر بپوشم و بقیه ایام زندگانی را در طیب
 طیب علی ساکنها الصلوة و التحیة بسرآرم - مناسب آنکه به طیب خاطر رخصت دهید
 و امروز این کس را که ایام حیاتش نفسی چند بیش نمانده ازین عالم در گذشته انگارید»
 حاصل آنکه به استرضاء اهل و عیال کوشیده و تلخی صبر برین جماعه گوارا ساخته و برابر
 مقصود آورد و عازم بندر ته گردید و بتاریخ هفدهم ربیع الآخر ۱۰۲۸ است دارالعین و مائت و الف
 وارد سیستان گشت - کاتب الحروف در آن ایام هما نجا بود بست و هشتم شهر مسطور از سیستان
 روانه بیشتر گردید - و پانزدهم جمادی الاولی سال مذکور در جهازی که روانه بصره می شدند
 قضا را جهاز در برابر بندر عباسی شکست - و خلق کثیر و اموال خطیر در لجه ناکامی فرورفت

متصدیان جہاز بر کشتی صغیری کہ در رکاب جہاز می باشند نشستند و میرا ہمدان کشتی گرفتند
باری کشتی در آغوش سلامت بہ ساحلے برخورد۔ میرا ز انجا عازم بصرہ گردید و بعد از قطع صغیری
بسیار و جبال و شوار گزار بہ مشقت تمام خود را بہ بصرہ رسانید و از آنجا بہ دار السلام بغداد
و سامرہ و نجف اشرف و کربلائے معلی شتافت و شرف زیارت مزارات عالیات
این مواضع حاصل کرد۔

و چون نادر شاہ در عہد خود رسوم بدعت از ویای ایران بر انداخت۔ ہمراہ تافلہ
تجار عنان بجانب مشہد مقدس تافت۔ و بہ زیارت امام ہشتم سر با سمان ہم رسانید۔ از انجا
احرام بیت اللہ بست۔ و بعد اداے مناسک حج و عمرہ و فوراً بہ مدینہ سکینہ علی ساکنہا
الصلوۃ والتحیۃ آمد و زیارت مرقد مطہر و اخی سعادت ابدی استشام نمود۔ و حلقہ باب
شفاعت آب صلی اللہ علیہ وسلم بر پنجہ اخلاص محکم گرفت۔ و بہ تمنائے موت در آن
بقعہ مبارک قدم از شہر برون گذاشت و دعاے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر زبان
داشت اللهم ارزقنی شہادۃ فی سبیلک و جعل موتی فی بلد رسولک۔ آخر چند ماہ در آن شہر
مبارک زندگانی یافت۔ درین فرصت ہمیشہ از صبح تا شام در مسجد نبوی می نشست
و مصاحف وقف روضہ مقدسہ را بہ تصحیح می رساند۔ و اوقات گرامی را درین شغل شگرف
صرف می ساخت۔ تا آنکہ پانزدہم رجب المرجب ۱۱۳۹ھ تسع و اربعین و مائتہ داعی حق را
بیک اجابت گفت۔ جنازہ او را بدستور این بلدہ شریفہ از مواجہہ خیر الانام و بابین بیت
و منبر گذرانیدہ بہ جنت بقیع بردند و پایان قبہ سیدنا عباس و ائمہ اربعہ رضی اللہ عنہم بہ فاصلہ

چهار درع جانب شرق بنجاک سپردند زبسته صاحب دوستی که تمام عمر به نعمت و جمیعت
گذرانید و در خاتمه ایام زندگانی این همه سعادات و برکات حاصل کرد. - **ذلک فضل الله**
یوتیه من یشاء راقم الحروف در مدت اقامت طایه سقطا به هر جمعه زیارت جنت بقیع
می رفت و فرار شریف را هم زیارت می کرد. - و به خواندن فاتحه فایحه سر بایه سعادت
می اندوخت. - و بعد عطف عنان به جانب هندوستان برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف
سلمه الله تعالی تکلیف کردند که قصیده بزبان عربی شتمل بر احوال آن مرحوم انشا کرده
شود تقدیم فرمائیش ضرورت شد و این قصیده به نظم درآمد **ع**

<p> حتى الغمام بساكب هتان وستقى وروء الرايات كانها ورعى الاله ابا طحا صباها وحى يا صننا اضرمت سمانها واطال عمر اراك سجت بها وادام ظل الايك ايك خمال وكسا الريع ربي الحجاز مطارفا دوقى همين عصبة مرطبة طوبى لقوم هاجروا وتوطنوا منهم هام بارع متق سرع </p>	<p> ارضاهناك مراتع الخزلان قلل بهن مواعع النيران انزرت بلادى فى نخور عوان فاد الغرام مهيبة الوهان ورق الحى برقائى الالحان فيم اظفرت برؤية البيران مصبوغة بغرائب الالوان سكنوا منازل مهيبة وجانى تلك الديار معادن الايمان ينجل النبی سلاله الاعيان </p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

السيد المقتول جان محمد
والفاضل المنتسك الممازني
سأى مد في لهجة عربية
قد لاح خط النسخ من اقلامه
وانظر الى هذا السواد كانه
وهو المكين على ارائك ثروة
لما اكتسى برد المشيب وهازني
ولي عن الدنيا وقد ترك الحمى
ومشى الى خير البقاع مهاجرا
حتى اذا بلغ المحيط وخاضه
فطوى مفاوز لا يحل مسيرها
واناخ عند البصرة الفيحاء
زار المزارات العلية وادق
ثم انشأ وسعى الى ام القرى
واتى المدينة زائر القطيفها
واقام منز وياجها متعبدا
حتى توفي بعد عدة اشهر

هو في القاموس كالروح في الابدان
من القراء حافظ القرآن
في الفارسية استبق الفرسا
ابى من الباقوت والمرجان
ثبت البنفسج من اصول بنا
والمحتج بمنصب السلطان
من عمر الاسير نرمان
نسجت عليه عنكبوت لسيان
سجبا على الاهداب الاجفان
كسر السفينة طارق الحدثان
الاملن يسرى على التكلان
فالزوراء في بعض مواطن الاحسان
منها وهن مناهل العطشان
فاتي وج البيت ذا الاسكان
صله عليه مصورا لكونه ان
وحوى فيوض الواهب المنان
واقتر في اعلى قصور جنان

<p>والمحتضن الخامس بالعدد وبعده العشر دفعه عند السبط سبطاً ولعام رحلت ووجدت مورخاً لما وصلت الى المدينة نزلت ودعوت يا رحمان روضه وارفع مكانته وزد اكرامه صلوا على هذا النبي وسلموا</p>	<p>من دفعه عند السبط دفعه عند السبط</p>	<p>رحب اجاب مناد الرحمن شرقيه قبة لدى البنيان نقلت موازنيه من الفرقان واقبت بتخائف الرحمان واقض عليه سبحانه الغفران في حضرة المختار من علانا ما غنت الا طيار في الاغصان</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حواشی قصیده

ساکب - باران - بهتان بفتح با و تشدید تا و فوقانی بسیار ریزنده - عراق جمع مرتع بمعنی چراگاه - دروگل ورود بضم تین جمع - رابیه زمین بلند را بیات جمع - ارزمی باخیه ادخل علیه عیباً کذا فی القاموس - غانیه زنی که به حسن خوبی بے نیاز باشد از زیور و زینت عنوانی جمع و همان بفتح تین شیفته - اراک بروزن سحاب درختی است که ازان مسواک سازند - اراک جمع - ورقا کبوتر ورق بالضم جمع - ایک بالفتح درخت در هم پیچیده خمیل زمین تشیب حامل جمع - مطرفه چادر مطارف جمع - عصبه بالضم جماعه - بخل بالفتح فرزنده سامی المدی یعنی بلند غایت - اریکه تخت اراک جمع الاحتطای بهر منگشتن و بعدی بالباء کذا فی تاج المصادر - سحب بالفتح کشیدن - جمان بضم جیم مروارید فیحاء

بفتح قاف و سبج و لقب بصره زور او نام بغداد - مثل چشمه مناهل جمع - الار توار سیراب شدن
و بعدی بمن کذا فی تاج المصدا و قطین ساکن قوله و ایتة بتجائف الریحان در سرین
شریفین معمول است که وقت زیارت قبور ریحان همراه می برند و بر قبور می گذارند و باغبان
آنجا در رسته جنت معلی و بقیع ریحان می فروشد چه در حدیث شریف آمده که وضع سبزه
بر قبور موجب نزول رحمت و تخفیف عذاب است و در ضریح یعنی سیراب کن خاک او را
افضل یعنی بریز -

(۶۰) سید کرم الدین سید معین الدین بلگرامی

برادر اعیانی میرحاجان محمد مذکور است - ولادت او در کشته اسبج و شمانین و الف
اتفاق افتاد - صاحب اخلاق حمیده و اوصاف پسندیده بود و حظی مستوفی از فضیلت
داشت - و با کتب حدیث و سیر پیشتر اشتغال می نمود و در ایام کهولت به شوق تمام کلام
اللہ را حفظ کرد - و در سبجیه رضیه تقوی و صلاح و سخاوت و شجاعت یگانه می زیست
و مدتی از جانب دریای علوم میر عبد الجلیل مرحوم نیابت بخشی گری و و قلیع نگاری
سرکار به سیوستان بجا آورد و آخر به تقریبی جانب پنجاب رفت - و دوم محرم روز جمعه بعد نماز عصر
۱۳۳۴ هجری اربع و ثلاثین و مائتة و الف در سواد بلده سیالکوٹ از دست کفاری که در آن حدود
مستولی شده بودند شربت خوشگوار شهادت از جام سعادت چشید - و روز شنبه در بلده مذکور
متصل فرش دروازه درگاه حضرت امام الحق که از ذریت طیبہ امام زین العابدین علیہ السلام

وصاحب ولایت آن مقام است مدفون گردید - میر کرم اللہ مرحوم مسجدی رفیع در سیوستان
 بنا کرده و اثرے از اعمال خیر و اگذاشته - مسجد مذکور پہلوے چوہلی سونخ نگاری لب
 دریاے سند متصل درگاہ شیخ جمعہ قدس سرہ واقع شدہ - بلدہ سیوستان از شاہیر بلاد
 است - مخدوم لعل شاہباز قدس سرہ درین شهر آسودہ است -

اکنون خامہ تقریب جو برخی از احوال مخدوم درین محل - تحریری آرکہ بزرگی و تقدس
 مخدوم بر عکس ظن بعضے اباحتیان جلوہ افروز شود -

(۶۱) مخدوم لعل شاہباز الحسینی المرنیدی سیوستانی قدس سرہ

راقم الحروف بخط مولانا محب علی تتوی کہ از بزرگان عمد بود و ذکر او در شاہجہان نامہا
 و دیگر کتب تاریخ مسطور است مشاہدہ کرد این عبارت کہ دو حضرت مخدوم لعل شاہباز
 قدس سرہ اسم شریف وی عثمان است - و فقیر در لوح سنگی سیاہ دیدہ بود کہ باین روش
 کندہ بودند :-

” شیخ عثمان مرنیدی قطب دین باز سپید و مرنید بفتح میم و راو مملہ و سکون نون و دال مملہ قریہ البیت
 ” از قرآے تبریز انتہی -

نسب شریفش بہ سیزدہ واسطہ با امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ می رسد - صاحب
 تذکرہ مشایخ سند گوید :-

” مولد و منشا حضرت مخدوم مرنید است - بعد رسیدن بہ مرتبہ رجال بہ خدمت بابا ابراہیم کہ مرید شیخ جمال

» مجرول بود ارادت آورد - مدت یک سال در خدمت آن صاحب کمال بوده به مرتبه تکمیل رسید

» و خرقه خلافت و اجازت یافت و حضور و مجروریت - و آخر به هندوستان تشریف آورد - و قد

» شیخ فرید گنج شکر و شیخ الاسلام بهاء الدین زکریا دریافت و با شیخ صدر الدین عارف صحبت با

» داشت - و در سیستان رحل اقامت افکند»

ضیاء برنی در تاریخ فیروزشاهی می آرد که :-

» چون آن حضرت به ملتان رسید خان شهید یعنی سلطان محمد قآن از معرفت و اعتقاد و سعه که

» داشت شرائط تواضع بجا آورد - و فتوح بسیار رسانید - و جهد بے شمار نمود که آن بزرگوار در ملتان

» استقامت دارد - و خانقاه براسه و سعه بنا نمود - آنحضرت به اقامت آنجا رضاینداد - روزی

» خان شهید حضرت شیخ صدر الدین عارف و حضرت شیخ عثمان شاه بازمندی را در مجلس طلبید

» و به غزلهای عربیه سرود در داد - هر دو شیخ بزرگوار و جماعت دیگر از درویشان در سماع و رقص

» بودند خان شهید دست بسته ایستاده بود و زار زار می گریست» انتهى -

چون وصول راقم الحروف دهم ربیع الاول ۱۲۳۳ اله ثلث و اربعین و مائت و الف

به شهر سیستان اتفاق افتاد و میر سید محمد خان بخشی گری و وقلیع نگاری تفویض نموده خود

محمل سفر جانب بلگرام بستند - بعد اندک فرصت عزل خدمت رو نمود و گرد ملائی بر حاشیه

خاطر فقیه نشست شے در عالم رویا مشاهده می کنم که از کوچه شهر می گذرم شخصی پیش

آمد از او استفسار کردم که پیشتر کوچه نافر دست در جواب بزبان عربی گفت - سبلاک رجال

قد می چند رفته می بینم که کس از مشایخ بر وضع و لباس اهل هند در مکانی نشسته اند

یکه ازینها مقتداست نزدیک رفته سلام دادم و در بر سر شیخ مقتدا بدو زانوای ادب
نشستم و سوال کردم که خدمت ما بحال می شود به مجرد استماع این حرف سر به گریبان مراقبه
بر دل بعد یک پاس کامل سر بر آورد و فرمود بحال می شود گفتیم این چنین است فرمود
ما می گویم آخر بعد یک سال خدمت بحال شد و صحت قول شیخ به ظهور رسید چنان معلوم
شد که آن بزرگ بشارت فرما حضرت لعل شاهباز بوده اند قدس سره و مراقبه یک پاس
کامل اشارت به عرصه یک سال بود - وفات آن جناب بست و یکم شعبان ۱۲۷۳
ثلث و سبعین و ستمائة واقع شد -

(۶۲) روح الامین خان

از شیوخ عثمانی بلگرام ساکن محله قاضی پوره است - تائید یافته روح القدس بود
و در فنون عربی و فارسی و هندی و دم یکتائی می زد - و غالیه حسن و خلق و ما غمار اعظم می ست
بسیار ظریف طبع طلق اللسان لطیفه سخن بود - و از کمال قوت حافظه و استخراج مسائل علمی
و حکایات و اشعار هر سه زبان و قصائد و مثنویات طولانی از بر داشت - در هر علمی که سوال
می کردند لب به حاضر جوابی می کشود - و بعبادت ارادت سید العارفین میر سید لطیف
الله قدس سره شرف اندوز بود - باین همه فضائل معنوی از دولت صوری حظی وافر داشت
و کوس سخاوت و شجاعت می نواخت - همیشه صاحب طبل و علم و قیل و ششم زیست
و با مردم وطن و جوار و یگانه و بیگانه به احسان و پیش آمد - چندی به حکومت بست و در محال

عمدہ صوبہ پنجاب کہ سیالکوٹ و جالندہ از ان جملہ است پرداخت - و ایام
 نیابت صوبہ داری اودہ بجا آورد - و آخر رفاقت بر بان الملک سعادت خان
 نیشاپوری ناظم صوبہ اودہ برگزید و با وصف ملازمت بیچ گاہ شغل کتاب از دست
 نداد و در پایان عمر کہ سن شریفش از ہفتاد تجاوز نمود صحیح بخاری و صحیح مسلم را بدست خود
 کتابت کرد و محنتی ساخت - و طرفہ استغراقی در خدمت حدیث شریف بہم رساند
 تا آنکہ پانزدہم ذی القعدہ روز شنبہ ۱۵۱۱ھ احدی و خمیسین و مائتہ و الف در محاربہ ہند
 بانادر شاہ والی ایران کہ متصل شہر کرناں واقع شد واد جلادت و مردانگی دادہ شربت
 شہادت بہ کام کشید و ہما نجا مدفون گردید - نظام الدین احمد صانع بلگرامی کہ از احقاد
 اوست گوید ۵

شیر افکن صف شکن روح الامین خان آنکہ و	نقش اعدا بہ تیغ از لوح ہستی کرد حک
ترکنازا و اگر مریخ دیدی روز رزم	آب کشتی زہرہ اش از بیم بروج فلک
بسکہ می بخشید زر با جہنہ و اوست او	حاتم ثانی اگر گویم نباشد بیچ شک
عالم تفسیر قرآن و حدیث مصطفی	ظاہر شل انسان شمار و باطن او چون ملک
بود عثمانی نژاد و مولد او بلگرام	در سخن کامل عیار و نقد معنی را محکم
شد بہ رزم شاہ ہند و خسرو ایران شہید	ریخت شور ماتمش بر جان افکاران نمک
سال تاربخش نوشتہ صوری و ہم معنوی	سال ہجرت بد ہزار و یکصد و پنجاہ و یک

و بہ مقتضائے موزونی طبع متوجہ نظم می شد از دست ۵

آسایش گل در ته خار است به بینید
منصور صفت بر سر دار است به بینید

در سایه مزگان رخ یار است به بینید
هر اشک که گل کرد ز نوک سهر مزگان

(۴۳) سید عبد الواحد بلگرامی روح الله روحه

بن سید خلیل بن سید محمد اعظم بن سید محمود اصغر قدس سره باتفاق جمهور صاحب

فیض خدا داد است - و خداوند ولایت مادر زاد - ولادت او در سنه ۹۵۰ هجری قمری و تسعین

والف اتفاق افتاد - ابتدا اے حال نزد بعضی فضلاء عصر تلمذ نمود و از جناب استاد

المحققین سید طفیل محمد نور الله ضرر کچھ نیز استفادہ کرد و فاضل مستعد برآمد - و شاطبی را یاد

گرفت و طریق تقوی و تعبد برگزید از صبح تا صبح دیگر جز ادا اے فرائض و نوافل و تلاوت

قرآن مجید و مطالعہ کتاب و سلوک راہ الہی کارے دیگر نمی دانست الحق ملکی بود در صورت

انسان متخلق باخلاق حضرت یزدان مدۃ العمر هیچ صغیرہ پیرامن او نگر ویدہ باشد تا بہ کبیرہ

چہ رسد - وقتے خادم او مشیت خسی از پوشش خانہ ہمسایہ گرفتہ آتش افروخت

و طعام نخت طعام خورد کہ مشیت خس بے اذن ہمسایہ گرفتہ شد - بست و سیوم شہر رمضان

روز چہار شنبہ ۱۱۶۱ھ احدی و ستین و مائتہ و الف در دار الخلافہ شاہجہان آباد بہ نزہت کردہ

فردوس خرامید - و در باغ مومن خان کہ در جوار آثار شاہ مردان واقع است - مدفون

گردید - راقم الحروف گوید

در ریاضت ہجڑ ماہ نو متام

سید مستحج علم و عمل

ما تفتی فی سیرت و سال رحلتش

رفت عبد الواحد قدسی مقام

سید خط نسخ بنایت شیرین می نوشت و نسخ کلام الله فراوان و کتب بے پایان
بقلم جوهر رقم تحریر نمود و در اواخر ایام زندگانی به تحریر کتاب نهج البلاغه سعادت اندوست
و در ایام اقامت وطن بر اے راقم الحروف شافیہ ابن حاجب کتابت فرمود
و فقیر در ذیل کتاب این عبارت تحریر نمود :-

« نخبه کجما لہ سبحانہ ہذہ النسخۃ المسماة بالشافیہ وہی لا علاء قوانین الصرف شافیہ للشیخ العلامة

« ابو عمر و عثمان بن الحاجب الذی ثناء و علی تعاملی ہذہ الصناعہ واجب لہذا لہ بالرحمۃ الواسعۃ دا و خلہ فی الجنا

« محلا و اسعاستکتبہا عن السید البارع و النور الساطع حافظہ کلام اللہ الجلیل السید عبد الواحد

« بن السید خلیل و انا العبد الملتجی الی ربہ السامی غلام علی حسینی الواسطی البکر امی اللہم اغفر لی و لوالدی و للمؤمنین

« و المؤمنات بالنبی العربی صاحب الشفاعات و صل وسلم علیہ و علی آلہ الاطہار و صحبہ الاخیار »

(۶۴) سید محمد اشرف المعروف بہ سید درگاہی

از سادات حسینی ترمذی ساکن بلگرام است نسبش برین منوال سید محمد اشرف

بن سید عبد الدائم بن سید احمد بن سید عبد الفتاح بن سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر

بن بندگی سید حسن بن سید محمد بن سید قاسم بن شاہ حسین بن شاہ اسمعیل بن سید برہان الدین

بن سید تاج الدین بن سید الحمید بن سید نعمان بن سید حمزہ بن سید حسین بن مخدوم سید احمد

زاہد بن سید حمزہ بن سید ابابکر بن سید عمر بن سید محمد بن مخدوم سلطان احمد تخته بن سید علی

بن سید حسین بن سید محمد مدنی معروف به شاه ناصر دقون ترند بن سید حسن خمیس بن سید موسی
 خمیس بن سید علی بن امام حسن اصغر بن امام زین العابدین علی بن امام حسین سبط رضی الله عنه
 اول کے کہ از اجداد ایشان از ترند بہ ہند آمد سید احمد تخته است بضم تاء فوقانی و غاء معجمہ
 و تاء فوقانی بعد وصول ہند در بلدہ لاہور اقامت گزید و ہما نجا بدرالآخرہ خرامید۔ از فرزندان
 او سید محمد بن سید قاسم در قنوج آمدہ متوطن شد۔ چون شیر شاہ شیر گڑہ را متصل داعی پور
 آباد ساخت۔ و سادات بخاریہ و دیگر بزرگان بلدہ قنوج را بہ سکونت آنجا تکلیف کرد۔ سید
 محمد قدس سرہ از قنوج بہ شیر گڑہ رفتہ رحل اقامت افکند۔ و چون عنقریب سلطنت از افاغنه
 بہ تیموریہ عود کرد مردم قنوج بہ وطن اصلی رجوع کردند۔ سید محمد قدس سرہ فرمود۔ ما فقیریم ہمیں
 صحرا مناسب حال ماست و ہما نجا قدم اقامت افشرد۔ اما بعد وفات نعش اورا بہ قنوج
 آوردہ دفن کردند۔ پس ایشان بندگی سید حسن قدس سرہ سجدی عالی در شیر گڑہ بنا نمودہ
 قطع تاریخ آن بنظر رسیدہ مادہ تاریخ۔ خیر المکان۔ است۔ صاحب جود و سخا بود و طعائے
 عام داشت قبر ایشان در داعی پور است۔ سید فرید الدین بن سید محمد بن سید عبد القادر
 بن بندگی سید حسن مسطور قدس سرہ از داعی پور بہ بلگرام آمدہ طرح توطن رنجیتہ۔ اذان وقت
 ذریت طیبہ ایشان در خطہ تکر از محلہ میدان پورہ اقامت دارد۔ سید اشرف در گاہی از
 یاران خاص علامہ مرحوم میر عبد الجلیل و استاد المحققین میر طفیل محمد بلگرامی است۔ مرآة
 صور معانی بود و مرکز دائرہ فضائل انسانی طریقہ سلف صالحین داشت۔ و از جبین پیشش
 انوار بزرگی می تابفت۔ ولادت او در سنہ اربع و سبعین و الف و دوا۔ فرمود ہندہ را باعث

بر تحصیل علم علامه مرحوم میر عبد الجلیل شدند بعد از آنی که پابند تامل شدیم به کسب علم ترغیب
 نمودند - گفتیم حالا که قدم در مرحله شباب گذاشتم چه حاصل می تواند شدیدی شدند - و فرمود
 البته نفی خواهد بخشید - مختصرات را خود خوانا نیندند - و شرح ملا نزو سید نور الله بر او جناب
 سید العارفین قدس الله اسرارها خواندم و مختصر معانی و حاشیه خطائی و سه مجلد از شرح
 وقایه و شرح هدایه حکمت به کتب معقولات در حلقه درس میر سید سعد الله بلگرامی قدس
 سره تلمذ کردم - و کتب مناظره از خدمت ملا شهاب الدین چوبی پوری که از علماء وقت
 و تلامذه ملا با سو جایی بود اخذ نمودم - بعد از آن در عالم نوکری افتادم خطش بسیار شیرین
 افتاده و شان خط علامه مرحوم مرحوم شوق کرده و در ایام تحصیل شرح وقایه را بخط شریف
 کتایت کرده و من اوله الی آخره بدقت تمام محشی ساخته و اثری نافع از خود گذاشته
 تثنیث و تعبد بدرجه کمال داشت - بآنکه اکثر عمر در حالت سفر گذرانید گاهی نماز
 تسبیح از دست نداد - هنگامی که در طلب معاش از وطن مالوف برآمد نخستین باریاب
 محفل شاهزاده محمد اعظم بن خلد مکان شد - و در سلک ملازمان با اعتبار انتظام یافت
 و چندی در رفاقت نواب مبارز الملک سر بلند خان تونی به امتیاز تمام بسر برد - و خدمات
 عمده تفویض شد - و در پایان عشره خامس بعد از وفات نواب صفدر جنگ
 که آخر به وزارت احمد شاه رسید برگزید و در منتهای عشره سادس که عمر گرامی قریب بنود
 رسید خود را از ملازم پیشگی معاف داشته به محروسه بلگرام آمد و قدم در زمین عزالت پیچید -
 همیشه اوقات گرامی به احراز سامان اخروی صرف می ساخت و به صوم و صلوة و تلاوت

قرآن و مطالعہ تفسیر و حدیث و تصوف می برداخت. از کبر سن و ضعف قوی طاقت
قیام نمانده بود و نزد عصبایا اعانت دیگرے بر می خواست. روز عیدین سوار شده در مسجد
جامع محلہ میدان پورہ مے آمد و با حاضران ملاقات می کرد و مے گفت ہر چند نماز
عید بہ عذر شرعی از من ساقط است اما درین روز کہ بہ قصد بیع تمام حاضر مسجد می شوم نیت
آنست کہ نماز جماعت میسر شود و ملاقات با احباب دست دہد. خدا داند سال آیندہ
در مے یا بم یانے. آخر الامر نہم صفر ۱۲۵۵ خمس و ستین و مائتہ و الف و در عمر نو و یک
سالگی دامن از غبار جسم بر چید و سرے لبعالم روحانیان کشید. نقش پر واز اوراق گوید ۵

میر اشرف سر آمد فاضلا	برو تشریف سوے منزل قدس
ہاتفی گفت سال رحلت او	اشرف واردان محفل قدس

ذکر ابنین کریمین او میر عبد الواحد و بندگی حسن و در دفتر شعرا می آید.

(۶۵) میر سید محمد سلیمان اللہ تعالی

خلف الصدق علامہ مرحوم میر عبد الجلیل بلگرامی قدس سرہ السامی جناب ایشان
در تاریخ چار دہم شہر ربیع الاول روزہ شنبہ بعد نماز ظہر اللہ احدی و مائتہ و الف و در انجمن
امکان جلوہ فرمودند بہ منطوق الولد الحر یقتدی بابائہ العز نسخہ جامعیت علوم اند
و مرآة کمالات والد مرحوم خصوص عربیت و لغت و محاضرات کہ درین فتون و تگاہی عالی
دارند. و گوے سبقت از اقراں می ربانید کتب درسی نزد استاد المحققین میر تقی میر بلگرامی

طاب شراه گذرانیده اند - و کمالات فراوان از حضرت والد اندوخته پذیر گرامی نسبت
به فرزند ارجمند و را - شفقت لازمی ابوت عنایتی و محبتی خاص بود - در حین
که علامه مرحوم از بهر بیدار اختلافه شاهجهان آباد عطف عنان نمودند - میر سید محمد انزو
خود طلبیدند و مقارن آن سرعی را فرستادند که چندی دیگر توقف باید کرد و انتظار
طلب مثنی باید کشید - ایشان در جواب قلمی نمودند که لن ابرج الارض حتی باذن لی
ابی - علامه مرحوم ازین جواب حظی کردند و این رباعی رقم زده کلاک گوهر سلک ساختند ۵

گلهای طب از چین دل چیدم

تا یاذن لی ابی بخت دیدم

ای شمع پدر گردست گردیدم

از غایت اہتر از پروانه صفت

خدمت بخشی گری و سوانح نگاری و وقائع نگاری سرکار بهر و سرکار سیوستان
که از عهد خلد مکان تا اواخر ایام سلطنت محمد فرخ سیر نامزد علامه مرحوم بود در صدر حیات
خود مستعفی شده از پیشگاه سلطنت بنام ولدار شد مقرر نمودند - جناب میر سید محمد در ۱۳۳۰
ثلث ثلثین و مائت و الف به محل خدمات رسیدند و مسند حکومت را از ابتدا تا انتہا به آئین
تدین و حسن معاملت رونق افزودند - و ضمیم و شریف آنجا تا الان یاد می کنند و سبج ذکر
خیر و وصف جمیل می گردانند و جناب سانی در ۱۳۳۳ ثلث و اربعین و مائت و الف
کاتب الحروف را به سیوستان نائب گذاشته خود به محروسه بلگرام تشریف بردند و چپد گاه
در وطن گذرانیده بنا بر تخلصی که در خدمت راه یافته بود بدار الخلافه دہلی حرکت کردند و به
توسل بعضی امرا آن خلل را رفع ساختند و در ۱۳۳۵ خمس و اربعین مائت و الف

کرت ثانی به سیوستان تشریف آوردند و فقیر را در اواسط سال ۱۲۷۰ هجری و ماه واپس
 خدمت هندوستان فرمودند. و خود به مراسم خدمت بدستور قیام نمودند تا آنکه مادرشاه
 بر دیار سلطوگر دید و سر رشته خدمات بادشاهی گسیخت اما خدایار خان مرزبان سند آن
 جناب را نه گذاشت و به اعزاز و اکرام تمام در سیوستان نگه داشت و خدمت های
 شایسته بتقدیم رساند. و چون بهنگامه مادرشاه بیان در آن دیار گرم شد و اوضاع ملک
 بر نسق قدیم نماند. خاطر اقدس از اقامت آنجا برخاست تا گزیر از خدایار خان بزور خدمت
 گرفتند. و بست و پنجم رمضان ۱۲۷۵ هجری و ماه واپس و الف از سیوستان برآمدند
 و از راه مار و از متوجه وطن شدند. بعد طے مراحل بست و هفتم محرم ۱۲۷۶ هجری
 و خمین و الف به وصول بلگرام سرت انداختند.

مخفی نماند که در ۱۱۶۱ هجری و ماه واپس سال تولد را قم الحروف خدمات
 بهکمر و سیوستان از ورگاه خلد مکان به علامه مرحوم تعلق گرفت. چند کس از خاندان
 ما اصالة و نیابت برین خدمات قیام نمودند. ابتدا علامه مرحوم خود در بهکمر نشستند و سید
 محمد اشرف بن سید عبدالعزیز را که به شرف مصاهرت و الا اختصاص داشت در سیوستان
 نائب کردند بعد چندی میر محمد اشرف را از خدمت وطن فرمودند و میر کریم الدین سید
 معین الدین عم زاده خود را نیابت سیوستان تفویض نمودند تا آنکه عزل خدمات پیش آمد
 علامه مرحوم خود را به حضور خلافت رسانیدند و خدمات را بدستور سابق بحال ساختند
 و شیخ محمد رضا بهکری را نوشتند که خدمات را سرانجام دهد و عقب آن سید محمد نوح والد

مولف اوراق را روانه نمودند والد فقیر قریب هفت سال به نیابت بهکر و سیوستان
 پرداختند و چون خدمات بنام میر سید محمد مقرر شد ایشان در آنجا تشریف فرمودند و حضرت
 والد به وطن معاودت نمودند - و چندی کاتب الحروف نیابت خان صاحب اقبال
 خود بجا آورد و نوعی که گذارش یافت - بعد چهل سال نیرنگی روزگار آنچو رود و دمان
 ما از ملک سببر گرفت و علاقه بالکل منقطع گردید ذلک تقدیر العزیز العظیم
 جناب میر سید محمد به فضائل صوری و معنوی و شمائل سنی و خصائل رضیه ممتازند
 و در صدق و صفای یکرنگی ظاهر و باطن بے انباز سیما جوهر هست و سخاوت به غایت
 عالی افتاده میر سید العارفین اند قدس سره و مقبول رب العالمین جل شانه اوقات
 به مطالعہ کتاب معموری دارند - و کتب حقائق مثل فتوحات مکیه اکثر مطالعہ می فرمایند
 و در ۵۵۰۰۰ خمس خمسین و مائت و الف کتاب مستطرف را که در فن ادب کتابی است
 و پذیر انتخاب کرده اند - حمد و صلوة دیباچه منتخب چنین در سلاک تحریر کشیده اند :-

” الحمد لله الذی علمنا من البیان ما یستطرف و العلمنا من الکلام ما یستطرف و الصلوة والسلام علی
 ” من انزل علیہ نون و القلم و اسند الیه احادیث الکریم و علی آله الذین دحب علینا الاقتداء باثارهم و اصحابه
 ” الذین حق علینا الالهیة اربا نوارهم “

(۶۶) میر محمد یوسف سلمه الله تعالی

بن سید محمد اشرف بن سید عبد العزیز بن سید معین الدین بن سید عبد اللطیف بن سید محمود

اصغر بلگرامی قدس سره صاحب شان عالی است و عزیز مصر صاحب کمالی - زلیخا
 دانش را در پیرانه سری به خلعت جوانی نواخته - و حاصل زراعت علم را در ایام قحط سالی
 بچه مرتبه ارزان ساخته - طبع دقیقش نشر عروق اشکالات - قوت حافظه اش پر نیانه فراوان
 معلومات - عمل که ثمره شجره علم است سرمایه بوستانش - و حسن و خلق که گل سرسید آدمیت
 است پیرایه گلستانش ولادت او بیست و یکم شوال روز دوشنبه ۱۱۶۰ هجری قمری ۱۷۷۸ م
 و الف دست داد - میرافادت انتساب و مولف کتاب سبطین حضرت عیسی السلامی
 میر عبد الجلیل بلگرامی ایم و نسب مابه چهار واسطه بهم می پیوندد و نسبت خاله زادگی خصوصی
 تازه افزود - کتب درسی از بدایت تا نهایت به جناب استاد المحققین میر طفیل محمد روح الله
 رحمه الله گذرانیدیم - و لغت و حدیث و سیر نبوی در خدمت قدسی منزلت جدنا و استاذنا علامه
 مرحوم مرقوم بسند رسانیدیم - و عروض و قافیه و بعض فنون ادب از خدمت والای میر
 سید محمد مسطور سلمه الله تعالی اخذ نمودیم - طریق تحصیل چنین بود که پوسته و کتاب یا کتابی
 واحد از دو مقام به سماعت و قرائت یکس دیگر می خواندیم - و شبی ز سعی در شمار تحصیل می
 رانیدیم اگر احیاناً یکس را عارضه رومی داد سبق دیگر - در معرض توقف می افتاد - و در وقت
 اقامت وطن و کسب علوم چند اوقات در افاده طلبه صرف کردید - میر محمد یوسف
 رحمه الله سبع و خمسين و مائه و الف در دار الخلافه شاهجهان آباد از بعض علماء ریاضی دان
 آن بلده علوم ریاضی بهیئت دهنده و حساب و غیره اخذ کرد و قدرتی عالی در فنون
 ریاضی بهم رساند - و به ارادت سید العارفین قدس سره کامیاب است - و از سرمایه شریعت

و طریقت کامل تصاب . و با وصف شواغل معاش تعمیر اوقات از دست نمی دهد
 و در حفظ شرائع جد و جهد تمام دارد و در سال ۹۲۰ هجری ۱۵۱۴ مثنوی و مائت و الف کتابی
 تالیف نموده با اسم الفرع الثابت من اصل الثابت شتمل بر چهار اصل و خاتمه در تحقیق
 مسئله توحید مختار او وحدت شهود است تحریرش بسیار متین و لطیف واقع شده و
 مطالب بلند و مقاصد ارجمند فراهم آورده شکر الله سعیه را قلم الحروف در تاریخ اتمام
 کتاب گوید ۵

از خم معرفت کشیده رحیق
 نسخه تازه به فن کرم عمیق
 کرد اثبات حق ز به توفیق
 یادگار ز غلامه تدقیق
 گفت شمع مجالس تحقیق

میر یوسف عزیز مصر کمال
 کرد در وحدت شهود رقم
 از احادیث و از کلام الله
 هست این نقش دل نشین الحق
 سال تالیف این کتاب خرد

(۴۷) سید سعد الدین

بن سید جمال الدین بن سید مربی بلگرامی که ترجمه اش در سلک مشایخ انتظام یافت

سید سعد الدین کتب درسی مجموع مرتب بخد مت میر سید لغمت الله سجاده نشین سیوم

میر عبد الواحد اکبر بلگرامی قدس الله اسرارها گذرانید و استعدادی شایسته بهم رسانید

و پاپایه مشغول تدریس پرورش است - بعد از آن در عالم لوگری افتاد و مشغول کتاب چندی

از دست رفت آخر دست از عالم تو گری کشیده مقیم وطن شد - و سر رشته اصل بدست آورده باشتغال کتاب و افاده طلاب مقید است -

(۴۸) شیخ عثمان احمد

خلف الصدق قاضی احسان اللہ عثمانی بلگرامی والد ادا امر و زبردست شریعت
شهر قیام دارد و شیخ عثمان در مسامی سن شعور او را خضر توفیق دلالت نمود از بلگرام به
عزیمت کسب علم برآمد و بطور طلبه پورب گنگشتی نمود و نزد ملا عظیم الدین ساکن ملا و ده
و فضلا دیگر تلمذ کرد و کتب فنون درسی من اولها الی آخرها مرتب گذرانیید و خود را به والا
پایه فضیلت بر حبه رسانید اکنون در بلگرام به شغل علمی می پردازد و چراغ دانش در شاهرا
بینش روشن می سازد -

(۴۹) سید غلام نبی

بن سید محمد ارشد بن سید فخر بن سید کمال الدین بن سید پیاده بن سید عالم بن سید حسین
بن سید فضل اللہ نسب بالا تحت اسم سید اجل بلگرامی به تحریر رسد مشار الیه ذهن صافی
و استعداد وافی دارد - مختصرات او اکل نزد بعض تلامذه ملا قطب الدین گوپاموی خواند و منقولات
تمام و معقولات بر نه در خدمت مولوی احمد اللہ فرزند و تلمیذ و جانشین حاجی صفت اللہ
خیر آبادی قدس اللہ اسمرا بهما تحصیل نمود و مطولات کتب معقولات اکثر در جناب شیخ کمال الدین

محمد سالی فتح پوری گذراند. و چون حقوق مولوی احمد الله بیشتر بود فاجعه فراغ باسرها
 خاطر شیخ کمال الدین محمد از مولوی احمد الله گرفت. و در زمره اقران خود به امتیاز برآمد
 مشار الیه بعد ختم این نسخه در اواخر ۱۱۶۸ هـ ثمان و ستین و مائه و الف به تقریری از بلگرام
 رخت سفر جانب آرکات و ترچنا بلی کشید. و بستم ذی الحجه سال مذکور و در اوزنگ آباد
 شد و ایامی همان فقیر خانه بود. و نوزدهم محرم ۱۱۶۹ هـ تسع و ستین و مائه و الف باز سفر
 به سمت مسطور پست. کنون خامه مواد طلب احوال اساتذه که اسامی ایشان
 درین ترجمه بر زبان گذشت به تحریری آرد و قدم سعی در طریق خدمت بزرگان می گذارد.

(۷۰) مولوی قطب الدین گوپامونی

از قبيله قضاة و اعیان آن مکان است نسبش با امیر المومنین فاروق رضی
 الله عنه منتهی می شود. پدرش قاضی شهاب الدین از علماء و اعلام وقت بود. کسب
 کمال از خدمت مولوی عبدالرحیم مراد آبادی تلمیذ مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی نمود.
 و در جمیع علوم سیما هیئت و هندسه عدیم المثل بود. و فاتش در عشره ثالث بعد مائه و الف
 واقع شد. مولوی قطب الدین شاگرد پدر بزرگوار و در همه علوم معقول و منقول سرآمد
 روزگار بود. و بحکم ارث در فنون ریاضی ریایت مهارت با آسمان می فراخت و اهل
 استفیdan را به اشعه کمال لبریزی ساخت. بست و پنجم رمضان ۱۱۶۰ هـ ستین و مائه
 و الف در آغوشش بهشت آرمید. محرر مسطور گوید ۵

کرد از عالم فتنار حلت
باتفی گفت وارث جنت
سنة ۱۱۹۰

مولوی زمانه قطب الدین
سال تالیف او طلب کردم

دایه حاجی صفت اللہ خیر آبادی

از احفاد امجاد شیخ الہدیہ خیر آبادی قدس سرہ و از اہلکہ مشائخ و صنادید فضلاء

ست در فنون عقلی و نقلی شانی عظیم و در وادی فقر منہجی توہم داشتہ - شاگرد مولوی

قطب الدین شمس آبادی است و مرید حاجی عبد اللہ سیلح - از فرزندان غوث الثقلین

جیلانی رضی اللہ عنہ - سالہا مسند تدریس آرہست - فضلاء کثیر از گوشہ دامن او

برخواستند - در ۱۲۴۰ الی ۱۲۵۰ و مائتہ و الف احرام دیار عرب بر لب و بعد تقیم

مراسم حج و زیارت چندے و حریم شریفین زاد ہما اللہ کرامتہ توقف گزید و از شیخ محمد طاہر مدنی

نور اللہ صغیر کچھ حدیث سند کرد - و ہنگامہ درس را گرمی بخشید - جمیع علماء و بقاع مقدسہ

بہ فضل و کمال او اعتراف کردند و اعزہ از واکرام زاد اللہ الوصف بجا آوردند و حلقہ

عظیم در درس گاہ او منعقد می شد و عالمی از فیض تلمذ او تمتع گرفت - کاتب الحروف

از علماء و حریم شریفین تعریف مولوی بسیار گوش کرد و مستفیدان او با ستاد تلمذ افتخار

مے نمودند - مولوی بعد از اسے سہ حج عنان جانب وطن اصلی منصرف ساخت -

و بعد رجوع از ان دیار فیض آثار درس معقولات قاطبہ موقوف کرد - و تا آخر عمر بہ وعظ

و درس تفسیر و حدیث اکتفا نمود - و اوقات شریفہ را بہ اشتغال باطن و ریاضات شاقہ

معمور داشت در ۳۲ ساله اشین و ثلثین و مائه و الف وار و بگرام شد و بر اے ملاقات
 علامه مرحوم میر عبد الجلیل در دیوان خانه میر تشریف آورد. و باین تقریب رویت
 او اتفاق افتاد. و نیز در هم ذی القعدة روز پنجشنبه ۱۵۷۱ سید و خمین و مائه و الف
 به جوار رحمت آسود. طرفه اینکه تاریخ وفات حاجی صفت الله ملا نظام الدین می شود
 که معاصر اوست و ترجمه اش گذشت. و نیز رقم اوراق گوید ۵

بجز عرفان صفت الله که بود	عالم عامل و الار تبیت
خانه فکر من تائیش	ز در قسم صدر نشین جنت

عمر گرامی هشتاد سال. مرقد منور او در خیر آباد است. مولوی احمد الله خلف الصدق
 از منقولات از والد شریف خود اخذ نمود. و معقولات در خدمت شیخ کمال الدین محمد
 سہالوی فتح پوری گذرانند. و عمر گرامی به افادہ علوم ظاہر و ارشاد طریق باطن به آخر رسانند
 و شب مستهل رجب لیلة الغائب ۱۶۷۱ سید و ستین و مائه و الف در نزہت کردہ
 قدس آسود و در جنب احاطہ مرقد والد بزرگوار خود استراحت فرمود.

د ۷۲ شیخ کمال الدین محمد سید الله تعالی

از شیوخ انصاری ساکن سہالی است. و از بنی اعمام ملا نظام الدین سہالوی قدس
 سرہ والد او در فتح پور کہ از سہالی سہ کروه است در عشیرہ مخدوم زاد ہائے آنجا کہ خدا شد و
 منصب قضاء آن مکان ہم حاصل کرد باین ہر دو تقریب پائے اقامت درین شہر

افشرد شیخ کمال الدین محمد درستیچ پور متولد شد - و بعد طلوع صبح شعور منازل علمی از
 بدایت تا نهایت برهنه بونی ملا نظام الدین سہالوی نور دید و در ملائذہ حضرت ملا کوس
 فوقیت نواخت و از حضور استاد تا زمان حال ملتی مدید بر آمده کہ وسادہ پیراے تدریس
 و تصنیف است - و جمعی کثیر از بھمن تربیت او بہ غنتاے مرتبہ فضیلت رسیدند - از
 نتائج طبع اوست - العروۃ الوثقی در علم کلام و حاشیہ شرح عقائد جلالیہ -

(۷۳) راقم این سوادیتہ آزاد

پیشتر در صفِ نعال فقر ارتبہ روشناسی بہم رساند است درین انجمن نیز بہ مشارکت
 برادر فضائل مرتبت میر محمد یوسف سلمہ اللہ تعالیٰ خود را طفیلی اعزہ کرام ساختہ - حالامی
 خواہم کہ سرگذشت حرمین مکرمین شرفما اللہ تعالیٰ بعرض ارباب التفات رسانم و این مقام
 را بہ نقش حجاز و لنواز مخصوص گردانم - من فدای جلوۂ احمدی و صید ربیہ فراق محمدی
 در صغرسن خوابی دیدم کہ در مسجد مکہ معظمہ زاد ما اللہ تعظیماً حاضریم - و جناب سید المرسلین صلی
 اللہ علیہ وسلم در محرابی از مسجد قائم اند - فقیر شرف ملازمت اقدس دریافتم حضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم التفات فرادان نمودند و لب بہ تبسم شیرین کردہ حرفہا پرسیدند - مہنوز جمال بالکمال
 خصوص لمعان تبسم مبارک در نظر من است - ازان وقت ہر گاہ این رویا بہ یاد می آید
 سلسلہ شوقی می جنبانند - آخر جذبہ عنایت محمدیہ مرا از خود دور بود و شرار ناتوانی را بہمت برق
 آسمان سیر کر امت نمود - رجب روز دوشنبہ ۱۵ ختمین و ماتہ الہف مطابق عدہ سفر خیر

پیاده تنها از بلگرام رخت سفر بستیم و احبباً و اقرباً را طورے غافل ساختیم که اگر اینها
 سراغی می یافتند سدره راه مقصود می شدند - راقم الحروف در واقعات این سفر شنبوی
 پردشت و طلسم اعظم که هم تاریخ افتتاح است نام مقرر ساخته - آغاز مطلب باین
 عنوان می کند ۵

<p>دم صبحی که مهر عالم تاب جلوه گر شد بکرسی سینا واد رنگ صفا به چهره زرد بسکه در سجده سود پشانی گرم شد در ره خدا طلبی شد جلوریز سوئے بیت الله طرفه با سنگه بگوشش ما آمد کاس میان بته در مقام ادب گوهرت شبنمی است قابل دید گر ترانیت طاقت پایی بال بر هم زن از تپیدن دل گر چه باشد ترا بیازنجیر این صد اشور عشق در جان بخت</p>	<p>سرب راورد از نشیمن خواب بادل گرم و دیزه سینا که وضوئے ز آب شبنم کرد کردیم کس خوش نورانی بست احرام جانب غربی به سر و دیده زد قدم در راه از پس پرده این ندا آمده آتش تازه نسیم طلب خیز از جا که خواندت خورشید روز بخشد ترا توانا رشته بر پا اگر بود بگل قطره زن همچو آب بازنجیر صد گل داغ در گریبان ریخت</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جستم از قید سنگ همچو شر	دامن جمتی ز دم به کمر
<p>اهلیت فقیر بعد سه روز آگاه شدند و انگشت تحیر بدندان گزیدند. سید غلام حسن عفران پناه برادر اعیانی فقیر تا سه منزل تعاقب کرد. آخر وحشی از دم جسته را بدست آوردن و شوار دیده برگشت. چه از راه دور بینی نعل و اژون ز دم در است که غیر متعارف بود پیش گرفته. کلک سخن ریز در صعوبت راه زبان می کشاید ۵</p>	
<p>زخم مقراض بیم در پرو بال همه مضرب تشنه رگ تار ما خوابیده است جاده او جامه از تن کت دست در رفتار حسار او دامن هوا گیرد</p>	<p>داغ این راه مرغ و هم و خیال رهنران صفت کشیده چون صف خار بر نه خیزد ز پا فتاده او پیک این راه تیر ناوک وار رهنش کاسه از گدا گیرد</p>
<p>القصة تا حد و سر و نخ از توابع مالوا پیاده راه طے شد از اینجا که قدم گاه به پیاده گردی آشنا بود آبلها پارا خوشه تاک ساخت. خار با طرح خانه زنبور انداخت ۵</p>	
<p>بار فتنه که بود تنهایی غون چکان ترز آه می رستم قدم سوز و این ره و شوار چون دم تیغ تشنه خو کفا رنجست در راه رنگ سلسله</p>	<p>می بریدم ربه به پائی صبح تا شام راه می رستم همه که سار و دشت نا هموار هر قدم رود با و چپو کفا سوج خونا ب و جوش آبلها</p>

کردمشیر کلفتم بسمل

فکر بادست زوبه دامن دل

اتفاقاً آیات نواب آصف جاه طاب شراه دران ایام سایه افکن دیار مالوا شده
بود قائم قسمت زمام مرابین شکر کشید و عنایت تازه ربانی جلوه افروز گردید - یعنی عزیز
بے سبق آشنائی در همان خانه خود جاداد و مراسم نیاز مندی فوق الحدیث تقدیم رساند و
دست مکلفی بر اے سواری تو اضع کرد - زبان خامه در تعریف رت می گردد ۵

رت رنگین لباس خوش الوان
تازه گردون دو نور پیش نگاه
این چه گردون بروے هامون است
رقص تدویرها بچشم خیال
کشتی تازه روان در بر
مے کشد کوه کوه بار گران
مختلف کارها از وجا صل
بالش و فرش و خوش مکان دارد
قدم سالکانه دارد پیش
چه عجب گر زیاده راه رود
حسن خلقی عجب بکار برد
پادین خانه بشکن و بشتاب

راه رفته بسان تخت روان
در چپ و راست چار پاله ماه
این چه تدویرها بروے هامون است
گردش زگرسی رسیده غزال
نکند طے راه بے دستگر
سیر و دورش چه مایه فیض سان
مرکب راه و خمیه منزل
مجلس ساکن در وان دارد
تهد پابرون ز جاده خویش
هر قدم برد جاده راه رود
خادم خویش را سوار برد
در سفر لذت وطن دریاب

بست و دوم شعبان سال مذکور ملاقات نواب آصف جاہ طاب ثراہ اتفاق افتاد
و این رباعی نتیجہ فکری قاصر بر زبان آمد ۵

اے حامی دین محیط جود و احسان	حق داد ترا خطاب آصف شایان
او تخت بدر گاہ سلیمان آورد	تو آل نبی را بہ در کعبہ رسان

فقیر با و صف موزونی طبع مدۃ العمر زبان بہ مدح اغنیانہ کشودہ ام الا این رباعی
کہ در استعانت سفر بیت اللہ سرزد و دو بیت عربی کہ در دفتر ثانی در ترجمہ نواب نظام الدولہ
شہید مذکور می شود -

القصہ در آن حدود نواب آصف جاہ متوجہ تنبیہ افواج مرہطہ بود تمام رمضان
در سواد شہر بھوپال آتش حسد اشتعال داشت و زلزله ساعت قائم بود - درین سیدان
کیست قلم جولان می نماید ۵

فوج اسلام و کفر صف آر است	طرفہ شور قیامت بر خاست
کرہ آتشین توپ و تفنگ	کرہ نار ساخت و صہ جنگ
کافران چون سپند در فریاد	رفت از خاک آتشین بر باد
چون ہمانا و کربک رفتار	زودہ در مغز استخوان منقار
من ہم آن روز در صف اسلام	بایکے ذوالفقار خون آشام
قدم پر دلانہ افش مردم	جملہ ہار مخالفان بر دم
تشکیہاے روزہ رمضان	کرده از کام تا جگر بریان

سفر کعبه و صیام و حجاب

این سه دولت بهم مراد داد

آخر رمضان صلح واقع شد و به اعانت نواب زاد و در احوال خاطر خواه دست بهم داد
 در اوائل شوال آن سال از شهر بجهوپال برآمدم و بست و یکم منته به گلگشت دارا السرور
 بر ما بنور سرور گردیدیم و هم ذی القعدة سال مذکور وصول سورت صورت بست بست
 و چهارم منته در جهاز نشستم و از کوه خاکی به کوه آبی در آیدم بلال اول الله احدی خمین
 و ماته و الف در عین دریا گوشت ابرو نمود - شهر دهم محرم کشتی بکنار جده برخورد - نوزدهم
 منته در بلده فاخره جده نازل شدم - شیخ محمد فاخر متخلص به زائر الله آبادی که ترجمه اش در
 محبسه ثانی می آید - در جده تشریف داشت خیر قدم فقیر از مردم جهازی که دور و ز پیش
 از جهاز مار سیده بود یافته برب دریا انتظار می کشید همین که قدم از بحر خشکی گذاشتم
 ملاقات شد - و سرور عجیبی دست داد - و بست و سیوم منته بوصول ام القرى شرفنا الله
 تعالی سرمایه سعادت اندوختیم - و چنین نیاز باستان سائی بیت الله برافروختیم از آنجا
 که شوق مدینه سکینه جلوریز بود طاقت صبر و رخود نیافته بست و ششم منته روز جمعه بعد از
 نماز جمعه رو براه مدینه مقدسه آوردم - بست و پنجم ماه صفر که درین تاریخ از کتعم عدم
 به شهرستان همتی وارد سیده ام و قدم در مرحله سی و ششم گذاشتم وقت سحر از سواد مدینه متوجه
 سرمنه سعادت در چشم کشیدم - و دیده آرزو مند را بر قبه روضه اقدس مالیدم - و در شهر
 اقامت این بلده طیبه صحیح بخاری را خدمت مولائی و استادی شیخ محمد حیات السندی
 المذنی نور الله ضریحه سند کردم و اجازت صحاح سه و سایر مفردات مولانا بر گزفتم - شبها

در سجد نبوی مابین بیت و منبر و الاهی ششم - و به مطالعه صحیح بخاری می پردازم و این
غزل در مدح اقدس به زبان نیاز ادا شد

نمود جلوه اعجاز شمع مطلبی	نه ماند شوخی چشم شرار بولهبی
فداے خاصیت وادی عقیق شوم	که کرد رگ بر روش علاج تشه لبی
زیارت تو کند آفتاب هر شب نذر	رود صبا ح جلوریز جانب غری
ز بسکه ذوق شکست تو دشت سلوا	گرفت رنگ نزاکت ز شیشه حلی
خوش است حسن تقاضا ز باغبان کرم	نصیب ذائقه ام کن حلاوت طبعی
به آفتاب نبوت رسانده ایم نسب	توان ز ذره ما دید نور خوش نسبی
بملک هند چون نیست طوطی آزاد	که کرد تربیت من شکر لب عربی

و نیز قصیده عربی در لغت و الایه سلک نظم سیده و بر روضه منوره معروض گردیده
در نسخه تسلیم الفواد فی قصاید آزاد که درین ایام به عبارت عربی به تحریر می آید مندرج
می شود انشاء الله تعالی - چهاردهم شوال سال سطور از بارگاه رسالت پناه صلی الله
علیه و آله وسلم رخصت اداے حج گرفتم - و بست و ششم من زول که معظمه عروج
طالع بخشید - و روزی الحجه مناسک حج به تقدیم رسید و وقوف عرفات روز پنجشنبه
اتفاق افتاد - عمل اعظم تاریخ اداے حج یافته شد اللهم اصلح اعمالنا و حقق اماننا
بالرکن و المقام و عتبت سید الانام علیه و علی آله و صحبه الواف
الصلوة و السلام و در مکة معظمه و طائف معدن اللطائف صحبت شیخ عبد الوهاب طنباطی

قدس سره دریافتم و فوائد فن حدیث برگزینم - سال جدید یعنی اثنین خمسین و مائة و الف
در مکه معظمه حیره برافروخت - در شهر ربیع الاول این سال سیر خطه طائف اتفاق افتاد
و زیارت مرقد مطهر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سرمایہ سعادت بدست
آمد - محرر اوراق گوید ۵

خاک آن روضہ کم از غنیر تر نشای
نرسد هیچ گل ادبہ گل عباسی

اے صبار و بجزا پر عجم نبی
کرده ام خوب تماشا چمن طائف را

اول آخر شهر ربیع الآخر سه مذکور طواف و دایع بجا آوردم و بہ بند رجده عطف عنان
نمودم - سیدوم جمادی الاولی ہمین سال در جہاز نشستم - و در عرض ہشت روز بہ ساحل مخا
کہ از مشاہیر بنادر یمن است رسیدم - چہار روز محاذی مخا جہاز را نگہ زدند - و سیر این مقام
فرخندہ انجام میرشد - و زیارت ضریح مبارک شاذلی قدس سره افادہ فراوان النوار
نمودست و نہم جمادی الاولی جہاز بہ ساحل سورت برخورد - دوم جمادی الآخرہ نزول
بندر مبارک دست داد - و سفر حجاز فیض طراز با انجام رسید - بتاریخ معاودت سفر بخیر یافتہ
شد رب اختار سفرنا بالحیر السلاقیہ و ادراقتنا ثقل الموازین یوم القیامۃ مجاہد
فض خاتر جلالہ و خاتر صحیفۃ الرسالہ علیہ و علی آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ
و اکمل التشایعات و این غزل در یاد ام القری و تذکرہ محمدی سرود ۵

مسی مالیدہ یا قوت کسے رایا دی کردم
بحکم شوق طوبی تازہ ایجا دی کردم

من از بوس حجر در کعبہ دل را شادی کردم
زیارت می نمودم کعبہ را از گردش رنگی

ز بیتابی طواف خانه صیاد مے کروم
بیاد لیلی محل نشین فریاد مے کروم
به گلشنه زمین بوس گل و شمشاد مے کروم
به صاحبخانه این خانه را آباد مے کروم
به پائے همت والا مے خود امداد مے کروم

درین دارالامان مشتاق تیغ قاتلی بودم
چو آواز جرس از کاروان هم پیش می رفتم
بصحرایا غزالان را سلام از دور می گفتم
از عکس غیر صافی داشتیم آئینه دل را
اگر آزاد و پائے سعی من از کار و اماندی

احال کلی تاریخی که از حین اعجاز چیده ام باید دید و عطر اعلا مے که از عنبر دریائے
قدس کشیده ام باید شنیده

ما اطیب به تمامه مسک
تاریخ مشنوی ختامه مسک
۱۱۶۶ هـ

این نامه خاص روح پرور
انجام لبون ایزدی یافت

د ب ا خ ت م ر ت ی د

خاتمه - در آخر نسخه مآثر الکرام که ازان این نسخه زیور طبع پوشید این عبارت تحریر است
(تاریخ پانزدهم شهر رمضان المبارک روز چهارشنبه ۱۸ هجری با تمام رسید) و پس این
نسخه مکتوبه زمانه حیات مصنف رحمه الله است چه وفات مصنف در ۲۰ هجری است
و اصل نسخه منقول عندها در کتبخانه آصفیه سرکار عالی خلد الله ملکه بدوام الایام واللیالی
موجود و مخزون است فقط



خزینۃ الکتب

ضروری گذارش

معزز ناظرین! روشن خیال اور مہذب اصحاب کو معلوم ہے کہ تجارت کو تہذیب و شائستگی سے کیسا گہرا تعلق ہے۔ ہماری تجارت کتب کے مفہوم و مقصود میں نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ علوم و فنون کی اشاعت بھی شامل ہے۔ شائقان علوم لطیفہ و فنون نفیسہ کو خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم اعلیٰ درجہ کی علمی مذاق کی کار آمد و مفید کتابیں فروخت کے لیے مہیا رکھتے ہیں۔

عربی زبان کے مطبوعات یورپ ہر قسم کے ہماری معرفت مل سکتے ہیں جن کی تعداد تقریباً تین ہزار کتب ہے۔

یورپ کی مطبوعہ کتابوں کے چند نام ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

(۱) تاریخ طبری کامل معہ فرہنگ و انڈکس و مقدمہ بزبان لاطینی۔ تیس برس کی محنت میں یہ نسخہ چھپا ہے۔ قیمت (۱۵۰)

(۲) کتاب الفہرست ابن ندیم معہ فہرست دگلاسری للعم

(۳) کتاب المندلبیریونی اصل عربی دریک جلد للعم

ایضاً ترجمہ انگریزی در دو جلد للعم

(۴) مقامات حریری معہ شرح و ساسی فرہنگ دگلاسری للعم

(۵) آثار الباقیہ عن القرون الخالیہ للبیریونی اصل عربی للعم

ایضاً ترجمہ انگریزی للعم

(۶) طبقات الشعراء ابن قتیبہ للعم

(۷) کتاب الاشتقاق لابن ورید۔ لغت الناب للعم

کتاب متفرق اردو فارسی مطبوعہ

- (۱) قواعد العروض قدر بلگرامی کی مشہور کتاب ۶۷ صفحہ قیمت سابقہ للہ قیمت حال ۶۰
- (۲) کلیات قدر بلگرامی مطبوعہ مفید عام اگرہ خط و کاغذ اعلیٰ ۷۰
- (۳) زرتشت نامہ ۱۹۶ صفحہ خوشخط کاغذ اعلیٰ ۷۰
- (۴) الفاروق از علامہ شبلی ۷۰
- (۵) الغزالی از علامہ شبلی ۷۰
- (۶) تمدن عرب قیمت سابقہ قیمت حال ۷۰
- (۷) صنم خانہ عشق امیر بینائی مرحوم ۷۰
- (۸) گلشن ہند قدیم شعرا کے اردو کا ایک نایاب تذکرہ مع مقدمہ مولوی عبدالحق ۷۰
- (۹) آثار الکرام ۱۵۲ صوفیائے کرام و علمائے عظام کا تذکرہ فارسی ۷۰
- (۱۰) مشاہیر اسلام اردو ترجمہ ابن خلدون جلد اول ۲۰۰ صفحہ ۷۰
- (۱۱) داستان ترکستان از ہند پانچ جلد (۲۶۵۶) صفحہ کل شاہان دہلی کی ایک جامع و مکمل تاریخ ہے۔ قیمت سابقہ قیمت حال ۷۰
- (۱۲) حکمت عملی سجاد مرزا بیگ صاحب دہلوی ۷۰
- (۱۳) دیوان حبیب کنٹوری ۷۰
- (۱۴) جنگل میں جنگل (۳۵۰) صفحہ مولوی ظفر علی خان صاحب بی اے نے سر و قارالامرا مرحوم کے حکم سے انگریزی سے ترجمہ کیا یہ اردو زبان کی ایک انوار سہیلی ہے۔ ۷۰
- (۱۵) نعمت عظمیٰ اردو ترجمہ طبقات الکبریٰ امام عبد الوہاب شعرائی جلد اول صفحہ ۳۵ ۷۰
- (۱۶) دربار اکبری مولانا آزاد دہلوی کی مشہور کتاب ۷۰
- (۱۷) آثار الصنادید سرسید کی مشہور تاریخ دہلی مطبوعہ نامی پریس کانپور با تصویر قیمت ۷۰

المشا

عبد اللہ خان بک سیلر اینڈ پبلشر کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد کانپور

[illegible]

241

2219

~~4087~~

291
b22

[illegible]

[illegible]